The Holy Scripture

Introduction of the Wisdom Literature of the Bible

Job, Psalm, Proverbs, Ecclesiastes, Song of Solomon

کلامِ پاک

Rev.T.L.Scott, D.D
1924

www.noor-ul-huda.com

پاک کلام کے منظومی حصے

یعنی

ایوب،زبور،امثال، واعظ اور غزل الغزلات

کا دیباچہ

جلددوئم

جس کو پادری ٹی۔ایل۔سکاٹ۔ڈی۔ڈی نے طلبہ ٔسیمنری مسیحی استادوں ،منادوں اورکلام پاک کے طالب علموں کے لیے1924میں اہتمام ماسٹر غضنفر بی۔اےعلیگ مالک و مینجر خورشید پریس گوجرانوالہ طبع شد۔

پاک کلام کا منظومی

حصہ

بائبل ایک نہایت ہی عجیب کتاب ہے۔کیونکہ یہ سب دینی و دنیوی علوم کا سرچشمہ ہے۔اور انسان کی روحانی اور جسمانی زندگی کی خوبی،عمدگی اور مبارک حالی اس پر مبنی ہے۔چنانچہ دوسرا تمطاؤس 3 باب 16اور 17 آیت میں مرقوم ہے کہ ہر ایک صحیفہ جو کہ خدا کے الہام سے ہے۔تعلیم اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لیے فائدہ مند بھی ہے۔تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لیے تیار ہو جائے۔لہذا اس کتاب کا خاص مقصد انسان کی نسبت یہ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اور اس کی مرضی سے واقف ہو کر اس کو اپنی مرضی میں پورا کرےاور دوسروں میں بھی اسے پورا کرنے کی کوشش کرے۔اس لیے خدا وند مسیح نے جو کہ انسان کا نجادت دینے والااور کامل کرنے والا ہے۔بعض کو رسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہے اور بعض کو استاد بنا کر دے دیا ہے۔تاکہ مقدس لوگ کامل بنیں۔اور خدمت گزاری کاکام کیا جائے۔اور مسیح کا بدن یعنی کلیسیا ترقی پائے جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامل انسان نہ بنیں یعنی مسیح کے پورے اندازے کے قد تک نہ پہنچے۔جب کہ خدا نے اپنی عجیب محبت کے سبب سے ہماری ہی خاطر یہ سب کچھ کیا تو لازم ہے کہ ہم ان سب باتوں پر خوب غور کریں تاکہ ہم کسی بات میں ناقص نہ رہیں بلکہ خدا کی مرضی کو پورے طور پر انظام دیں اور اس طرح اس کے مقصد کر پورا کریں۔

باب اول

پاک کلام کے نظمی حصے کے بیان میں

سوال نمبر 1: پاک کلام کے نظمی حصے کی تشریح کرو۔

جواب:اس عجیب کتاب نظمی حصے میں پانچ کتابیں پائیں جاتیں ہیں یعنی ایوب، زبور،امثال،واعظ اور غزل الغزلیات۔یہ پانچ کتابیں جن کو یہودیوں نے پینٹی ٹوک کہاموسیٰ کی پانچ کتابوں کی مانندخدا کا مقصد انسان کے بارے میں سلسلہ وار پیش کرتی ہیں۔یہودیوں اس نظمی حصے کو کما۔یعنی دانائی دانائی کا مجموعہ بھی کہا۔اور اس حصے میں دو خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔اول وہ دانائی جو ان کتابوں میں پائی جاتی ہے۔کامل ہونے کے سبب سے لاتبدیل اور پائدار ہیں۔انسانی علوم کی تبدیلی اکثر ہوا کرتی ہے۔اور وہ جاتے بھی رہتے ہیں۔کیونکہ وہ درحقیقت ناقص اور ناتمام ہیں۔لیکن وہ علم یا دانائی جو خدا کے طرف سے ہے۔وہ ہر علم اور ہر زمانے کے لوگوں کے لیے مفید اور کارگر ہے۔کیونکہ وہ دائمی ہے۔

یعقوب عام خط 3باب 17 آیت میں اس دانائی کی یوں تعریف کی گئی ہے مگر جو حکمت اوپر سے آتی ہے اول تو وہ پاک ہوتی ہے۔پھر ملنسارحلیم اور تربیت پذیر۔رحم اور اچھے پھلوں سے لدی ہوئی۔بے طرف دار بے ریا ہوتی ہے۔خدا کا خوف اس دانائی کا شروع ہے۔اور وہ خداوند یسوع مسیح میں تکمیل پاتی ہے۔جو اس دانائی کے حصول میں مصروف رہتا ہے۔وہ کبھی شرمندہ نہ ہو گا۔

دوئم:ان کتابوں کی خاص نسبت توریت اور صحافِ انبیا کی طرح قوموں سے نہیں بلکہ یہ شخصی ہیں۔اور ان کی غرض یہ ہے کہ ہر ایک شخص کی زندگی ایسی آراستہ کی جائے کہ وہ خدا اور آدمیوں کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ٹھہرے نیز کہ وہ مقبولیت میں ترقی کرتا جائے۔لازم ہے کہ ہم ان پانچ کتابوں سے اس مقبولیت اور ترقی کرتا جائے کازم ہے کہ ہم ان پانچ کتابوں سے اس مقبویت اور ترقی کا طریقہ سیکھیں۔اور ان کتابوں پر علیحدہ علیحدہ ایسا غور کریں کہ ان کا اثر ہماری زندگی پر ہو کہ ہم خدا اور انسان کے نزدیک مقبولیت میں ترقی کرتے جائیں تاکہ ہم کامل انسان یعنی مسیح کے پورے قد تک پہنچ جائیں۔

سوال (2) ان پانچ کتابوں کا خلاصہ الگ الگ بیان کرو۔

جواب:ان پانچ کا مقصد دریافت کرنے اور ان کی ہدایت کرنا اور ترقی سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ باسلسلہ ان کی تعلیم کا مطالعہ کریں۔یعنی اس تعلیم کا جو کہ روح القدس ہم کو سکھانا چاہتا ہے۔

(۱)

ایوب کی کتاب کا خلاصہ

یہ زیادہ مفید اور انسب معلوم ہوتا ہے کہ کلام مقدس کے اس حصے کا مطالعہ ایوب کی کتاب سے شروع کیا جائے۔کیونکہ یہ کتاب دکھاتی ہے کہ خدا کل عالم کا منتظم ہے اور اس کو انسان سے ایک خاص نسبت ہے۔اور کہ وہ نیکو کارو ں کا شاملِ حال ہو کر ان کی حفاظت کرتااور ان کے واسطے برکتوں کا بانی ہے۔ایوب کی کتاب صرف خدا ہی کا نہیں بلکہ ایک اور ہستی کا بھی ذکر کرتی ہے۔جو کہ دنیا کا منتظم ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔اور وہ ہے شیطان جو کہ نبی اللہ کے درمان آکر خداوند کے حضور حاضر ہوا۔ اور خداوند نے اس سے پوچھا کہ تو کہا ں سے آیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں زمین کے اِدھر اُدھر سے سیر کرکے آیا ہوں۔

اس طرح یہ کتاب دنیا کے دو منتظموں کاجن کے مابین نااتفاقی ہے۔کا ذکر کرتی ہے۔اور چونکہ خدا اکیلا قادرِمطلق ہے۔شیطان کواس کے زیرِحکومت رہنا پڑتا ہے۔تو بھی وہ حتیٰ المکان انسان کو بگاڑ کر اس میں خدا کی نسبت مخالفت پیدا کرتا ہے۔ یہ کتاب اس جنگ مقدس کی وجہ بتاتی ہے۔جس کے باعث انسانوں میں ناچاقی ہو جاتی ہے۔اور ابتری کی حالت میں پڑ جاتے ہیں۔پیدائش کے تیسرے باب ہیں‌مندرج ہے کہ شیطان کی شکل اختیار کرکے اپنا کام دنیا میں شروع کیا۔اور اگرچہ خدا نے اسی وقت اسے ذلیل کر دیا۔تو بھی وہ اپنا کام اب تک جاری رکھے ہوئے ہے۔اورقدرے کامیاب بھی ہے۔اس کتاب کا خاص مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو خدا کی نسبت اس کے فرائض واقف کرا دے یعنی اگر وہ خدا کے منصوبوں سے رہائی پا کر روحانی اور جسمانی برکات سے مالا مال کیا جائے گا۔لہذا یہ کتاب ایک شخص بنام ایوب کی زندگی ہمارے سامنے لا کر یہ ثابت کرتی ہے۔کہ انسان اپنی مخصوص زندگی سے مقبولیت حاصل کر سکتا ہےاور کہ وہ اپنی دعا اور شفارش سے اوروں کے لیے معافی اور برکت کا باعث ٹھہر سکتا ہے۔

(2)

زبور کی کتاب کا خلاصہ

ایوب اگرچہ خدا کی تعظیم کرتا اور آپ کو وفا دار ظاہر کرتا تھا۔تو بھی اس بات سے ناواقف معلوم ہوتا ہے۔کہ خدا کے حضور اس کی رسائی کیونکر ہوسکتی تھی؟چنانچہ ایوب 23 باب 3 آیت میں پکارتا ہے کہ کاش کہ میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ کو کہاں مل سکتا ہے۔تو میں اس کی مسند تک جاتا۔زبور کی کتاب اس بات کو حل کرتی اور بتاتی ہے کہ ہماری رسائی اس کے حضور کس طرح ہو سکتی ہے؟ایوب نے خیال کیا کہ خدادور ہے اور انسا ن کی حالت سے ناواقف ہے۔لیکن زبور کتاب خدا کو نزدیک ظاہر کرتی ہے۔اور بتاتی ہے کہ خداوند یعنی یہواہ یعنی صادقوں کی راہ جانتا ہے۔پر شریروں کی راہ نیست و نابود کرتا ہے۔وہ ناصرف جانتا بلکہ اس پر ظاہر کرتا ہے۔لیکن زبور کی کتاب ناصرف راہ ہی دکھاتی ہے۔بلکہ ہم کو خدا کے حضور لے جاپہنچتی ہے۔کیونکہ وہ الوہیم کو یہواہ کی حیثیت میں پیش کرکے بتاتی ہے۔کہ وہ اپنے گھر میں سکونت کرتا ہے۔اور کہ ہم بھی اس کے سکونت کر سکتے ہیں۔یہ کتاب صرف یہواہ ہی کو پیش نہیں کرتی بلکہ اس کی صفات کو بھی ایسے ہی طریقے سے پیش کرتی ہے۔کہ ہم ان سے متاثر ہو کر ناصرف خود ہی اس کی پرستش کرتے بلکہ اوروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں۔یہ کتاب نہ صرف خداوند کی حمد کے فرائض اور طریقے سکھلاتی ہے۔بلکہ روح القدس کی طرف سے حمد کا ایک مقرر کردہ اور صحیح طریقہ ہے۔جس میں کسی قسم کا نقص مطلقاً نہیں پایا جاتا۔یہ کتاب ہم کو آوارہ گردی میں نہیں چھوڑتی بلکہ راہ راست پر لاکر ہماری رہبری کرتی ہے۔

(3)

سلمان کی امثال کا خلاصہ

ایوب اور زبور کی تعلیم کے علاوہ خدا کی حضوری میں رسائی حاصل کرنے کے لیے ایک اور بات کی بھی ضرورت ہے۔اور وہ ضروی بات امثال کی کتاب میں ہے کہ نہایت ہی لازم اور واجب ہے کہ ہمارا سلوک اپنے ہم جنسوں کے ساتھ بلکل ٹھیک اور درست ہو۔کیونکہ تاوقت انسان اپنے ہم جنسیوں کے حققوق پورے طور پر ادا نہ کرے وہ ہرگز خدا کی رضامندی کسی طور پر حاصل نہیں کرسکتاچنانچہ امثال کی کتاب کا خاص مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر کرے دانائی کا استعمال کیونکر کیاجائے۔کہ ہم کو وہ دینداری حاصل ہو جو کہ خداباپ کےآگے پاک اوربے عیب ہے۔اور ہم کو وہ طاقت نصیب ہو کہ ہم اس شریر کے سارے جلتے تیروں کو بجھا کر قائم رہیں۔اور راستگوئی اور راستبازی کی سب باتوں کو عمل میں لا کر اس راستی کے شہزادے کے پیرو ہوجائیں جس کا ذکر اس کتاب میں ہے۔

(4)

واعظ کی کتاب کا خلاصہ

محض راستباز بننا ہی انسان کی بہبودی اور مبارک حالی کے واسطے کافی نہیں۔کیونکہ یہ اس پر فرض ہے۔لہذا وعظ کی کتاب یہ ظاہر کرتی ہے کہ لازم و ملزوم ہے کہ وہ دنیا کی بطالت پر دل نہ لگائےبلکہ دنائی کی پیر وی کرکے اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ بچا رکھے اور اس غرض کے لیےچند ایک مفید باتیں پیش کرتی اور ظاہر کرتی ہے۔کہ خداوند صرف ہر ایک فعل کو بلکہ اس کے ساتھ ہر ایک پوشیدہ چیز خواہ بھلی ہو بری عدالت میں لائے گا۔سو لازم ہے کہ انسان نہ صرف فعلاً اور قولاً راست بنے اس کے دل کی حالت ٹھیک ہو اور اس میں ایک فرمانروا طاقت قیام پکڑے جس سے کہ وہ مغلوب ہو۔

(5)

غزل الغزلات کا خلاصہ

یہ کتاب وہ طاقت پیش کرتی ہے۔اور وہ محبت ہے جو کہ بمو جب اس کتاب کے کمال کا کمر بند ہے۔اس کی تشریح پولوس رسول نے 1 کرنتھوں کے تیرھویں باب میں کی ہے۔اور وہ تاکید کرتا ہے کہ محبت کا پیچھا کرو کیونکہ وہ سب سے بڑھ ہے۔اس محبت سے انسان خواہشاتِ جسمانی اور عیش و عشرت دنیوی سے بلکل لاپرواہ ہو کر صرف اسی کا فریفتہ ہو کر اسی کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔جس نے گناہ آلودہ انسان کو اپنا خون دے کر خرید لیا ہے اور مقدس بنا کر خرید لیا ہے۔اور اس کو مقدس اور بے عیب بنا کر باپ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔حاصل کلام ایوب کی کتاب ایک ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے۔جو کہ شیطان کا ستایا ہوا ہے۔اور اگرچہ وہ خدا پر بھروسہ رکھتا۔اوراس سے مدد پانے کے طریقے بھی جانتا ہے۔تو بھی اس کا دل بے چین رہتا ہے۔زبور کی کتاب آرزودہ شخص پر خدا کو ظاہر کرتی اور اس کی حضوری میں رسائی حاصل کرنے کے طریقے اس کو بتاتی ہے۔اور اس طرح اس کو مایوسی اور بے چینی سے محفوظ رکھتی اور اس کے دل کو خوشی اور حمد سے بھرتی ہے۔ امثال کی کتاب بتاتی ہے کہ جو شخص خدا کی رضامندی حاصل کرتا ہے اس کی سیرت کیسی ہونی چاہیے؟یعنی کہ اس سلوک اپنے ہم جنسیوں سے نیک ہونا چاہیے۔

واعظ کی کتاب اس شخص کی نسبت یہ بتاتی ہے کہ اس کے واسطے اشد ضروری ہے کہ وہ آپ کو دنیا کی لبھانے والی باتوں سے محفوظ رکھے۔اور نیکی میں مصروف رہے۔اور غزل الغزلات کی کتاب بتاتی ہے کہ ایسے شخص کو خداکی محبت کی مجبوری سے خدا کے ساتھ وفاداری اور اپنے ہم جنسیوں کےساتھ ہمدردی میں قائم رہنا چاہیے۔

دوسرا باب

ایوب کی کتاب کے بیان میں

سوال نمبر 3: ایوب کی کتاب کے مصنف اور اس کی قدامت کی نسبت کون سے خیالات پیش کیے جاتے ہیں؟

جواب: مصنف کی نسبت تین خیال ہیں۔

اول کہ اس کتاب کے واقعات جو کہ حقیقی ہیں۔موسیٰ کے ایام تک روائتی طور پر چلے آئے۔جن کو کہ اس نے ملہم ہو کر قلمبند کیا۔اور یہ خیال زیادہ معتبر سمجھاجاتا ہے۔

دوئم کہ اس کتاب کہ اس کتاب کا مصنف سلیمان ہے اور اس کے واقعات سب کے سب بناوٹی ہیں۔

سوئم کہ کسی نامعلوم مصنف نے یہودیوں کی ستر سالہ اسیری کے بعد اس کو تصنیف کیا۔یہ خیال ہائر کرٹکس سے پیش کیا جاتا ہے۔اور بلکل بے بنیاد ہے۔

اس کتاب کی نسبت ذیل کے خیالات پیش کیے جاتے ہیں۔

اول:ایوب درحقیقت بزرگوں یعنی پٹری آرکس (آبا) کے زمانے میں تھا۔کیونکہ اس کے سب واقعات اور دستورات اسی زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔مثلاً (ا) ایوب کی دراز زندگی ایوب 1باب 4سے 5آیت بمقابلہ 4باب 16سے 17آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عمر بہت دراز تھی۔چنانچہ جب شیطان اس کی آزمائش شروع کی اس وقت اس کے چار بیٹے اور تین بیٹاں تھیں۔جو کہ اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے۔پھر اس کی آزمائش کے بعد دوبارہ اس کے ہاں سات بیٹے اور تین بیٹاں پیدا ہوئیں۔جن میں اس نےاپنی جائدا د تقسیم کی اور بعد میں بھی ایک سو چالیس برس جیتا رہا۔اس نے اپنے بیٹے اور بیٹوں کے بیٹے چار پشتوں تک دیکھے اور بوڑھا اور عمر رسیدہ ہو کر مرگیا۔ابراہیم کی عمر 175 برس اور اس کے باپ تارح کی عمر صرف دو سو پانچ(205) برس تھی۔سو اگر عمر کی درازی کا خیال کیا جائے تو ایوب تارح کا ہم زمانہ معلوم ہوتا ہے۔

(ب): ایوب کی دولت کی فراوانی کا اندازہ اس کے مال مویشی کی فراوانی سے بھی کیا جاتا ہے۔جیسا کہ بزرگانِ سلف کے وقت دستور تھا۔

(ج):بزرگانِ سلف کی عبادت کا طریقہ ایوب کے وقت میں رائج تھا۔مطلب کہ باپ ہی سارے خاندان کا کاہن ہو کر اپنے گھرانے کے لیے قربانیاں گزارتا اور دعا مانگتا تھا۔ایوب 1 باب 5آیت۔

(د):ایوب کے وقت میں بت پرستی بھی زیادہ قدیم کے طریقوں پر ہوتی تھی۔ایوب 31 باب 26 سے 28آیت سے صاف ظاہر ہے۔کہ لوگ اجرامِ فلکل کی پرستش کرتے تھے۔

(ر): اس کتاب کی قدامت زمانہ حال کی حقیقت اور معلومات سےے بھی پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔اس کے معترضین نے کئی ایک باتوں کی بنیادپر دعوئے کیے ہیں۔کہ یہ کتاب قدیم سے تھی۔بلکہ کسی بعد کے زمانے میں تصنیف ہوئی کیونکہ زمانۂ سلف میں علم ہیئت کو اس قدر ترقی اور فروغ نہ تھا جس قدر کہ اس کتاب میں دکھایا گیا ہے۔لیکن زمانۂ حال کی جستجواور تحقیق نے اس عترافض کی خوب تردید کی ہے۔چنانچہ اصور کی قدیمی تختیوں سے جو کہ ان پرانے شہروں کے کھنڈرات سے نکلی ہیں ثابت کر دکھایا ہے۔کہ فی الوقعہ اس زمانے میں ایسی ہی ترقی تھی۔اصور کی قدیمی تختیاں تین ہزار قبل از مسیح کی ہیں۔اکثر لوگ اس بات پر لحاظ نہیں کرتے کہ خدا نے شروع میں ہی انسان کو کامل پیدا کیا لیکن برگشتگی کے سبب اس کے قابلیت اور اس کا علم اس سے جاتا رہا۔یہاں تک کہ وہ رفتہ رفتہ وہ علم و کمال کےلحاظ سے زمانۂ تاریکی تک جا پہنچا۔

چنانچہ ہم جس قدر زمانۂ آدم یعنی ابتدائی زمانے کا مطالعہ کرتے ہیں۔تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ دانائی اور علم قابلِ تعریف تھا۔معترضین کا ایک اور عتراض یہ ہے کہ قدیم زمانے میں عُور کے لوگ ایسے جانوروں کے نام سے واقف نہ تھے۔جن کا ذکر اس کتاب میں ہوا ہے۔کیونکہ وہ جانور اس وقت اس ملک میں نہیں پائے جاتے تھے۔یہ اعتراض بھی ان قدیم لوحوں کی وجہ رو سے ہی رد کیا گیا۔کیونکہ ان تختیوں پر ان جانوروں کےعلاوہ دریائی گھوڑے کے جو کہ مصر کا جانور ہے تصویریں کنداہیں ۔سو یہ واضح ہے کہ عُور کے لوگ مصر سے بھی راہ و رسم رکھتے تھے۔کیونکہ مصری عربیہ پتریہ میں جاتے تھے۔کہ اس کی کانوں سے مصر کی مشہور اور عالی شان عمارتوں کےواسطے پتھر لایں۔اور ان میں اکثروں نے اس گہ سکونت اختیار کر لی۔قلدی لوگ بھی مصر میں جاتے تھے۔چنانچہ جب ابراہیم قلدی سے آکر ملکِ کنعان میں بودو باش کرنے لگا تو وہ فوراً قحط سے تنگ آکر مصر میں گیا۔اور کچھ عرصے تک اسی جگہ میں مقیم رہا۔اس سے ظاہر ہے کہ ان ممالک ضرور آپس میں رسم و رواج تھی۔

معترضین جا صرف ایک ہی اور اعتراض پیش ہو گا۔اور وہ یہ ہےکہ زمانہ قدیم میں ڈاکو نہ تھے۔لیکن یہ اعتراض کلام پاک سے ہی تردید پاتا ہے۔بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ بدوش اقوام نمرود کے زمانے سے شروع ہوئیں۔اور نمرود بادشاہ نے خود ایسا کام کیا کہ جب کہ اس نے اپنی حکومت کو نینوہ تک وسعت دی نیز ابراہیم نے لوط کو لٹیری اور فنزاق قوم میں بچایا۔

سوال نمبر 4: سر زمین عُور یعنی ویوب کی جائے رہائش کا محلِ وقوع بتائیں۔اور بیان کرو کہ اس کا نام عُور کیوں پڑ گیا؟

جواب:وہ سر زمین جو کہ بحرہ لوط اور بحر قلزم کے درمیان واقعہ ہے۔عُور کا ایک حصہ تھا۔اور یوب خاص اس جگہ مقیم تھا۔اور بب عیسو نے یہ سر زمین آباد کی اس کا نام ادوم پڑ گیا۔اور آخر کار آخر عربیہ پتریہ کے نام سے مشہور ہوگئی۔معلوم ہوتا کہ وہ اس سبب سے عُور کہلائی۔کہ عُور کی نسل وہاں رہتی تھی۔لیکن یہ تحقیق معلوم نہیں کہ وہ اوز کون تھا؟پاک کلام اس نام کے تین اشخاص ہیں۔

(1) عُور بن آرام بن سیم پیدائش 10 باب23 آیت۔

(2) عُوربن نحور بن تارا تھا۔جو کہ ابراہیم کا بھائی تھا۔پیدائش 22 باب 20 سے 21۔

(3) اُور بن نیان جو کہ خاندان عیسو میں تھا۔پیدائش 36 باب 28 آیت۔
لوگ اکثر اُور بن نحور بن تارا کو اس سر زمین کا آباد کرنے والا مانتے ہیں۔لیکن یہ خیال کہ وہ بھی اُور بن نیسان تھا بغیر نبوت نہیں۔کیونکہ اس ملک کی آبادی زیادہ تر ابراہیم کی نسل سے تھی۔چنانچہ ایوب کے دوست جو کہ اس کے پاس آئے ابراہیم کی نسل سے معلوم پڑتے ہیں۔مثلاً ایلیفز تیمنی ادومی تھا۔یرمیاہ 49باب 7 سے 10 آیت اور حزقیال 25باب 13 آیت اور عموس 1 باب 11 سے 12 آیت۔اور نوحہ ُیرمیاہ 4 باب 21 آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ادومی لوگ اُور کی سر زمین میں رہتے تھے۔بلداد سوخی ابراہیم کی نسل سے تھا۔جو کہ کتورہ سے تھی۔پیدائش 25 باب 1سے 2 آیت۔
ممکن ہے کہ نعور کی اولاد بھی اس ملک میں آباد تھی۔

سوال نمبر5: ایوب کی نسبت اور ایوب کی کتاب کے واقعات کی نسبت کون سے واقعات بیان کیے جاتے ہیں؟اور کس طرح ثابت ہے کہ یہ کتاب فی الواقعہ تواریخی کتاب ہے

جواب: اس کتاب کی نسبت مفسرین تین مختلف خیالات پیش کرتے ہیں۔

(1) کہ ایوب ایک فرضی نہیں ہے۔بلکہ حقیقتاً ایک شخص تھا اور اس کی کتاب کے سب واقعات بھی اصلی اور یقینی ہیں۔

(2) کہ اگرچہ یہ کتاب تواریخی ہے۔اور اس کے تمام واقعات حقیقی ہیں۔تو بھی اس کا بحث و مباحثہ اسی موقع پر جس کا ذکر کتاب میں ہوا ہے۔ان کتابی اشخاص کےدرمیان واقعہ نہ ہوا۔بلکہ کسی نبی کی طرف سے تعلیم و عبرت کے لیے مباحثہ کی صورت میں تصنیف ہوا۔

(3) کہ ایوب ایک فرضی شخص تھا۔اور کتاب کے سب واقعات بناوٹی اور تمثیلیں ہیں۔لیکن جب ان واقعات پر بانظر تعمق غور کیا جاتا ہے۔تو خواہ مخواہ یہ بات ذہن میں آتی ہے۔کہ یہ واقعات بناوٹی نہیں ہیں۔بلکہ ایک حقیقی راستباز اور خدا پرست شخص کی زندگی کی کا احوال ہےجس پر کہ شیطان نے حملہ کیا۔لہذا ملہم مصور کے ہاتھ سے ان اشخاص کی جنہوں نے کہ اپنی زندگیاں خدا کے لیے مخصوص کی۔اور اسی کی مرضی کے ماتحت ہیں تصویر ہے۔شیطان کا حملہ اکثر ایسے ہی اشخاص پر ہوتا ہے۔علاوہ ازیں جب شیطان خدا کے حضور ہوا تو خدا نے اس سے پوچھا کہ تو نے میرے بندے ایوب کے حال پر غور کیا کہ زمین پر اس سا کوئی شخص نہیں۔وہ کامل اور صادق ہے وہ خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا ہے۔ایوب ممکن نہیں کہ خدا کسی فرضی شخص کی بابت ایسا کہےنیز شیطان نے اس کی ہستی اور دنیا میں اس کی موجودگی کا اعتراف کیا حزقیال جو کہ ملہم تھا ایوب کا یوں ذکر کرتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا کہ ایوب فی الواقعہ ایک زندہ جان اور روح کا مرکب تھا۔

حزقیال 16باب 16سے20 آیت میں چار دفعہ آیا ہے کہ خداوند یہواہ نے کہا ہے کہ ہر چند یہ تین اشخاص یعنی نوح،دانیال اور ایوب موجود ہوتے تو۔آخر میں ہم کو یہ معلوم دلایا ہےکہ یہ الفاظ خداوند یہواہ کے منہ سے نکلےخدا ایک فرضی

شخص دو حقیقی انسانوں کے ساتھ نہیں ملا سکتا۔یقوب کا عام خط 5 باب 11 آیت میں ایوب کی نسبت مرقوم ہے۔کہ تم نے ایوب کے صبر کا حال سنا ہے۔اور خدا وند کی طرف سے جو انجام ہوئے وہ آپ جانتے ہو۔کہ وہ بڑا دردمند اور مہربان ہے۔سو ہم اس کو ان سب باتوں کے لحاظ سے ایک حقیقی واقعہ سچی تاریخ تسلیم کرتے ہیں۔

سوال 6:ایوب کی کتاب کی خاصیت بیان کرو۔

جواب:اس کتاب کا تتمہ اور دیباچہ نثر میں اور درمیانی حصے یعنی بحث ومباحثہ نظم میں ہے۔

یہ نظمی حصہ بلحاظ سلامت عبارت دلسوزی /دلربائی و بلند پرواز نئے خیالات دوسری عبرانی نظمی کتابوں پر فوقیت رکھتا ہے۔خدا نے ان بحث کرنے والوں کو زباندانی میں اس قدر فضیلت بخشی کہ کہ انہوں نے خیالات کو موثر اور اعلیٰ قسم کے الفاظ میں پیش کیا ہے۔جن سے کہ خداوند کی تعریف اور اس کا جلال ہو۔

سوال 7: ایوب کی کتاب خدا کی نسبت کیا سکھاتی ہے؟

جواب :یہ کہ کل عالم کا منتظم ہو کر صرف اس کی تنظیم میں ہمیشہ منہمک نہیں رہتا۔بلکہ وہ انسان کے دلی خیالات و روحانی حالت سے پوری واقفیت حاصل کرکے اس کو حسبِ حالت سزا یا جزا دیتا ہے۔پینٹی ٹیوک سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے چند اشخاص سے عہد باندھا اور برکت عطا کرنے کا وعدہ کیا تواریخی کتب سے اس عہدی قوم کے ساتھ اس کا سلوک اور وعدہ وفائی ظاہر ہوتی ہے۔

کتب الانبیا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قوم کو کیسی مفید تعلیم دیتا ہے۔اور اس کی تربیت کرتا رہا۔ایوب کی کتاب واضح کرتی ہے کہ خدا نے ایک شخص کے ساتھ جو اس عہدی قوم میں سے نہ تھا کیسا سلوک کیا؟اس کو خدا نے خوب آزما کر برکتوں سے مالا مال کیا۔اس کتاب سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خدا کا تعلق صرف اس عہدی قوم سے ہی نہیں بلکہ اس کے برگزیدہ لوگ ہر قوم میں موجود ہیں۔اور وہ ان کو محفوظ رکھتا اوربرکتوں سے بھرپور کرتا ہے۔

سوال 8:ایوب کی کتاب کے مقاصد بیان کرو:

جواب:

(1) مقصد اول یہ معلوم ہوتا ہےکہ یہ ظاہر ہو کر کہ یہ شیطان خدا کا مخالف ہو کر خدا کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے اور ستانے میں مصروف رہتا ہے۔

(2) مقصد دوئم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ ایوب کی محبت کی نسبت کہ وہ خود غرضی ہے۔شیطان کی تہمت غلط ہے کہ اوربرگزیدوں کی محبت حقیقی اور بے ریا ہوتی ہے۔اور کہ خدا اپنی ذات کی خوبیوں سے انسان کے دل کو مسخر اور فریفتہ کر سکتا ہے۔

(3) مقصد سوئم یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی مصیبت زدہ پر عیب لگانا اور اس کی مصیبت کو ہمیشہ اس کے گناہوں کا لازمی نتیجہ بنانا واجب نہیں۔بلکہ برعکس اس کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اس کی مدد کرنا زیادہ قرین مصلحت ہے کیونکہ ہم کو ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کی اصل وجہ کیا ہے؟عیب جوئی اور الزام کی ترغیب ہمیشہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

(4) مقصد چہارم یہ سکھاتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جانچ کر اپنی خودی کو ختم کریں۔اور حلیم ہو کر خدا کے خدا کے کامل اور صادق بندے بنیں اور نیکو کاری کا شیوہ اختیار کرکے اس کی قربت حاصل کریں۔

سوال9: ایوب کی وفا داری کی آزمائش کس طرح ہوئی؟

جواب: جب خدا وند نے شیطان کی توجہ ایوب کی صادقت اور قابلیت پر مبذول کی تو شیطان نے خداوندسے سوال کیا کہ کیا ایوب حقیقت میں خدا ترسی کرتا ہے؟ کیا تونے اس کے گرد اور اس کے گھر کے آس پاس اور اس سارے مال وسباب کو چاروں طرف سے احاطہ نہیں کیا؟ تونے اس کے ہاتھ کے کام میں برکت بخشی ہے۔اور اس کا مال زمین میں بڑھتا جاتا ہے۔لیکن اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کا سب کچھ چھو لےتو کیا وہ کیا تیرے منہ پر تیری ملامت نہ کرے گا؟تب خداوند نے شیطان کو اجازت دی کہ ایوب کو آزمائے۔سوشیطان نے ایوب کو ایسی بری حالت میں پھنسایا کہ نہ اس کا مال و دولت نہ دوست نہ کوئی تسلی دینے والا نہ خدمت گزار نہ قدر نہ درجہ رہا۔بلکہ اس کی تحقیر کمینوں سے کی جاتی تھی۔آخر کار اس نے ایوب کے جسم کو مارا۔ایسے کہ تلوے سر تک ایسے جلتے پھوڑے ہوئے کہ وہ ٹھیکرا لے کر اپنے تیئں کھلجانے لگا۔اور راکھ پر بیٹھ گیا۔اس موقعہ پر اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ کیا تو اب تک اپنی دیانت پر قائم رہتا ہے۔خدا کی ملامت کر اور مر جا۔ایوب نے جواب دیا کہ تو نادان عورتوں کی سی بات کرتی ہے۔کیا ہم خدا سے اچھی چیزیں لیں ا ور بری نہ لیں؟

ایوب کے حال اور صبرو تحمل سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے خادم جن میں مطلقاً خود غرضی نہیں اور خدمت بھی ایسی ہےجس میں عوضاً کا خیال خصوصیت نہیں رکھتا۔

ایوب نے خدا کو اس قدر پیار کیا کہ اور اس کی حضوری کی اس قدر خواہش رکھی کہ ہر قسم کی مصیبت کمال صبر سے برداشت کی کہ مبادہ وہ خدا کی حضوری سے محروم رکھا جائے۔ایوب کی وفاداری خداکی طرف سے شیطان کو جواب تھا۔

سوال10: ایوب ک کتاب کے بحث و مباحثہ کا سبب اور مقصد کیا تھا؟اور اس میں کون سی بات تصیفہ طلب تھی۔اوروہ کیونکر حل ہوئی؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ جب ان واقعات کی خبر جو کہ ایوب پر گزرےاس کے احباب کے کانوں تک پہنچی توان میں تین شخاص یعنی الیفزتیمنی،بلداد سوخی اور زود نعمانی نے اتفاق کیا کہ اس کے پاس جا کر اس کے ساتھ روئیں۔اور اس کو تسلی دیں۔لیکن جب وہ حاضر ہوئے۔اور اس کی ہولناک حالت دیکھی تو سات روز تک اس ساتھ بیٹھے رہے۔اور بے زبان رہے۔تب شیطاون نے موقعہ پاکر ان کی ہمدردی کے ارادے کو تبدیل کرکے ان کو ترغیب دی کہ ایوب کو گناہ گار اور ناراست ٹھہرایں۔اور اس طرح اس کی گھبراہٹ اور مصیبت زیادہ کریں چنانچہ وہ خدا کی عجیب صفات پیش کرکے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ خدا قادرِ

مطلق رحیم اور عادل ہو کر کسی راست باز شخص کو ایسی بلا میں مبتلا نہیں کرتا۔اور کہ ایوب ضرور بے شک و شبہ از حد ناراست اور گنہگارہے۔ورنہ اس حالت کو نہ پہنچتا۔اور اس کو بہت کی کہ وہ توبہ کرے کہ شائد خدا اس کو معاف کرے۔

اب ان کے سامنے یہ بات پیش ہوئی ہے کہ اگر مصیبت ،بیماری اور تنگی گناہ کے نتائج تھے۔اور ان کا اور کیاسبب ہو سکتا ہے؟لیکن اس کا حل ان سے نہ ہوا۔

تب یہواہ بولااورایوب کو اس کی نادانی اور کمزوری کا قائل کرکے اور توبہ کروا کر اس کے ملامت کرنے والوں کی طرف مخاطب ہو کر ان ہی کو ملامت کی اور ان پر روشن کردیا کہ درحقیقت ایوب ان کے سب الزامات سے بری ہے۔اور جو کچھ وقوعدمیں آتا ہےایک ہی شخص کے فائدے یا نقصان میں نہیں ہوتا۔بلکہ دوسروں کے لیے بھی اور نیز خصوصیت کے ساتھ خدا کی تعظیم اور اس کے جلال کا ظہور اس سے پیش نظر ہوتا ہے۔

سوال11: اس کتاب کے واقعات سے کون سی تعلیم اور عبرت والی باتیں نکلتی ہیں ؟

جواب: بحث و مباحثہ سے زیرِ بحث امور کا ہی حل نہیں ہوتا بلکہ اور انواع و اقسام کے مفید خیالات بھی نکل آتے ہیں۔جس طرح کہ اس بحث سے

یہی ہو۔مثلاً۔

(1) گو مالی نقصان جس میں تکالیف اور مصائب اکثر اوقات انسان کی غفلت،غلط فہمی شرارت یا ناراستی کے نتائج ہوتے ہیں۔جو کہ انسان کے

واسطے سزا اور تربیت کا موجب ہوتے ہیں۔

تو بھی بعض اوقات خدا اپنے مقاصد کی انجام دہی کے لیے خدا اپنے برگزیدوں کو شیطان کے ہاتھوں دے دیتا ہے۔کہ وہ ان کو آزمائے تاکہ وہ

تپائے جاکر خالص سونے کی مانند نکل آئے کیونکہ فتح مند زندگی مقابلے پر موقوف ہے۔

(2) واجب نہیں کہ خدا کے برگزیدوں میں سے کوئی بھی مصیبت اور نقصان کے سبب اس کی تحقیر کرے بلکہ یقین رکھے کہ ساری چیزیں ان کی

بھلائی کے لیے جو خدا سے محبت رکھتے ہیں۔بلکہ فائدہ بخشتے ہیں رومیوں 8 باب 28 آیت۔

(3) شیطان اکثر موقعہ پاکر نیک لوگوں کی نیت،خصلت اور سمجھ کو اس قدر بگاڑ دیتا ہے کہ وہ ان سے فائدہ بخش اور صحیح باتوں کا بے جا استعمال کرواتا

ہے۔خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو سرا سر شیطان کے حوالے نہیں کرتا۔اور شیطان کے اختیار کو بھی محدود رکھتا ہ۔نیز اس کے ستائے

ہووں کو بحال کرتا اور برکت بخشتا ہے۔

(4) اس بحث بحث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ گو تکالیف اتفاقیہ نہیں بلکہ افعال بد کے واجبی نتائج ہوتی ہیں۔تو بھی یہ واجب اور مناسب نہیں کہ ہم

مصیبت زدہ اور دکھیا اشخاص کے مصائب کے اسباب پر انگشت نمائی کریں اور ان کی عیب بیتی اور عیوب کا چرچا کریں۔کیونکہ نہ تو ہم ان اسباب کا یقینی علم رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی خدا کے بھید کی پہنچ سکتے ہیں۔ایسی حالت میں ہمیشہ یہی انسب معلوم دیتاہے کہ ہم ان کے ساتھ ہمدردی کریں ان کی مدد کریں۔اوران کے لیے دعااور سفارش کریں۔

باب تیسرا

ایوب کی کتاب کا مطالعہ

سوال 12: ایوب کی کتاب تقسیم کرو۔

جواب: اس بڑی کتاب کا باآسانی مطالعہ کرنے کے لیے یہ اچھا ہوگا۔کہ اس کی تقسیم کرکے حصہ بحصہ اس پر غور کیا جائے۔یہ کتابیں تین

بڑے ُحصوں میں منقسم ہو سکتی ہیں۔حصہ اول :تمہید۔ابواب 1۔2 حصہ دوئم بحث و مباحثہ 3۔421 باب 6 آیت۔حصہ سوئم تتمہ باب7 آیت سے آکر تک۔

حصہ اول

سوال 13: حصہ اول کی تفصیل کرو۔

جواب:اس کتاب کے ابواب اول و دوئم میں پانچ تصاویرہیں۔تصویر اول :1باب 1 سے 5آیت۔یہ ایک متمول خاندان کی جس میں خوشحالی اورفارغ البالی اور خاطر خواہ انتظام ہے۔تصویر ہے۔اس میں خاندانی محبت نے سب افراد کو ایک دوسرے سے خوب پیوستہ کیاہوا ہے۔ایوب اس خاندان کا سر ہے۔جو کہ اپنے بچوں کے لیے دعااور مناجات کرتا ہے۔کہ جوانی کا جوش اور غفلت کس طرح سے ان کو خدا سے الگ اور برطرف نہ کردیں۔

تصویر دوئم 1باب 6 سے 12 آیت۔اس میں نبی اللہ کا ایک ہجوم خدا کے سامنے حاضر ہے۔شیطان بھی ان کے ساتھ آموجود ہوا ہے۔اور ایوب کی وفاداری پر خداوندسے بات چیت کرتا ہے۔

اس قیل و قال کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شیطان کو ایوب کی آزمائش کی اجازت مل جاتی ہے۔

تصویر سوئم 1 باب 13 سے 22 آیت۔اس میں اس فرخندہ حال گھرانے میں شیطان کی کارروائی کا نتیجہ نظر آتا ہے۔کہ اب اس میں بال بچوں ،مال و اسباب خوشی اور خرمی کے بجائے بربادی اور محن ہے۔ایوب اس پریشان اور دگرگوں حالت میں بھی مستقل اور وفادار نظر آتا ہے۔

تصویر چہارم 2 باب 1سے 2آیت میں شیطان پھر نبی اللہ کے درمیان نظر آتا ہے۔اس میں وہ اپنے اول دعوے یعنی کہ ایوب اس واسطے خدا ترسی کرتا ہے۔کہ خدا نے اسے دنیاوی مال ودلت سے مالا مال کر رکھا ہے۔اور جھوٹا ٹھہرتا ہے۔اور اپنی شرشب کے بموجب یہ کہہ کر کہ انسان کی عادت ہے کہ وہ اپنی جان و اپنے مال و دولت سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔خداوند سے ایوب کے جسم پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت حاصل کرتا ہے۔لیکن خداوند نے اسے تاکید کی ہے کہ ایوب کی جان کا نقصان نہ ہو۔

تصویر پنجم 2 باب 7 سے 13 آیت۔اس میں ایوب راکھ پر بیٹھا ہوا ٹھیکرے سے جسم کو کھجلاتا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔کیونکہ شیطان نے اسے ایسا مارا کہ تلوے سے سر تک اسے جلتے ہوئے پھوڑے ہوئے۔اس کی بیوی اسے کہتی ہے کہ کیا تواب تک اپنی دیانت پر قائم ہے؟خدا کو ملامت کر اور مر جا۔لیکن ایوب جواب دیتا ہے کہ تو نادان عورت کی سی بات کرتی ہے۔کیا ہم خدا سے اچھی چیزیں لیں اور بری چیزیں نہ لیں۔اس کے علاوہ کچھ فاصلے پر تین شخص نظر آتے ہیں۔کہ نزدیک پہنچ کر اور ایوب کی ہول ناک حالت دیکھ کر سات روز تک چپ چاپ اس کے پاس بیٹھے رہے۔کیونکہ شیطان نے ان کو تسلی اور ہم دردی روک رکھا ہے۔شیطان سے ایلوہیم یا ایل نہیں بلکہ یہواہ ہی بات کرتا ہے۔

حصہ دوئم

سوال14: حصہ دوئم کی تفصیل کرو:

جواب:اس میں بحث و مباحثہ کی کیفیت ہے۔جو کہ ایوب اور اس کے تین دوستوں کے درمیان واقعہ ہوا۔اس بحث و مباحثہ میں تین دور ہیں دورِاول ابواب 3 سے 14، دورِدوئم ابواب 15 سے 21اور دورِسوئم ابواب 22 سے 31۔

اس کے بعد الیہوبن براکیل بوزی کی تقریر ابواب۔32 سے 37 میں سے اور ابواب 38 سے 41 میں خداوند اپنے آپ کو ایوب پر ظاہر کرتا ہے۔42 باب 1 سے 6 آیت میں ایوب حلیمی سے اپنے قصوروں کا اعتراف کرکے معافی کا خواہش مند ہے۔

حصہ سوئم

سوال15: حصہ سوئم کی تفصیل کرو۔

جواب: اس میں صرف دس آیات ہیں اور ان دس آیات میں تین مختلف باتیں ہیں۔

(1) خداوند ایوب کے تین دوستوں کو دھمکا کر حکم دیتا ہے کہ سوختنی قربانے پیش کریں جو کہ ایوب کی دعاسے قبول ہو اور ساتھ ہی ایوب نے بھی شفا پائی ایوب 42 باب 7 سے 10 آیت۔

(2) ایوب کی صحت یابی پراس کے رشتے داروں اور جان پہچانوں نے اس کو اپنے میں شامل کرکے تحائف دیئے 42 باب 11 آیت۔

(3) خدا نے ایوب کی آخری عمر میں اس کو بڑی برکت بخشی۔42 باب 12سے 17 آیت۔

چوتھا باب

پہلے حصے کا مطالعہ

سوال16: ایوب کی کتاب کے تمہدی حصے کی تشریح کرو۔

جواب: اس حصے میں ایوب کے پہلے دو باب جو کہ نثری ہیں پائے جاتے ہیں۔اور ان میں پانچ خاص باتیں پائی جاتی ہیں۔

(1) 1باب 1 سے 5 آیت ایوب اور اس کے گھرانے کی کیفیت ہے۔میں ایوب کی دینی اور دنیاوی حالت ظاہر ہوتی ہے۔نیز یہ بھی کہ وہ اپنے زمانے ہیںاہلِ مشرق میں سب سے زیادہ خدا پرست اور اعلیٰ مرتبہ شخص تھا۔کہ وہ کامل اور حاذق تھا ۔اور گھرانے کا دینی انتظام خوب کرتا تھا۔اس کے حق میں مسطور ہے کہ جب اس کے بیٹے اپنی اپنی باری پر مہان نوازی کرچکتے تو ایوب ان کو بلا کر پاکر کرتا اور ان کے ان کے شمار کے مطابق سوختنی قربانیاں گزارتا تھا۔کہ اگر انہوں نے کسی بات میں قصور کیا ہو تو ان کی معافی ہو۔

(2) باب1 اور6 سے12 آیت۔شیطان کا پہلی بار ذکر ہوا ہے۔وہ اس وقت نبی اللہ کے ہجوم میں آموجود ہوا۔اور اس کی ایوب کی کاملیت اورصادقت کی نسبت خدا سے گفتگو ہوئی۔شیطان نے دعوے کیے کہ ایوب کی وفاداری خود غرضی سے ہے۔سو خدا نے اس کو اجازت دی کہ وہ ایوب کو آزمائے۔

(3) 1باب 13 سے 22 آیت میں شیطان کا ایوب کے خاندان پر اچانک حملہ کرنے کا ذکر ہے۔کہ اس نے قزاقوں ،آگ اور آندھی کے وسیلے سے ایوب کے مال و مواشی اور فرزندوں کو ہلاک اور برباد کردیا۔اور جب ایوب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان آفات کو خدا کی طرف سے سمجھ کر صبر سے برداشت کیا۔اور کہا کہ میں اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا نکل آیااور پھر ننگا وہاں جاؤں گا۔خداوند نے دیااور خداوندنے لے لیا خداوند کا نام مبارک ہے۔

(4) 6باب 1سے 6 آیت میں خدا وند سے شیطان کی دوسری گفتگو ہوتی ہے۔اس میں وہ ایوب کو دوبارہ آزمانہ چاہتا ہے خداوند نے ایوب کی مکرر تعریف کرکے شیطان سے کہا کہ اگرچہ تونے مجھے ابھارہ کہ ایوب کو ہلاک کروں تو بھی وہ اپنی دیانت کو لیے رہا۔شیطان نے جواب دیا کہ کھال کے بدلے کھال بلکہ انسان اپنا سارا مال اپنی جان پر نثار کرے گا۔

لیکن اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کی ہڈی اور گوشت کو چھو لے تو وہ تیرے منہ پر تیری ملامت کرے گا۔تب خداوند نے شیطان سے کہا کہ وہ تیرے قابو میں ہے۔مگر فقط اس کی جان جانے نہ پائے

(5) باب 2 آیت 7 سے 13 سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے کیسی سختی سے ایوب کو مارا اور اس کے دوستوں کو ہمدردی کی بجائے عیب جوئی پر اور بیوی کو محبت کی بجائے ملامت کرنے پر مجبور کیا۔

باب پانچواں

تیسرا حصہ بحث مباحثہ

دورِ اول

تیسرا حصہ بحث مباحثہ

سوال 17: بحث و مباحثہ کے دورِاول کی تشریح کرو:

جواب: ایوب ہی نے بحث و مباحثہ میں اقدام کیاوجہ یہ تھی ایوب کے دوست سات روز تک آکر مہر بلب اس کے پاس زمین پر بیٹھے رہے اوربلکل کوئی بات چیت نہ کی کیونکہ انہوں نے معلوم کیا کہ ایوب پر غم کا بوجھ بہت زیادہ تھا۔سات روز کے بعد ایوب نے منہ کھولا اور اپنی پیدائش کے دن پر لعنت کی اور موت کو زندگی پر ترجیح دے کر اس کی خوبیاں بیان کیں۔اور کہا کہ وہاں شریر ستانے سے باز آئے اور تھکے ماندے چین سے ہیں۔جب اس جگر سوز اور جان گداز غم سےوہ زندگی سے بے زار ہو گیا توسوال کیا کہ ایسے کو کیوں روشنی بخشی جاتی ہے۔کہ جس کی رہ چھپائی ہوئی ہے۔اور جسے خدا نے گھر کر تنگ کیا ہے۔

اس پر الیفز تیمنی بول اٹھا کہ (ابواب 4اور 5) اور ایوب کو جوادب دیا کہ۔چنانچہ 4باب 1سے 6 آیت وہ ایوب کی پست ہمتی کی یہ کہہ کر شکایت کرتا ہے۔کہ دیکھ تونے بہتوں کو سکھلایااور ان کو اجن کے ہاتھ کمزور تھے زور بخشا تیری باتوں نے اس کو جو گرتا تھا تھاما اوراور تونے جھکے ہوئے گھٹنوں کو سمبھالا پر اب کہ جب کہ تو خود جھک پڑا تو بے تاب ہے۔بجھنے لگا ہے۔(تجھ پر پڑی ہے) تو تو گبھراتا ہے۔کیا تو اپنی خدا ترسی پر تکیہ نہ کرتا؟اوراپنی دین داری کے سبب امیدوار نہ تھا؟الیفز اپنی تقریر میں کئی دلائل لا کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ خدا صادقوں کو ہر گز نہیں ستاتا۔

دلیل اول4 باب 7 سے 11 آیت خدا کی سزا کا فتوا راستبازوں کے نہیں بلکہ ناراستوں کئے لیے ہے۔دلیل دوئم4 باب 12 سے 21 آیتاپنی ایک رویا پیش کرتا ہے۔جس کا مقصدیہ ہے کہ فانی انسان اپنے خدا کے حضورصادق نہیں ٹھہر سکتا اور بشر اپنے خالق کی مانند پاک نہیں ہے۔دلیل سوئم 5باب 1 سے 5 آیت۔وہ ایوب کے سامنے شریر کی شرارت کا انجام پیش کرتا اور

بیان کرتا ہے کہ وہ یعنی ایوب اور اس کی اولاد سلامتی سے دور رہتے ہیں۔دلیل چہارم 5باب 6 سے 16آیت وہ خدا کی تعریف کرتا ہے۔عیاروں کے منصوبوں کو باطل ٹھہراتا ہے۔اور مسکینوں کو تلوار اور زبردست ہاتھوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

دلیل پنجم 5باب 17 سے 28آیت خدا کی تنبیہ کا نیک انجام پیش کرتااور بتاتا ہے کہ نیک لوگ زمین پر اقبال مند ہوں گے۔اور ان کی اولاد برکت سے معمور ہو گی۔اور وہ خود عمر رسیدہ ہو کر گور میں اترے گا۔جس طرح کہ غلے کا انبار اپنے موسم میں جمع کیا جاتا ہے۔الغرض تمنی کا مطلب یہ تھا کہ ایوب کو اس کی گناہگاری سے قائل کرکے اس کو مستوجب سزا ٹھہراوے۔تاکہ وہ اپنی ناراست کاری توبہ کرے اور خدا کی طرف سے متوجہ ہو کر اس سے معافی کا طالب ہو۔اس کتاب کے ابواب 6 اور7 ہیں۔ایوب ایلنفر تمنی کو جواب دیتا ہے۔اس جواب میں تین خاص باتیں ہیں۔

1۔6 باب 14 سے 30 آیت ایوب اپنی صداقت کا دعویٰ کرتا اور اپنی فریاد کا عذر پیش کرتا ہے۔لیکن اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ سب مصیبت خداوند کی طرف سے ہے۔اور کہتا ہے کہ اس کے تیر مجھ میں لگے ہیں۔اور میرا دل ان کا زہر پیتا ہے۔خدا کی دہشتیں میرے مقابل صف آراٗ ہیں سو وہ عرض کرتا ہے کہ خدا پھر رحم کرے۔اور اس کی زندگی کو ختم کرے۔

2۔6 باب 14 سے 30 آیت میں ایوب اپنے دوستوں کو یہ کہہ کر ملامت کرتا ہے کہ چاہیے کہ شکستہ دل پر اس کے دوست ترس کھائیں ورنہ وہ اپنے آپ کو خدا کے ترس سے محروم رکھیں گے۔اور کہ اگر مجھ میں کچھ خطا ہے تو ظاہر کرو اور مجھ کو سکھلاؤتو میں چپ چاپ رہوں گا۔کہ معقول باتوں کی تاثیر کیا ہی خوب ہے پر تمہاری سرزنش کس بات پر دلالت کرتی ہے؟کیا تم باتوں پر عیب لگانے کے خیال میں ہو؟مایوس کی باتیں ہوا کی سی ہیں۔

3۔ ساتویں باب میں ایوب اپنی موت کی آرزو کا عذر پیش کرتا اور کہتا ہے کہ جس طرح مزدور سایہ کے لیے ہانپتا اور اجرت والا اپنی مزدوری چاہتا ہے۔اسی طرح میری جان پھانسی چاہتی ہے۔اور موت کو ان ہڈیوں میں رہنے سے بہتر جانتی ہے اور خدا سے عرض کرتا ہے کہ گور میں جانے پہلے وہ سے معاف کرے۔اور اس کی بدکاری کو مٹا دے۔

بلداد سوخی کی تقریر:۔

ایوب کی تقریر کےب جواب میں بلداد سوخی آٹھویں باب میں خدا کے انتظام کو راست اور ایوب کو مکار ٹھہراتا ہے۔اور دعوے کرتا ہے کہ اس کی اولاد کی موت اس کی گناہگاری کا نتیجہ تھی۔اور کہتا ہے کہ کیا خدا انصاف کو اٹھائے گا یا قادرِ مطلق عدالت سے بھاگے گا؟اکثر تیرےفرزندوں نے اس کا گناہ کیا ہے۔اس لیےانہیں ان کے گناہوں کے باعث رد کردیا تو یہ درست اور واجبی تھا۔اگرتو راست باز اور پاک دل ہے تو بھی خدا تیرے واسطے چونک اٹھے گا۔اور تیری صداقت کے گھر کو بھگوان کرے گا۔کیونکہ علت کے بغیر معلوم نہ ممکن ہے۔خدا سچے آدمیوں کو رد اور بدکرداروں کی دستگری نہیں کرسکتا۔

ایوب کی دوسری تقریر ایوب 9 اور10 باب ایوب تسلیم کرتا ہے کہ خدا عادل ہےاور اس کے ساتھ تکرار بلکل بے فائدہ ہے۔کیونکہ اس کی قدرت اور دانائی انسان کے قیاس کے بھید ہیں۔باجود اس کے وہ کہتا ہے مصیبت ا ور تکلیف ہمیشہ گناہ کا نتیجہ تھیں۔لیکن اگر میں اپنے آپ کو صادق ٹھہراؤں تو میرا ہی منہ مجھے گناہگار ٹھہرے گا۔اور اگر میں کہو کہ میں سچا ہوں تو اس سے میری کجروی ثابت ہو گی۔

پھر وہ کہتا ہےکہ میں اپنی زندگی کی بے زار حالت میں دل اپنے دل کی تلخی سےبو لوں گا۔اور خدا سے کہوگا کہ مجھے بتلا کہ تو مجھ سے کیوں مقابلہ کرتا ہے؟اور اپنے ہاتھ سے بنی ہوئی چیز کی کیوں حقارت کرتا ہے؟اور عرض کرتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے اپنا ہاتھ مجھ پر سے اٹھا لے تاکہ مجھ کو ذرا سا آرام ہو۔اس سے پہلے کہ میں وہاں جاؤں جہاں سے واپس نہ پھروں گا۔

نوٹ: اس کتاب کے دیباچہ اور خاتمہ میں لفظ یہواہ آیا ہے۔جو کہ بحث و مباحثہ میں کہیں کہیں ملتاہے۔نیز لفظ ایلوہیم نہیں بلکہ الواخ آیا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لوگ توحید میں تثلیث کی موجودگی سے ناواقف تھے۔زوفرلقمانی کی تقریر۔گیارہواں باب:۔

زوفر 11باب 1 سے 6آیت میں ایوب کو اس کی پیشن گوئی پر ملامت کرتا اور کہتا ہے کہ اس طرح تو بے گناہ نہیں ٹھہرتا اور تو اور نہ تیری لاف زنی سے کوئی سننے والا خاموش رہ سکتا ہے وہ اپنی خواہش ظاہر کرتا ہے۔کہ کاش خدا ایوب سے بولےاور اس کی بدکاری اس پر ظاہر کرے اور اس کو معلوم ہو کہ اس نے اپنے گناہ کے مقابلہ میں بلکل کم سزا پائی۔

11 باب 12 سے 20 آیت ذو فر ایوب کی گستاخی پر اس کو یہ کہا کر ملامت کرتا ہے کہ کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پا سکتا ہے؟یا قادرِ مطلق کے کمال کو پہنچ سکتا ہے ؟وہ تو آسمان سے اونچا ہے تو کیا کرسکتا ہے؟وہ پاتال سے بھی نیچے ہے سو تو کیا جان سکتا ہے؟اس کا انداز زمین سے لمبااور سمندر سے چوڑا ہے۔

11 باب 12 سے 20 آیت میں زوفرایوب کو تاکید کرتا اور کہتا ہے کہ تو اپنے دل کو درست کر اور اپنے ہاتھ خدا کی طرف بڑھا۔اگر تیرے ہاتھ میں بدی ہے تو اسے دور پھینک دے اور شرارت کو اپنے ڈیرے میں نہ رہنے دے۔توالبتہ تو اپنا منہ بے داغ اٹھائے گا۔تو ثابت قدم ہو گا۔اور دہشت نہ کھائیں گا۔اور تیری عمر کا دن دوپہر کے دن سے زیادہ روشن ہوگا۔تیری ذلت کا حال صبح سا ہو جائے گا۔اور تو خاطر جمع ہو گا۔

ایوب کی تیسری تقریر ایوب 12۔14۔ابواب

12 باب اسے 12 آیت ایوب زوفر لقمانی کو جواب دیتا اور طعنہ زنی کے طور پر کہتا ہے کہ سچ مچ تم تو ایک گروہ ہو اور دانائی تیرے ساتھ مرے گی۔پھر وہ یہ دعوے کرتا ہے کہ میں عقل مندی میں تم سے کم تو نہیں ہوں اورجو کچھ آپ نے اپنی تقریر میں پیش کیا ہے۔وہ سب مخلوق کو معلوم ہے۔ہاں حیوانات سے پوچھیے تو وہ تم کو سب سکھلا دیں گے۔ہوائی پرندوں سے دریافت کیجیے تو وہ تجھ کو بتلا دیں گے۔زمین سے دریافت کرو وہ تم کو تعلیم دے گی۔اور سمندر کے مگر مچھ تجھ سے بیان

کریں گے کون نہیں جانتا کہ خداوند کے ہاتھ نے یہ سب کچھ بنایا ہے۔اور اسی کے ہاتھ میں سب زندوں کی جان اور سارے بشر کا د م ہے۔یہ تمام باتیں عام ہیں۔دانش بوڑھوں کے پاس ہیں۔عمر درازی کی وجہ سے فہم آتا۔

اس کے بعد ایوب 12 باب 13 سے25 آیت میں ایک درس خدا کی قدرت اور حکمت پر دیتا ہے۔اور کہتا ہے کہ دانائی اور توانائی اس کے ساتھ ہیں۔وہ صاحبِ مصلحت اور صاحبِ فہم ہے۔فریب کھانے والا اور فریب دینے والا دونوں اس کے ہاتھ میں ہیں۔وہ مشیروں کو غلام اور حاکموں کو بے وقوف بناتا ہے۔وہ بادشاہوں کی زنجیریں کھولتا اور امیروں کو غلامی میں لاتا ہے وہ زبردستوں کو الٹ دیتا ہے۔وہ پوشیدہ چیزیں آشکارہ کرتا اور موت کے سائے کو جلوہ گر کرتا ہے۔الغرض اس کی دانش سب باتوں کو پرکھ لیتی ہے۔اور اس کی قدرت سب چیزوں پر حاوی ہے۔

13 باب 1 سے 13 آیت میں ایوب اپنی ایک خواہش ظاہر کرتا ہے کہ اس کے دوست اپنی دانائی کو اپنی خاموشی سے ظاہر کریں اور اس کہ حق میں کہتا ہے کہ وہ چھوٹی باتوں کے بنانے والا اور ناکارہ طبیب ہے۔نیز وہ خدا سے مخاطب ہونے اور قادرِ مطلق سے بحث کرنے کی آرزوکرتا ہے۔اور دوستوں سے مخاطب ہو کر عرض کرتا ہے کہ وہ چپ رہیں اور اس سے الگ ہوجایں۔چنانچہ ان سے مایوس و بے زار ہو کر اور تنگ آکر ایوب 13 باب 16 سے 28 آیت میں بتاتا ہے کہ اس کا بھروسہ خدا پر ہے۔اور دستوں سے کہتا ہے کہ میرے گناہوں اور قصوروں کا شمار بناؤ۔اور میری تقصیریں اور خطائیں بیان کرو ایوب کا بھروسہ اپنے خدا پر ایسا یقینی اور کامل ہے کہ وہ کہتا کہ اگر وہ مجھ کو مار بھی ڈالے تو بھی میں اپنا بھروسہ اسی پر قائم رکھوں گا۔چنانچہ وہ سب دوستوں کو ملامت کرتا اور چودھوں باب میں زندگی کی نہ پائداری اور بے ثباتی پر ایک سبق دیتا ہے۔اور موت کے بھید پر غورو خوض کرکے سوال کرتا ہے۔کہ جب انسان کی جان نکل جاتی ہے تو وہ کہا ں جاتی ہے۔اور جب آدمی مرے تو کیا وہ پھر اٹھے گا؟ موت اور قیات کے راز کی تحقیق صرف خداوند یسوع مسیح سے ہے۔جس نے موت کو مغلوب کیا اور قیامت کا مالک بن گیا دریافت ہوسکتی ہے۔

دورِ دوئم

بحث مباحثہ

سوال 18: اس دوسرے دورکا بیان کرو۔

جواب: بحث و مباحثہ کا دوسرا دور ایوب کی کتاب کے سادت اابواب یعنی 15 سے 21 میں ملتا ہے۔اسی دور میں ذیل کی باتیں قابلِ غور و مطالعہ ہیں۔

1۔15 باب 1سے 16 آیت میں الیفزتیمنی ایوب پر ریا کاری کا الزام لگاتا ہے۔اور اسے کہتا ہے کہ تو بیہودہ باتیں کرکے مباحثہ کرتا ہے۔اور تیرے کلام میں فائدہ نہیں تو خدا کے خوف کو برطرف کرکے اس کے آگے دعا کی باتیں کہتا ہے۔اور

اگرچہ تو عیاروں کی باتیں کرتا ہے۔تو بھی تیرا منہ تجھے گنہگار ٹھہراتا ہے۔اور تیرے ہونٹ تجھ پر گواہی دیتدے ہیں۔اس کے بعد طنز کے طور پر کہتا ہے کہ کیا تو پہلا انسان ہے جو پیدا ہوا ہے؟کیا تو پہاڑوں سے پہلے بنایا گیا؟ تو کیا جانتا ہے کہ جس سے ہم آگاہ نہیں ہیں؟تجھ میں کون سی سمجھ ہے۔جو ہم میں نہیں۔سفید سر اور بوڑھے لوگ ہمارے درمیان موجود ہیں۔جو کہ تیرے باپ سے بھی عمر میں بڑے ہیں۔کیا خدا کی تسلیاں تیرے نزدیک حقیر ہیں؟آخر میں وہ کہتا ہے کہ خدا تو اپنے قدوسیوں کا اعتبار نہیں کرتا تو گھنونے اور بگڑے ہوئے آدمی کا کیا ذکر جو کہ بدی کو پانی کی ماند پی لیتا ہے؟

2۔15 باب 17 سے 35 آیت میں الیفز تیمنی ایوب کو ریا کار ٹھہرا کر اس کو ان شریروں کی حالت کا جن سے ہو خود واقف تھا تصور دلاتا اور کتا ہے کہ جیسے وہ ویران شہروں میں بستا تھے۔اور ان کے گھر بے چراغ ہوئے تھے۔ویسے ہی سب ریاکاروں کے خاندان اجڑ جائیں گے۔اور آگ رشوت خوروں کے ڈیروں کو جلا دے گی۔

ایوب کاچوتھا جواب۔ایوب 16۔17۔ابواب۔

(اَ) ایوب 16 باب 1 سے 15 آیت میں ایوب اپنے دوستوں کی تکلیف دہ تسلی پر ان کو ملامت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میری سی حالت میں گرفتار ہوتے تو میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتابلکہ تم کو زور بخشتا اور اپنے لبوں کی جنبش سے تمہارے رنج کو دور کرتا۔

(ب) ایوب 16 باب 6 سے 10 آیت میں ایوب اپنی بری حالت پر نالاں اور کہتا ہے کہ وہ جو مجھ سے کینہ رکھتا ہے مجھ پر دانت پیستا ہے میرا دشمن مجھ کو دیکھ کر تیر چشمی کرتا ہے۔وہ اپنا منہ مجھ پر پسارتے ہیں اور میرے گال پر تھپڑ مارتے ہیں۔اور مجھ پر ایک ساتھ جمع ہوئے ہیں۔

(ج)۔ایوب 16 باب 11 سے 22 آیت میں وہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے بے انصافوں کے حوالے کیا ہے۔اور بے دینوں کے ہاتوں میں ڈالا ہے۔کہ ان کے تیر اندازوں نے مجھے گھرا ہے۔وہ میرے گردوں کو چیر پھاڑ کرتا ہے۔وہ میرا پت زمین پر بہاتا ہے۔اس پر ایوب ایک وکیل چاہتا ہے۔جو اس کے واسطے خدا سےد بحث و حجت کرے جس طرح کہ آدمی اپنے دوست کے لیے کرتاہے۔اور اپنی صادقت کا دعویٰ کرکے کہتا ہے کہ میرا گوادہ آسمان پر ہے اور میرا شاہد عالمِ بالا پر۔

(د)۔ایوب 17 باب 1 سے 4 آیت میں ایوب خدا کے سامنے اپنے دستوں میں سے وکیل نہ چننے پر یہ عذر نہ پیش کرتا ہے کہ خدا نے ان کو دانش سے خالی رکھا ہے۔

(ر)۔ایوب 17 باب 5 سے 10 میں ایوب بے وفائی کا نتیجہ پیش کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ سیدھے لوگ اس کے حال سے حیران ہوں گے۔اور نیکو کاروں کو ریا کاروں پر رشک آئے گا۔اس پر بھی صادق اپنی راہ میں ثابت قدم رہیں گے۔اور وہ جس کا ہاتھ صاف ہے توانائی پر توانائی پیداد کرے گا۔

(س) ایوب 17 باب 11 سے 16 آیت میں ایوب زندگی سے بے زار ہو کر قبر کا انتظارکرتا ہے کیونکہ اس کی امید جاتی رہی ہے۔اور کہتا ہے کہ میری امید پاتا ل کے دروازوں تک اترے گی۔اور مجھ سے مل کر خاک میں پڑی رہے گی۔

بلداد سوخی کا دوسرا جواب(باب 18)

ایوب 18 باب 1 سے10 آیت میں بلداد سوخی شریروں کی تباہی کی طرف اشارہ کرکےایوب کو اس کی زیادہ گوئی اور نیزا س سبب سے بھی کہ وہ ان کو حیوان ٹھہراتا ملامت کرتا اور بتاتا ہے کہ وہ اپنے غضب میں اپنی جا ن کو پھاڑتا ہے۔اور کہتا ہے کہ شریروں کا چراغ ضروف بجھایا اور ان کا منصوبہ گرایا جائے گا۔کیونکہ وہ اپنے پاؤں کو جال میں ڈالتا ہے۔کہ اس کے لیے دام زمین میں چھپایا ہوا ہے۔

ایوب 18 باب 11سے 21 آیت میں ایوب کو بتلاتا ہے کہ وہ ہر طرف دہشتوں سے گھبر جائے گا۔اور اس کا زور بھوک سے جاتا رہے گا۔اس کے بھروسے کی جڑ اس کے خیمے میں سے اکھاڑ پھینکی جائے گی۔اوراس کی یاد گاری زمین پر سے مٹائی جائے گی۔لوگوں میں نہ بیٹا نہ بھتیجارہے گا۔اور ان سب کا حال جو خدا کو نہیں پہچانتے ایسا ہی ہو گا۔

بلداد سوخی کو ایوب کا دوسرا جواب(باب 19)

ایوب 19 باب 1 سے 6 آیت میں بلداد سوخی کو ایوب ملامت کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی اذیت کی حالت میں اس کواور بھی تنگ اور پریشان کرتا اور کچھ شرم نہیں کھاتا۔ایوب کہتا ہے کہ اگر مجھ سے خطا ہوئی تو بھی میرا قصورمیرے ہی ساتھ ہے۔اور میری اذیت خدا کی طرف سے ہے۔ایوب 19 باب 17 سے 20 آیت میں ایوب کہتا ہے میری حالت اس سبب سے ایسی بگڑی ہوئی ہے کہ خدا نے میری حرمت اٹھا لی اورمیرے سر پر سے تاج اٹھالیا ہے اس نے مجھ کو ہر طرح سے برباد کیا ہے۔سو میں فنا ہو چلا ہو درخت کی مانند اس نے میری امید کو اکھاڑا ہے۔اور مجھ پر اپنا غضب بھڑکایا ہے۔وہ مجھ کوف اپنے دشمنوں میں شمار کرتا ہے۔ایوب 19 باب 21 سے 29آیت میں وہ اپنے دوستوں سے رحم چاہتا ہےاور عرض کرتا ہے۔کہ ا س آرزو ہے کہ اس کی باتیں کسی دفتر میں قلم بند کی جائیں۔یاکسی چٹان پر نقش کی جائیں تاکہ وہ ابد تک قائم رہیں۔ایوب اپنے ایک عجیب یقین کو ظاہر کرتا اور کہتا ہے کہ ہرچند میرے پوست کے بعد یہ جسم نیست کیا جائے گا۔لیکن میں اپنے گوشت میں سے خدا کودیکھو گا۔اسے میں میں اپنے لیے دکھوگا۔میری ہی آنکھیں دیکھیں گی نہ کہ بیگانے کی ایوب کی اس امید سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا متعقد اور منتظر تھا۔

زوفرنعمانی کا ایوب کو جواب(باب 20)

زوفر اپنے جواب میں شریروں کی بدکرداری کا حشر بیان کرتا ہے۔چنانچہ 20باب 1سے9 آیت وہ شریروں کی خوشی اور خوش حالی کو چند روزہ اور بے ثبات ظاہر کرتا ہے کہ شریروں کی صرف تھوڑے دنوں کے لیے ہے۔اور بے دنیوں کی شادمانی ایک لمحہ کی ہے۔شریر خواب کی مانند اڑ جائے گا۔اور پایا نہ جائے گا۔ایوب 20باب 10 سے 16آیت میں وہ بیان کرتا ہے کہ شریروں کی شرارت ان کے جسم میں سے مصیبت انگیز ہوگی۔اور ان کے اندر زہر قاتل ثابت ہوگی۔اور 20 باب 2سے 3 میں دو سے تین میں کہتا ہےکہ ان کو کامیابی نہ ہو گی کیونکہ انہوں نے مسکینوں کودبایا۔اور گھر جوان کے ہاتھ سے نہ بنا تھا۔مے لیا تھا۔اور 20 باب 24 سے 29 آیت میں کہ اگر وہ آسودہ بھی ہو تو خدا اس پر شدید قہر نازل کرے گا۔اور آسمان ان کی بدکاری کو آشکارا کرے گا۔اور زمین ان کے برخلاف اٹھے گی۔

ایوب کا جواب زوفر نعامی کو(باب 21)

1۔21 باب 1سے 2 آیت میں ایوب اپنے دوست کو کہتا ہے کہ میری فریاد کسی انسان کے سامنے نہیں اور 21 باب 7 سے 14 آیت میں کہتا ہے کہ شریروں کو البتہ برکت ملتی ہےان کی زندگی دراز ہوتی اور ان کے فرزندان کے ساتھ برقرار رہتی ہے۔ان کے گلے بڑھتے اور وہ عیش و عشرت میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔21 باب 15 سے 21 آیت میں کہتا ہے کہ گو شریر خدا کو ترک کرتے ہیں۔لیکن کی کامیابی ان کے قبضے میں نہیں ہے۔اور وہ بھوسے کی مانند ہیں جو کہ ہوا سے اڑایاجائے۔خدا ان کی بدکاری کو ان کے بچوں کے لیے جمع کرتا ہے۔21 باب 22 سے 34 آیت ایوب زوفر کی تسلی کو اس سبب سے کہ ان سب کو جوابوں میں دغاہے۔عبث ٹھہراتاہے۔

تیسرا دور

سوال 19۔تیسرے دور کی تفصیل کرو۔

جواب(1)۔اس حصے میں دس یعنی 22 سے 31 ابواب ہیں۔

بائیسویں باب میں الیفرتمنی کی تیسری تقریر ہےچنانچہ 22 باب 1 سے 5 میں وہ ایوب کو سخت شریر قرار دیتا ہے اور خدا کے سامنے مجرم اور ملزم قرار ٹھہراتا ہے۔اور کہتا ہے کہ خدا کو انسان سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتااور نہ اس کی راستبازی خوشی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس کی شرارتیں اور بد کاریاں بے حد ہیں۔22 باب 6 سے 11آیت وہ ایوب کی خطا کاریوں کی تفصیل اور نتائج بیا ن کرتا ہےکہ غالباً اس نے اپنے بھائی سے گرو مانگ لیا اور ننگے کے کپڑے کو اتار لیا۔تھکے ماندے کو پانی نہ پلایا نہ بھوکے کو کھانا کھلایا۔زبردستی سے وہ زمین کا مالک بن بیٹھا۔اور صاحبِ عزت کی طرح اس میں بسا رہا نیز کہتا ہے کہ تونے بیواؤں کو خالی ہاتھ لٹا دیا ہوگا۔اور یتیموں کے بازوں توڑے ہوں گے اس سبب سے تیرے چاروں طرف پھندے ہیں۔اور تیرے اچانک ہول تجھ پر پڑے ہیں۔اور ایسی تاریکی کہ جس کے سبب تو دیکھ نہیں سکتا۔اور پانی ایسی باڑ ل کہ جس نے تجھ کو چھپا لیا ہے۔

ایوب 22 باب 12سے 20 آیت میں وہ ایوب کو تاکید کرتا ہے کہ اپنی بری راہ سے پھرے اور ان شریروں کی مانند نہ ہو جنہوں یہ خیال کیا کہ خدا ان کی بدکاریوں سے واقف نہیں۔اور جان رکھ کہ خدا آسمان کی بلندی پر ہے۔توبھی وہ انسان کے احوال سےآگاہ اور خوب واقف ہے۔اور 22 باب 21 سے 30 آیت میں ایوب کو اصلاح دیتا ہے کہ وہ خدا سے آشنائی کرے تو اس کی خیر ہو گی اور وہ سلامت رہے گا۔اور کہ وہ خدا کے منہ سے اس کی شریعت کو لے اور اس کے کلام کو دل میں جگہ دے اور قادرِ مطلق کی طرف پھرے تو وہ بحال ہو گا اور کہتا ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے لیے اس کو بدکاری کو اپنے ڈیرے دور پھینکنی ہو گی۔تب خدا اس سے راضی ہو گا اور وہ اس سے دعا مانگے گا تو وہ سنے گا۔اور اس کو اسکے منصوبوں میں کامیاب کرے گا۔اور اس کی راہوں میں روشنی چمکے گی۔

(2) ایوب 23 اور 24 ابواب ایوب الینفرتیمنی کو جواب دیتا ہے۔

ایوب 23 باب 1 سے 9 آیت میں ایوب الینفر صلاح کے بموجب اپنی آرزو پیش کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ میں خدا کو ملنا چاہتا ہوں تاکہ اپنا معاملہ خود اس کے سامنے پیش کروں۔اوراس کے جواب کا منتظر ہوں۔کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ اپنی بڑی قدرت سے میرا مقابلہ نہ کرے گا بلکہ مجھے طاقت بخشے گا۔میں افسوس کرتا ہوں کہ اب تک مجھ کو اس کی آشنائی اور شناسائی حاصل نہ ہوئی23 باب 10 سے 17 آیت تاہم مجھ کو اس بات سے تسلی ہے کہ گو میں خدا سے خوب واقف نہیں ہوں پر وہ مجھ سے بخوبی واقف ہے۔اور اس کو معلوم ہے کہ میں نے اس کی راہ کو حفظ کیا ہے اوراس نے کنارہ نہیں کیا اور اس کے لبوں کے حکم سے منہ پھیرا بلکہ ان کو اپنی زندگی ضرریات سے زیادہ عزیز جان کر محفوظ رکھا تو بھی جب میں خداوند قدرتوں کو خیال میں لاتاہوں‌تو مجھ پر خوف چھا جاتا ہے۔

چوبیسویں باب میں ایوب کہتا ہے کہ از بسکہ انقلابات قادرِ مطلق سے پوشیدہ نہیں تو وہ جو اس کے اشنار ہیں اس کے ایام کو نہیں دیکھتے۔ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو کہ کھیت کے ڈانڈوں کو سرکاتے اور زبردستی گلوں کو لے جاتے ہیں۔وہ مسکینوں کو رہ سے ہٹا دیتے اور زمین کے غریب غرباؤں کے خوف سے چھپتے ہیں۔وہ طرح طرح کے ظلم اور نارستی کرتے ہیں۔تو بھی راستبازوں اور ان کے انجام میں کوئی نمایاں فرق معلوم نہی ہوتا کہ قبر ان دونوں کو یکساں کے لے لتی ہے۔ان سب باتوں کی نسبت وہ اپنی لا علمی کا اعتراف کرکے اپنے دوستوں سے اس کا جواب طلب کرتا ہے۔

(3) بلداد سوخی کی تیسری تقریر

(4) باب پچیس25:۔اس میں بلداد سوخی خدا کی عظمت اورانسان کی بے قدری کی نسبت کہتا ہے کہ سلطنت اور محبت اس کی ہے۔وہ اپنے اونچے مکانوں میں صلح کراتا ہے پس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جائے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ٹھہرے دیکھ اس کی نظر میں نہ چاند کی روشنی اور نہ ستارے پاک ہیں۔اور انسان جو کہ کیڑا اور آدمزاد ہے۔وہ کیونکر پاک ٹھہر سکتا ہے۔

(5) ایوب کی آخری تقریر ابواب 26 سے 31:۔اس تقریر میں کئی ایک باتیں ہیں۔مثلاً

(ا)۔26 باب 1 سے 5 آیت میں وہ بلداد سوخی کی کمک کو عبث ٹھہراتا ہے۔

(ب)۔باب 4 سے 14 آیت میں وہ خدا کی قدرت اور داونش اور فیض عام کی تعریف کرتا ہے۔

(ج)۔27 باب 1 سے 12 آیت میں ایوب خدا کی قسم اٹھا کر بلداد سوخی کو کہتا ہے کہ میں تجھے صادق نہیں ٹھہرا سکتا۔کیونکہ مجھ کو اپنی صادقت قائم رکھنا ضرور ہے۔ریاکاروں کو خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے؟سو میں نہیں چاہتا کہ میرا دل مجھے ملامت کرے۔

(د)۔27 باب 13 سے 23 آیت میں شریر کی بدحالی اور اس کا انجام پیش کرتا اور کہتا ہے کہ ہر حالت میں اس کی کامیابی لاحاصل ہے کیونکہ اس کو خدا اور انسان کی طرف سے کسی طرف کی مدد نہیں مل سکتی۔

(ر)۔28 باب 1 سے 19 آیت میں وہ دنیوی علوم میں انسان کی لیاقت اور قابلیت کی رتعریف کرتا ہے۔خاص کر اس واسطے کہ زمین میں مدفون اور چھپے ہوئے خزینے دریافت کرنکالتا ہے۔لیکن پھر کہتا ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ دانائی کہاں سے

مل سکتی ہے۔وہ فہمیدہ کے مکان اور اس کی قیمت سے ناواقف ہے۔کیونکہ وہ زندوں کو زمین سے حاصل نہیں ہوتی۔گہراؤ کہتا ہے کہ دانائی مجھ میں نہیں اور سمندر کہتا ہے کہ میرے پاس بھی نہیں۔وہ بیش قیمت ہے اور سونے چاندی یا قیمتی پتھروں کے مقابلے میں خریدی نہیں جاسکتی۔

(س)۔28 باب 20 سے 28 آیت میں ایوب سوال پیش کرتا ہے دادنائی کہاں سے آتی ہے؟اور فہمیدہ کی جگہ کہاں ہے ؟ وہ انسان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔پھر وہ اس کو کہا ں سے مل جاتی ہے۔ہلاکت اور موت دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے اپنے کانوں سے اس کی شہرت سنی خدا اس سے واقف ہے اور اس کے مقام کو جانتا ہے۔کیونکہ وہ زمین کی انتہا تک نظر کرتا ہے۔اور آسمان کے نیچے سب جگہ دیکھتا ہے۔اسنے انسان کو کہا کہ خدا کا خوف دانائی ہے۔اور بدی سے دور رہنا فہمید ہے۔

(ص)۔29 باب 1 سے 25 آیت میں ایوب اپنی پہلی حالت کا خواہش مند ہے۔اور کہتا ہے کہ جب خدا میری نگہبانی کرتا تھا۔اس کا چراغ میرے سر پر روشن تھا۔اور میں اس کی روشنی میں چلتا تھا۔قادرِمطلق میرے ساتھ تھا۔میرے بچے میرے آس پاس تھے۔جوان اور بڈھے میری تعظیم کرتے تھے۔یتیم اور بیوائیں مدد کے لیے میرے پاس آتی تھیں۔میں ظالموں اور بے انصافوں کے بازوں توڑ ڈالتا تھا۔لوگ میری سنتے اور میرے منتظر رہتے تھے۔میں ان کے درمیان سردار تھا۔اور غمگینوں کو تسلی دیتا تھا۔

(ط)۔30 باب 1 سے 15 آیت میں وہ اپنی موجودہ حالت کا گزشتہ حالت سے مقابلہ کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ اب میری حقارت ان سے کی جاتی ہے جو کہ جن کے باپ دادا اگر میرے گلے کے کتوں میں بٹھائے جاتے تو بھی اسے غنیمت سمجھتے اب گو وہ نہایت ہی حقیر ہیں تو بھی وہ مجھ سے گھن کھاتے اور میرے منہ پر تھوکنے سے باز نہیں آتے۔

(ع)۔30 باب 16 سے 31 آیت ایوب اپنی اذیت کے سبب سے خدا کے سامنے فریاد کرتا ہے۔اور گو وہ جانتا ہے کہ سب مصیبت خدا کی طرف سے اور اس کو بہت کم امید ہے۔کہ اس کی سنی جائے گی۔تو بھیب کہتا ہے کہ جب آدمی گرتا ہے تو خواہ مخواہ اپنے دونوں ہاتھ پھلاتا ہے۔کہ شائد کسی نہ کسی طرح سے سنبھل جائے۔

(ف)۔31 باب میں ایوب اپنی وفا داری،دیانت داری،فیاضی،ہمدردی اور مسافر پروری سے اپنی زندگی کی صداقت ثابت کرتا ہے۔اور خدا کو اپنا گواہ قرار دیتا ہے۔

الیہو کی تقریر ابواب 32 سے 37۔

سوال 20: الیہو کی کیفیت بیان کرو اور اس کی تقریر کی تفصیل کرو۔

جواب: 32 باب 2 آیت میں ذکر ہے کہ الیہو براقی ایل بری کا جو رام کے خان دان میں تھا۔بیٹا تھا۔براقی ایل کا بہت ذکر نہیں لیکن اس کا باپ بزنحور کا بیٹا اور ابراہیم کا بھتیجا تھا۔

پیدائش 32 باب 20سے 21 آیت الیہو بیٹھا بیٹھا مختلف تقریریں سن کر جوش میں آگیا اور ایوب پر اظہارِ ناراضگی کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سےزیادہ صادق ٹھہراتا تھا۔اور ایوب کے دوستوں پر اس واسطے کہ وہ ایوب کو بغیر کسی دلیل یا ثبوت کے خطا کار ٹھہراتے تھے جبکہ وہ خود اس کا قائل نہ تھا۔

32 باب 1سے 5 آیت میں وہ اپنے خفا ہونے کے اسباب بیان کرتا ہے۔

32 باب6 سے 29 آیت میں وہ کہتا ہے کہ بزرگوں کی ناکامیابی گو میں نوجوان ہوں مجبور کیا کہ ان کا مقاوبلہ کروں۔

33باب 10 سے 11 آیت میں الیہو ایوب سے مخاطب ہو کو کہتا ہے کہ میں دل کی راستی سے بولوں گااور معرفت کی صحیح باتیں کہوں گا۔اور ایوب کے اس دعوے کی کہ وہ پاک ہے اور خدا اس سے دشمی رکھتا اور اس پر سختی کرتا ہے اور اس کے پاؤں کاٹھ میں ڈالتا ہے۔تردید کرتا ہے۔

33باب16 سے 33آیت میں ایوب کو جتاتا ہے کہ اس نے منصفی نہیں کی اور کہتا ہے کہ خدا ایک با رانسان سےبولتا ہے۔اور اگر وہ نہ سنے تو دوبارہ اور بعض اوقات رات کے وقت رویا میں یا خواب میں وہ انسان کے کان کھولتاہے اور اس کے ذہن میں تعلیم نقش کرتا ہے اور اس کو بچاتا ہے خدا انسان سےایسا عالی قدر ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی راہ انسان پر ظاہر نہیں کرتابلکہ حکم کرتا ہے بعض دفعہ خدا انسان کو ایسے درد کے ذریعے تنبیہ دیتا ہے کہ وہ بستر پر پڑ جاتا اور روٹی کھانے سے بھی عاجز رہ جاتا ہے اور اس کا گوشت یہاں تک سوکھ جاتا ہے۔کہ اس کی ہڈیاں نظر آنے لگتی ہیں۔اور وہ قبر کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔اگرایسے وقت میں کوئی پیغمبر یا ناصح پاس ہو جو اس کو اس کے فرائض سے آگاہ کرے تو خدا اس پر رحم فرماتا ہے۔اور قبر میں گرنے سے بچاتا ہے وہی خدا سے دعامانگتا اور خدا اس پر رحم فرماتا ہے۔اور آدمیوں کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتاہے۔خداوند انسان سے تین بار اس قسم کا سلوک کرتا ہے۔تاکہ وہ قبر سے بچا رہے۔اور زمین کی روشنی سے روشن رہے۔اس نے ایوب کو دوبارہ تاکید کی کہ وہ خاموش ہو کر اس کی بات سنے۔

34 باب 1 سے 9 آیت میں وہ ان اشخاص کی توجہ ایوب کی راستبای کے دعوے کی طرف لگاتا ہے۔اور کہتا ہے کہ حالانکہ ایوب شریر کے ہمراہ ہو کر شرارت کرتا ہے۔تو بھی وہ اپنے کو اپنے آپ کو صادق ٹھہراتا اور خدا پر الزام لگاتا ہے۔

34 باب 10 سے 16 آیت میں الیہو ان کے سامنے خدا کے انصاف کی تعریف کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ بے انصافی کرے یا قادرِمطلق ایسا کرتا ہے؟بلکہ وہ ہر ایک آدمی کو اس کے چال چلن کے مطابق پھل دیتا ہے۔ہر ایک انسان اپنے اعمال کے بموجب اجرپاتا ہے۔خدا قادرِ مطلق ہے۔اورعدالت میں خلل نہیں ڈالتا۔اور خاص ان ہی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہاس کی آنکھیں انسان کی راہوں پر لگی ہیں۔اور وہ اس کی سب روشوں پر نظر کرتا ہے۔بدکار اپنے آپ کو ہرگز چھپا نہیں سکتا۔اور وہ اس واسطے کہ وہ ان کے کاموں سے واقف ہے ان کو سزا اور جزا دیتا ہے۔

34 باب 29 سے 37 آیت میں وہ کہتا ہے کہ ایوب کو خدا نے خاص اس واسطے اس حالت میں مبتلا کیا کہ اس کو اپنے ماتحتوں کو تنگ کرنے اور ان پر ظلم کرنے کا موقعہ نہ ملےسو اس واسطے وہ کہتا ہے کہ مناسب ہے کہ ایوب خدا کے سامنے توبہ کرکے اقرار کرے کہ وہ پھر اس طرح نہ کرے گا۔

الیہو چاہتا ہے کہ خدا ایوب کوآخر تک آزمائے۔

35 ویں باب میں الیہو ایوب سے سوال کرتا ہے کہ کیا تونے جو کچھ کہا ہے اسے واجب سمجھتا ہے؟کیا تیری صداقت سچ مچ خدا کی صادقت سے بڑی ہے؟اور اسے متنبہ کرتا اور کہتا ہے کہ خدا کا مرتبہ انسان کے مرتبے اس لیے اعلیٰ اور عالی قدر ہے کہ وہ

انسان سے بہت بڑااور افضل ہے۔اور انسان اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔اس کی راستبازی اور بدی سے خدا کو کچھ نفع اور نقصان نہیں پہنچتا۔ہاں البتہ تیری شرارت سے انسان کو ضرور ضرر اور صداقت سے نفع پہنچ سکتا ہے۔تیری دعا اور تیری بد کرداری غرور اور ذاتی بھروسے کی وجہ سے لائق قبولیت اور نہیں کیونکہ خدا ریا کار اور مغرور کی دعا نہیں سنتا۔

36باب 1سے 16 آیت میں الیہو انسان کے خدا کے ہر ایک سلوک کو جائز ٹھہرا کر کہتا ہے کہ وہ شریروں‌ن کو جینے نہیں دیتا۔پر مظلوموں کا انصاف کرتا ہے۔وہ راستبازوں سے چشم پوسی نہیں کرتا۔بلکہ انہیں ان کی مصیبتوں سے چھٹکارادیتا اور ان کے گناہوں کوان پر ظاہر کرتا اور ان کے کاموں کو کھولتاہے۔کہ ان کی تربیت ہو وہ ان کو حکم کرتا ہے کہ وہ بدی اور بدکاری سے باز آئیں۔اور وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ متوجہ اور میری بندگی کریں تو وہ اپنے دنوں کو عیش اور برسوں عشرت میں بسر کریں گے لیکن اگر وہ فرمانبرداری نہ کریں تو وہ تلوار سے ہلاک کیے جائیں گے۔اور بے وقوفی میں مریں گے۔بے دینوں کی جان جوانی میں جاتی ہے لیکن وہ مصیبت کے قیدیوں کو رہائی کو رہائی بخشا ہے۔

36 باب 17 سے 33 آیت الیہو ایوب کو کہتا ہے کہ شرارت سے بھرا ہو اہے سو عدل و انصاف نے تجھ کو گفتار کیا ہے۔اور تاکید کرتا ہے کہ خدا کی تنبیہ صبر سے برداشت کر کیونکہ وہ عادل ہے اس کی عدالت اوردانائی میں ہر گز نقص دخل نہیں پاتا۔

37 باب 1 سے 13 آیت وہ ایوب کے سامنے خدا کی دانشمندی اور حکمت اور قدرت ظاہر کرتا اور اس سے استفسار کرتا ہے۔کہ کیا اس کا علم رکھتا ہےکہ انسان قادرِ مطلق کے بھید تک نہیں پہنچ سکتاکہ اس کی عدالت اور قدرت عظیم ہے اور اس کا انصاف فراوان ہے۔اور چاہئے کہ لوگ اس سے ڈریں کہ کیونکہ وہ ان میں سے کسی پر جو اپنے دل میں عقل مند ہیں۔پر نگاہ نہیں کرتا اور تصدیعہ نہیں دیتا۔

سوال 21 دوسرے حصے کی چوتھی بات کی تشریح کرو۔

جواب: اس چوتھی بات میں چار ابواب ہیں یعنی 38 باب سے 42 باب کی6 آیت تک۔

ان ابواب میں خداوند کی تقریر بہ تفصیل درج ذیل ہے۔

(اُ) 38باب میں خداوند بگولے میں سے ایوب کو دنیا کی پیدائش اور اس کے انتظام کے سلسلے کےبارے میں چند سوالات کے ذریعےعلم و عقل میں قاصر ہونےکا قائل کرتا ہے۔چنانچہ خداوند اس سے سوال کرتا ہے کہ جب میں نے دنیا کی بنیاد ڈالی تو کہاں تھا؟ کیا اس کی پیدائش اور اس کی تنظیم میں شریک وشامل تھا؟ کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ صبح پر بارش پر سمندر پر یابجلی پر اپنا حکم چلائے؟ کیا تو جنگلی جانوروں اور کوئے کی غذا تیار کرسکتا ہے؟جب کہ ان کے بچے خدا کے سامنے چلاتے اور خورش کے محتاج ہو کر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

(ب)۔انتالیسویں39 باب میں خداوند ہرنی، گور خر،گینڈے اور شتر مرغ کی عادات پیش کرکے ایوب سے سوال پیش کرتا ہے۔کہ کیا تو ان سے واقف ہے؟کیا تونے گھوڑے کو ایسا زور بخشا ہے؟ کہ وہ دہشت پر ہنستا ہےاور جنگ میں ہرساں نہیں ہوتا؟کیا باز تیری ہوشیاریَ سے اڑتا ہے؟ یا عقاب تیرے ہی حکم سے بلندی پر پروازد کرتا اور انچائی پر گھونسلہ بناتا ہے۔

(ج)۔40 باب 1 سے 5 آیت خداوند ایوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تیرا مجھ سے جھگڑنا اور مقابلہ کرنا عبث ہے ایوب نے اس سے قائل ہو کر کہا کہ میں اپنے منہ پر ہاتھ رکھتا ہوں۔اور خاموش ہو رہا۔

(د)۔40 باب 6 سے 14 آیت میں گردباد میں ظاہر ہو کرایوب سے سوال کرتا ہے۔کہ کیا تو میری عدالت کو باطل ٹھہرانا چاہتا ہے؟ کیا تو مجھے مجرم قرار دے گا کہ تو صادق ٹھہرے؟ تو اپنے تئیں شوکت اور فضیلت سے سنوار۔اور جلال اور جمال سے ملبوس ہو۔اپنے غصے کا جوش بڑھا اور مغرروں کو پست کر۔اور شریروں کو ان کئے مکان میں لتاڑ ڈال تو میں تیرا قرار کروں گا۔کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھے رہائی دے سکتا ہے۔

(ر)۔40باب 15 سے 24 آت میں خداوند ایوب کی توجہ بہیموت کی طرف لگاتا ہے کہ وہ اس کی عادات اور اس کے زور پر غور کرے اور پوچھتا ہے کہ کیا وہ انسان کے قابوں میں آسکتا ہے؟

(س)۔41 ویں باب میں ایوب کی توجہ لوی یتان کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ وہ بھی ہر گزانسان کے قابوں نہیں آسکتا۔سو جب کہ انسان کو جرات نہیں کہ اس کو جو مخلوق چھیڑے تووہ کون ہے جو اس کے خالق کا مقابلہ کرے؟

(ص)۔42 باب 1 سے 6 آیت میں ایوب ان سب کے جواب میں کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔اور یہ ممکن نہیں کہ تیرا اور کوئی ارادہ انجام کو نہ پہنچے۔اس قابلیت پر ایوب نے اپنے قصور مان لیے۔اور کہا کہ میں نے تیری خبر کانوں سے سنی تھی۔لیکن اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں۔سومیں اپنے سے بے زار ہوں خاک اور راکھ پر بیٹھاہوا توبہ کرتا ہوں۔

تیسرا حصہ تتمہ

سوال 22: ایوب کی کتاب کے تیسرے حصے یعنی تتمے کا مختصر بیان کرو۔

جواب: یہ ایوب کی کتاب کا تتمہ ایوب 42باب 6 سے 17 آیت یعنی آخر تک ہے۔اس حصے میں ایوب کی بحالی سرفرازی اور خداوند کی طرف سے کے دوستوں کو سوختنی قربانیاں گزراننے کا حکم دیا۔اور ایوب کو اس کی خاطر قبولیت کے وعدے پر اپنے دوستوں کے لیے دعا مانگنے کا حکم ملنا مندرج ہے۔ایوب کی حالت کی تبدیلی اس وقت ہوئی جب اس نے اپنے دوستوں کو معاف کیا۔اور ان کے لیے دعا مانگی۔خداوند نے ایوب کو اس کی آخری عمر میں یعنی آزمائش کے بعد اس کی پہلی زندگی کی بانسبت زیادہ متمول اور بابرکت بنایا۔اور وہ عمر رسیدہ ہو کر مر گیا۔

سوال23: ایوب کی کل کتاب کو بحث کرنے والوں کے لحاظ سے تقسیم کرو۔

جواب:اس کتاب میں 42 ابواب ہیں۔جن میں سے 1 اور 2 تمہیدی ہیں۔

20ابواب یعنی 3،6 ، 7،9، 10، 12، 13، 14، 16،17، 19، 21، 23، 24، 26، 27، 28، 29اور 30 میں ایوب کی تقاریر ہیں۔4 ابواب یعنی 4، 5، 15، 22 میں الیفز تیمنی کی قیل و قال ہے۔

3 ابواب یعنی 8 ، 18 ،25 میں بلداد سوخی کی 2 یعنی 11اور 20 ابواب میں زوفر نعمانی کی 6 یعنی 32، 33، 34، 36،35اور37 میں الیہو کی اور پانچ یعنی 38، 39، 40، 41 اور 42 میں خداوند کی تقاریر ہیں۔

نوٹ

ایوب شیطان کے سواک کا جواب دیتا ہے۔اس کی وفاداری اس بات کی شاہد و ثبوت ٹھہری کہ وہ اس کی خود غرضی کے سبب سے خدااسے پیار نہ کرتا تھا۔اور اس سوال کا جواب ایوب کے دوستوں کی طرف سے تھا۔کہ دنیا میں دکھ اور مصیبت کا کیا سبب ہے؟اورکہ انسان ان میں کیوں مبتلا ہوتا ہے؟اس کا جواب خداوند کی طرف سے دیا گیا۔کہ انسان اس کا مخلوق اور خادم ہے۔سووہ اس کو اپنی خدمت کے واسطے تیار کرتا اور اپنا جلال اس وسیلے سے ظاہر کرتا ہے۔لہذا انسان کا فرض کلی یہ ہے کہ وہ خدا سے ت ڈرے اور بدی سے باز رہے۔اور فرض کو پہچان کر فرمانبرداری اور اطاعت کرے۔

(تمت تام شد)

زبور کی کتاب

باب اول

تمہید اور تواریخ

سوال: زبور کی کتاب کی تعریف کرو۔

جواب:زبور کی کتاب عبرانی کے حصے اول کی سوئم کتاب ہے۔اور ہیگیا گرافی یعنی نوشتہ کہلاتی ہے۔اس سبب سے باقی تما م نظمی کتب زبور کی کتاب پر مشتمل ہیں۔پرانے عہد نامے میں قوم اسرائیل کی دینی تواریخ اور زبور کی کتاب میں اس قوم کے بانی مبانی نجات دہندہ اور بادشاہ کی تعریف اور کیفیت ہے۔یہ اس قوم کی خاص عبادتی کتاب ہے۔جس کے وسیلے وہ قوم خدا کے حضور پہچانی جاتی تھی۔اور یہ ان کے لیے خدا کی طرف سے خاص روحانی برکات حاصل کرتی تھی۔اس کتاب کے مطالعہ سے ہم کو ناصرف اس قوم کی روحانی برکات کا علم ہوتاہے۔بلکہ ہم خدا کی بھی واقفیت حاصل کرتے ہیں۔جس نے اس قوم کو برکتیں دیں۔علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب صرف اس قوم کے لیےنہ تھی بلکہ خدا کے کل برگزیدہ لوگوں کے لیے ہے۔جو فی زمانہ ہر قوم وملت میں سے بلائے جا کر اس کے گلے میں شمولیت پاتے ہیں چنانچہ یہ کتاب ہمارے پاس بھی ہے۔کہ اس کے مطالعہ اور تشخص سے ہم بھی خدا کاپاس پہنچنے کا قابل ہوں۔اور روحانی برکات کے بانی واقف ہوں اور ابدی زندگی حاصل کرکےروحانی برکتیں حاصل کریں۔

سوال اس کتاب کے مصنفین کی کیفیت بیان کرو۔

جواب:زبور کی کتاب ایک ہی مصنف سے ایک ہی زمانے میں تصنیف نہیں ہوئی۔اس کے کئی ایک مصنف ہیں۔جو کہ اس کی تصنیف میں موسیٰ سے لے کر عزرا تک ایک ہزار سال تک مصروف رہے۔یہ کتاب بواساطت روح القدس کلیسیا سے کلیسیا کے واسطے مرتب ہوئی۔اس کتاب میں کل 150 زبور ہیں جن میں سے ایک سو ایسے ہیں جن کے مصنفوں ان کے سرناموں میں مندرج ہیں چنانچہ ان میں سے 73 داود کے 11 بنی قرح کے 12آصف کے دو سلیمان کے اور ایک موسیٰ کا باقی 50 بباعثِ گمنام ہونے کے یتیم کہلاتے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ ان میں سے زیادہ داود کی تصنیف ہوں۔

سوال3:بنی اسرائیل کے زمانے میں یہ کتاب کن ناموں سے مشہور تھی؟

جواب:بنی اسرائیل کے زمانے میں یہ کتاب عبرانی زبان میں تحلم یا سفر تحلم یعنی تعریف و حمد کی کتاب کہلاتی تھی۔اس کو تیفلوتھ یعنی دعاؤں کی کتاب بھی کہتے تھے۔زبور 72 آیت اور سپوجنٹ یعنی ہفتادی ترجمہ پسالماس کہا گیا ہے۔اور یہ لفظ مزمور کا ترجمہ ہے۔یہودیوں کے زمانے کے بعد ویٹیکن ترجمے میں لفظ سالماہے استعمال ہوا ہے اور یونانی زبان میں پسالٹر یا پسالیٹر کہلائی۔

سوال:زبور کی کتاب کی تقسیم کریں۔

جواب:اس کتاب میں پانچ حصے ہیں۔

ہر ایک حصہ ایک کتاب ہے۔اس لیے بعض نے اس کو پینٹی ٹیوک بھی کہا ہے۔زبور کی کتادب مخصوص بالعبادت ہے۔اور ہیکل کی کتاب میں استعمال ہوتی تھی۔اس کی پانچ کتابیں حسب ذیل ہیں۔

(1) زبور 1سے 41 یعنی شروع کے 41 زبور ماسوائے 1 ، 2 ، 10 اور 33 زبوروں کے باقی سب کے سب داود کی تصنیف ہیں۔اس کا خاتمہ تمجید۔تثلیث اور دہری آئین سے ہوتاہے۔یہ کتاب سلیمان کے ایام میں ہیکل کی عبادت کے لیے تالیف ہوئی تھی۔

(2) 42 سے 72 زبور یعنی 31 زبوروں کا مجموعہ۔ان میں سے اٹھارہ تو داود کے ہیں۔چار گمنام سات بنی قرع کی تصنیف اور ایک آصف کا اور ایک سلیمان کاہے۔یہ کتاب بھی کتاب اول کی طرح تمجید، تثلیث اور دوہری آئین سے ختم ہوتی ہے اوراس کے اختتام پر بھی آیا ہے کہ داؤدبن یسی کی دعائیں ختم ہوئیں۔یہ کتاب سلیمان کے وقت میں ہیکل کی عبادت کے لیے تالیف ہوئی۔

(3) 73 سے 89 زبور یعنی سترہ زبوروں کی کتاب ان میں سے صرف ایک داؤد کا ہے۔11 آصف کے۔4 بنی قرع کا اور 1 ایتان کا ہے یہ بھی کتاب اول دوئم کی طرح ختم ہوتی ہے۔غالباً حزقیا بادشاہ کے دنوں میں جب کہ اس نے یہودیوں کی اصلاح کرکے ہیکل کی عبادت پھر شروع کی تصنیف ہوئی دیکھو 2 تواریخ29 باب20سے 30 آیت۔

(4) اس میں 17 یعنی 90 سے 106 زبور ہیں۔ان میں سے زبور 90 تو موسیٰ کا ہے۔یہ سب سے پرانا زبور معلوم ہوتا ہے۔14 زبور گمنام ہیں۔2 زبور داؤدہیں۔یہ تمجید،تثلیث اورثم آمین سے ختم ہوتی ہے۔ان 40 زبوروں میں سے کئی زبور یہوسفط اور حزقیاہ بادشاہ کےایام کی تصنیف ہیں۔یہ کتاب اسیری کے بعد تالیف ہوئی اور اس کا زبور 102 ایام اسیری کی تصنیف ہیں۔جو کہ غالباً غررا کاہے۔

(5) اس میں 44 یعنی 107 سے 150 زبور ان میں سے 28 تو گمنام ہیں اور یعنی ان کے مصنفین کا کچھ پتہ نہیں کہ کون تھے؟اور کب ہوئے؟15 داؤد کے اور 1 سلیمان کا یہ گمان کیا جاتاہے کہ یہ کتاب غالباً اسیری کے بعد عزرا کے ہاتھ سے تالیف ہوئی اس کے خاتمے پر کئی ایک ہیلیلویاہ ہیں۔

سوال5: مضمون کے لحاظ سے زبور کی کتاب کی تقسیم وتفصیل کرو۔

جواب: بلحاظ مضمون اس کتاب کے چھ حصے ہیں۔1 دعائیہ حصہ۔2شکرانہ وحمد۔3 عبادتی۔4 اصولی وتعلیمی۔5مسیحانااور6 تواریخی۔

حصہ اول:دعائیہ اس کی یوں تقسیم کی گئی ہے۔

(اُ) گناہ کی معافی اور رحم کے واسطے دعا زبور 6، 25 ،51 اور 130۔اس میں زبور میں زبور 32 اور 102 نادمی زبور ہیں۔

(ب)غمزدگی کی دعائیں خاص کر اس وقت کی جب کہ خدا کا پرستار اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔زبور 42 ،43، 63 اور 84۔

(ج) مدد اور رہائی کے لیے دعائیں جب کہ دتکلیف اور خطرے میں ہو۔زبور 4 ،5 ،28 ، 44 ، 55 ، 64 ، 79 ، 80 ، 83 ، 109 ، 120 ، 140 ، 141 اور 142۔

حصہ دوئم۔شکرانہ وحمد۔اس میں دو چھوٹے ؟حصے ہیں۔

(اُ) شخصی برکتوں کے واسطے شکر گزاریزبور 9 ،18 ، 27 ، 30 ، 34 ، 40 ، 108 ، 116 ، 118 ، 138 ، 144 اور 145۔

(ب) عام کلیسیائی برکتوں کے لیے شکر گزاری۔زبور 46 ، 48 ، 68 ، 81 ، 85 ، 98 ، 117 ، 124 ، 126 ، 129 اور 149۔

حصہ سوئم۔عبادتی اس میں بھی دو چھوٹے حصے ہیں۔

(اُ) خدا کی صفات کی تعریف اور بزرگی کے اس کے جلال اور کاملیت کے بارے میں زبور 8 ، 19 ، 24 ، 29 ، 33 ، 47 ، 50، 65 ، 66 ، 76 ، 93 ، 96 ، 99 ، 104 ، 111 ، 113 ، 114 ، 115 ، 134 ، 139 ، 148 اور 150 ہیں۔

(ب) خدا کی محافظت اس کی تعریف۔زبور 23 ، 91 ، 100 ، 103 ، 107 ، 121 اور 146 ہیں۔

حصہ چہارم۔اصولی تعلیمی:یہ بھی کئی ایک حصوں میں منقسم ہے۔مثلاً

(اُ) پاک کلام کی خوبیاں زبور 19 اور 119۔

(ب) فانی انسان کی بطالت: زبور 39 ،49 اور 90۔

(ج) نیک و بد اشخاص کے خصائل۔

زبور 1 ، 5 ، 7 ، 10 ، 11 ، 12 ، 14 ، 15 ، 17 ، 36 ، 37 ، 52، 58 ، 73 ، 75 ، 92 ، 94 ، 112 ، 125 ،127 ، 128اور 135۔

حصہ پنجم۔مسیحانہ اس حصے میں خداوند مسیح کی آمد عہدے خدمت اور اذیت کی پیشن گوئی اور اس کی تعریف ہے۔جو کہ زبور 2 ، 20 ، 21 ، 22 ، 35 ، 41 ، 45 ، 61 ، 68 ، 72 ، 87 ، 89 ، 110 اور 132۔

حصہ ششم۔توریخی:اس حصے میں بنی اسرائیل کی تواریخ ہے۔اس میں پانچ زبور ہیں۔یعنی زبور 78 ، 105 ، 106 ،135 اور 136۔

سوال 6: ہمیں داؤد کا کیوں احسان منداور شکر گزار ہونا چاہیئے؟

جواب: ہمیں داؤد کے احسان منداور شکر گزار اس لیے ہونا چاہئے۔کہ

(1) اس نے گانے کے ذریعے حمد و ثنا کو عبادت کا اول و ضروری حصہ ٹھہرایا۔جس میں سب خورد و کلان خواندہ اور ناخواندہ سب شمیولیت کر سکتے ہیں۔

(2) اس کے ذریعے خدا نے حمدو ثنا کی کتاب عطا فرمائی۔جس کے استعمال سے ہم کو خدا تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔اور ہم کو ایسی برکتیں ملتی ہیں کہ جن سے ہماری زندگی تروتازہ اورو بحال و پھل دار بنی رہتی ہے

(3) داؤد کے زمانے تک خدا کی عبادت میں ثنا خوانی شازو نادر ہوتی تھی۔لیکن داؤد نے اس کو عبادت کا ضروری حصہ قرارف دیا۔جو کہ آج تک جاری ہے۔داؤد صرف شاعر ہی نہ تھا۔علمِ موسیقی میں اس کو کافی دسترس و ملکہ تھا۔اس صفات وباکمال کا کتاب کو داؤد نے ملہم ہو کر لکھا۔

یہ ضروری بات ہے کہ ہادی و پیشوا اشخاص خود خدا شناس خدا کی صفاتِ کاملہ کو اوروں پر ظاہر کرنے کے قابل ہوں۔داؤد کے زبوروں کے علاوہ ددیگر لکھنے والے بھی ملہم اشخاص تھے۔اس لیے وہ اوروں کے رہبر ہونے کے قابل تھے۔

غیر ملہم اشخاخ کے گیتوں میں ایک خاخ نقص ہوتا ہے کہ ان کے مضمونوں کا بڑا حصہ خدا نہیں ہوتا۔اور نہ ہوسکتا ہے۔زبوروں میں جو کہ الہامی ہیں خدا مخاطب ہے جو کہ انسان سے کلام کرتا ہے اس لیے تمام زبور بے نقص صحیح ہیں۔انف کی تعلیم میں بھی کسی قسم کا نقص نہیں۔وفہ خدا کی سب صفات صحیح اور واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔اور اس تک رسائی حاصل کرنے کے ضروری اور واجبی طریقےاور طریقے بھی بتاتے ہیں۔سو صرف زبور ہی خدا کی عبادت معقول اور مقبول ہو کیونکہ خدا جو اپنی صفات میں کمال رکھتا ہے۔انسان سے کامل عبادت طلب کرتا ہے۔خواہ علامتی ہو خواہ معنیوی۔

سو اس کتاب کے لیے ناصرف داؤد کی بلکہ اس سے پیشتر خدا کی شکر گزاری بہت ضروری ہے۔

سوال7 : زبور کی کتاب میں کن باتوں کی تعلیم ہے؟

جواب: زبور کی کتاب کل بائبل کا جمال اور خلاصہ ہے۔کیونکہ زبور کی کتاب غرض وغایت مسیح کی کلیسیا کی آراستگی و اصلاح ہے۔اس میں علمِ الٰہی کی کل تعلیم درج ہے۔تاکہ وہ خدا کی زات و صفات کو صفائی سے ظاہر کرے۔اور انسان کی گناہ آلودگی، تنگ دستی، برگشتگی اور مستوجب سزا ہونے کو بخوبی بیان کرے۔اور اس کی توجہ راہِ نجادت کی طرف لگائے اور نجات کی خوبیاں انسان پر عیاں و بیان کرے۔اس لحاظ سے اس کتاب کا مطالعہ غور اور دل دہی سے کرنا چاہئے۔

سوال8: زبور کی کتاب کے نظمی ترجموں کی تواریخ کی بیان کرو۔

جواب: 1518 میں مائبلترکو ورڈیل صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔اس کے بعد ٹامس سٹرن ھولڈ اور ہاکنز صاحبان نے ایک منظومی ترجمہ انگریزی میں تیار کیا۔اور 1563 ء میں انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے اس ترجمے کو منظور فرما کر انگلستان کی کلیسیا میں جاری کروایا۔اور 35سال کے عرصے میں اس ترجمے کی چھپوائی 309 دفعہ ہوئی۔اس کے بعد ٹیٹ اور بریڈی

صاحبان نے ایک اور ترجمہ کیا جو کہ سٹرن ھولڈ اور ہاکنزترجمہ کی جگہ چرچ اور انگلینڈ میں استعمال ہونا شروع ہوادیگر کلیسیائیں گیتوں کی آمد تک سٹرن ھولڈ اور ہاکنز ترجمہ ہی استعمال کرتی رہیں۔1646 میں فرانسس روز صاحب نے جو کہ چارلس اول شاہ انگلستان کے عہد میں پارلمنٹ؛ کا ممبر اور بعد میں کرام ویل کے مشیروں میں شمار ہوا۔زبوروں کا منظومی ترجمہ کیا۔جو کہ پہلے تراجم سے بڑھ کر تھا۔چنانچہ ویسٹ منسٹر اسمبلی نے ترجمہ کلیسیا انگلستان کے لیے منظور کیا۔اور کچھ عرصے کے بعد ملک سکالینڈ کی پرسٹرن کلیسیا کی جنرل اسمبلی نے بھی ترجمہ کلیسیا سکاٹ لینڈ کے لیے منظور کیا۔اور امریکہ کی ریفارمڈ اور یونائیٹڈ پیرسٹرین کلیسیاوں نے بھی اس کو عبادت میں استعمال؛ کرنا شروع کیا۔1715 م میں آئزک واٹس صاحب نے ایک گیت مالاعین زبوروں کی مثل تیار کیا۔چندبرس ہوئے کہ امرکہ کی یونائیٹڈ پرسٹرین جنرل اسمبلی روز صاحب کے ترجمے کی نظر ثانی کروائی اور اسے اپنی کلیسیاؤں رائج کیا 18 ویں صدی کے شروع میں واٹس اور ویزلی صاحبان کے بنائے ہوئے گیت زبوروں کی جگہ جو کہ ہر ایک مسیحی جماعت کے لیے خدا کی خاص بخشش اور روحانی برکات کاسبب ہیں۔استعمال ہونے لگے اس سے کلیسیاؤں ایک بدعت قیام پکڑ گئی۔جس کا نتیجہموجودہ زمانے میں یہ نظر آرہا ہے۔ہر ایک مسیح فرقہ اپنی مرضی کے موافق گیت تیار کرکے عبادت میں استعمال کرتا ہے۔ملکِ پنجاب میں داؤد کے زبوروں کا اردو ترجمہ ڈاکٹر انیڈروگارڈن ڈاکٹر آئی۔ڈی شہباز اور پادری لٹمن صاحبان کا تیار کیا ہوا ہے جو کہ کچھ عرصے تک یو۔پی کلیسیا میں جاری رہا۔اور اض کل کو پنجابی ترجمہ یو۔پی کلیسیا میں رائج ہے۔وہ پادری ڈی ا۔ایس لائیٹنل اور ڈاکٹر آئی۔ڈی شہباز صاحبان کا تیار کیا ہوا ہے۔اس کا استعمال یو۔پی جماعت کی دوسری مسیحی جماعتوں میں بھی ہوتا ہے۔

سوال9: زبوروں کے استعمال کی تواریخ بیان کرو۔

جواب: داؤد۔یسعیاہ۔یرمیاہ اور کل انبیا نے خدا کی عبادت کے اوقات پر صرف صرف خدا کی عبادت کے اوقات پر صرف زبوروں کا استعمال کیا کرتے تھے۔بادشاہ اپنی فتح مندی کی خوشی پر ان زبوروں کو گاتے تھے۔اور یہودی لوگ اسیری سے واپس آتے ہوئے کو گا کر خدا کی حمد و ثنا، تعریف اور تمجید کرتے تھے۔میکبینز ان سے حوصلے بڑھاتے اور دلوں کو تقویت دیتے تھے۔تاکہ بےاور دلیر ہو کر اپنے ملک خدا اور قوم کے لیے جنگ کریں۔ہمارے خداون یسوع مسیح اور اس کے شاگردوں نے عشائے ربانی کے موقع پر جب کہ مسیح صلیب کے واسطے تیار ہو رہے تھے زبور گائے۔پولوس اور سلاس جب کہ وہ دونوں قید خانے کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں زنجیروں سے جکڑے ہوئے اور پاؤں شکنجے میں تھے۔زبور گاتے ہو ئے حمدو ثنا کی صدا بلند کی۔اور دعا مانگی جس کے جواب میں ایک بڑا بھونچال آیا۔قید خانے کی نیوہل گئی اور سب دروازے یک دم کھل گئے۔اور سب کی بیڑیاں خود بخوداتر گئیں۔اور وہ رہا کیے گے۔رسولی کلیسیا برابر ان زبوروں استعمال کرتی رہی مسیحی شہید جب کہ وہ طرح طرح کی صعوبتیں اٹھاتے اور زندہ آگ میں جلائے جاتے تھے۔تو زبور گاتے ہوئے اپنی روحیں خدا کے حضور پیش کرتے تھے۔بزرگ آگسٹین نے جب وہ مسیح ہوا تو شکر گزاری اور حمد میں زبور گائے۔کرساسٹم نے جلا وطنی میں ان زبوروں سے تسلی و تشفی پائی۔برنارڈ حس جیروم آف پریگ نے دم نزاع زبور گائے تسلی پائی اور باتمام اطمینان جان بحق ہوئے مارٹن لوتھر اپنے مقدمہ کی پیشی پر زبور گاتا ہوا وجد اور سرور اوردل جمعی کے ساتھ شہر روم میں داخل ہوا۔یہ ہے مشتے تمونہ از خیروارے ان زبوروں کی تاثیر کے مطلق۔زبوروں کی تواریخ

کلیسیا اور کلیسیا کے ہر فرد کے دل کی تاریخ ہے۔جس میں خدا کی روح سکونت پذیر ہے۔اس طرح ان زبوروں کا جو کہ روحانی غزلیں ہیں۔مسیحی جماعتوں اور ہر مسیح جماعت کے افراد کے واسطے ضروری ، مفید اور موثر ہے۔

باب دوئم

زبور کی پہلی کتاب

سوال10: زبور کی پہلی کتاب کی تفصیل وتشریح بیان کرو۔

جواب: زبور کی پہلی کتاب میں کل 150 زبوروں میں سے پہلے41 زبور ہیں ان میں سے 12 یعنی 3 ، 4، 5 ، 6 ، 13 ، 16 ، 25 ، 26 ، 28 ، 31 ، 32 اور 34 دعائیہ ہیں۔6 یعنی9 ، 18 ، 27 ، 30 ، 34 اور 40 شکر گزاری کے ہیں۔5 یعنی 8 ، 23 ، 24 ، 29 اور 33 عبادتی ہیں۔12 یعنی س1 ، 7 ، 10 ، 11 ، 12 ، 14 ، 15 ، 17 ، 19 ، 36 ، 37 اور 39 اصولی اور تعلیمی ہیں۔اور 6یعنی 2 ، 20 ، 21 ، 22 ، 35 اور 41 مسیحانہ ہیں۔

ہم زبوروں کی تشریح بلحاظ مضمون نہیں بلکہ ترتیب کریں گے۔زبور 1 یہ زبور تمہیدی سمجھا جاتا ہے۔اور خیال کیا جاتا ہے کہ عزرا نے اس کو تصنیف کیا بے شک یہ مسیحانہ زبوروں میں سے نہیں۔یہ نیک و بدکار آدمی کی خاصیت، حالت اور انجام پیش کرتاہے۔آیات 1 سے 3 میں نیک آدمی کی خصلت اور اس کی مبارکبادی ہے۔

آیات 4 سے 6 برے آدمی کاحال اور انجامِ بد ملتا ہے۔

زبور 2 یہ پہلا مسیحانہ زبور سمجھا جاتا ہے۔اس کی تاریخ 1044 م قبل از مسیح ہے۔آیات ف1 سے 9 میں مسیح کا شاہانہ تقرر اور دنیا کے بادشاہوں کا اس کو تسلیم کرنا۔اور اس کے خلاف باطل منصوبے باندھتے ہیں۔

آیت 10 سے 12 میں ان بادشاہوں کو تاکید ہے کہ وہ بیٹےیعنی مسیح کو چومیں یعنی مسیح کو قبول کریں تاکہ وہ برباد نہ کیے جائیں کیونکہ وہی لوگ مبارک ہیں۔جن کا توکل خداوند پر ہے۔

زبور 3 یہ زبور غالباً قبل از مسیح 1023 م میں لکھا گیا۔جب کہ داؤد ابی سلوم کے امنے سے بھاگا۔اس میں داؤد خداوند کی توجہ اپنے دشمنوں کی کثرت پر لگاتا ہے۔اور کہتا ہے کہ وہ دعوے کرتے ہیں کہ اس کے لیے خدا سے رہائی نہیں اور وہ خداوند کو یقین دلاتا ہے کہ اے خدا میں تجھ پر کامل بھروسہ رکھتا ہوں کہ میں لیٹ رہا اور سو رہا۔اور میں جاگ اٹھا۔کیونکہ تو مجھ کو سمبھالتا ہے۔

زبور 4 یہ قبل از مسیح 1023 م میں تصنیف ہوا۔آیت اول میں داؤد خدا سے عرض پرواز ہے۔کہ خدا اس کی دعا سنے اور آیت 2 سے5 وہ مخالفوں کی فہمائش کرکے ان کو تاکید کرتا ہے۔کہ وہ کانپتے رہیں۔آیت 6 سے 8 میں وہ ان کو جتاتا ہے کہ انسان کی خوش حالی خدا کی رضامندی پر موقوف ہے۔

زبور5 یہ 1023 م قبل از مسیح میں تصنیف ہوا۔اس میں داؤد ظاہر کرتا ہے کہ اس کا توکل خداوند پر ہے چنانچہ آیت 1 سے 6 میں وہ اپنے توکل کا سبب بیان کرتا ہےکہ خدا ایسا نہیں کہ جو انسان کی شرارت سے خوش ہو اور شریر اس کے ساتھ رہ سکے وہ جھوٹ بولنے والوں کو نابود کوے گا۔کیونکہ وہ خونی اور دغاباز سے نفرت رکھتا ہے۔

آیات 7 سے 12 میں داؤد دعا کرتا ہے کہ خداراستبازوں کی حفاظت کرےاور یقین کرتا ہے کہ خدا ایسا ہی کرے گا۔اس پر وہ اس پر عرض کرتا ہے کہ خدا اپنی صداقت میں اس کی راہبری کرے اور اس کے دشمنوں کے سامنے اس کی راہ کو سیدھا رکھے

زبور 6 یہ غالباً 1015 م قبل از مسیح لکھا گیا۔اور اسے داؤد نے اپنی عمر کے آخری حصے میں تصنیف کیا۔آیات 1 سے 7 وہ اپنی بیماری کی حالت میں خدا سے فریادکرتا ہے۔

آیات 8 سے 10 میں وہ ایمان سے کہتا ہے کہ خداوند نے میری فریادسن لی اور وہ اپنےدشمنوں پر فخر کرتا اور کہتا ہے کہ وہ شرمندہ ہوں۔

زبور 7 یہ زبور1023 م قبل از مسیح لکھا گیا جب کہ سمعی نے داؤد پر لعنت کی تو تب یہ تصنیف کیا گیا۔

آیات 1 سے 9 میں اپنامقدمہ خدا کے سپرد کرتا ہے کہ اگر میں نے اس سے جو مجھ سے میل رکھتا تھا بدی کی ہو تو دشمن در پر ہو کر میرا جی لے۔اور میری جان کو زمین پر پامال کرے اور میری عزت خاک میں ملا دے

آیات 10 سے 11 وہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان ہی کے وسیلے اس کی رہائی ہوئی اور اس کے دشمنوں کی بربادی ہوگی

زبور 8 یہ 1015 م قبل از مسیح لکھا گیا داؤد اس میں کہتا ہے کہ خدا کا جلال اس کی کاری گری اور اس کی محبت سے ظاہر ہوتا ہے۔چنانچہ آیت اول میں وہ کہتا ہے کہ اےٖ خداوند ہمارے کیا ہی بزرگ ہیں تیرا نام تمام زمین پر ہو اور تونے اپنی شوکت آسمان ظاہر کی ہے۔پھر وہ انسان کے بارے میں کہتا ہے کہ تونے اسے فرشتوں سے تھوڑا ہی کم پیدا کیا ہے۔اور شان و شوکت کا تاج کے سر پر رکھا اور اس کو اپنے ہاتھوں کے کاموں پر حکومت بخشی ہے۔

زبور9 یہ زبور اس وقت لکھا گیاجب داؤد نے جاتی جولیت کومغلوب کیا۔اس کی تاریخ تصنیف1018 قبل از مسیح ہے۔آیادت 1سے 10 میں داؤد خداوند کی ستائش کرتا ہے۔کہ اس نے اس کے دشمنوں کو شکست دی اور اس کی تعریف میں کہتا ہے کہ خداوند مظلوموں کے لیے محکم مکان ہے اور مصیبت کے وقت میں دشمنوں سے پناہ گاہ ہے۔

آیات 11 سے 12 وہ ان کو جو صیحون میں کرسی نشین ہیں۔ابھارتا ہے کہ وہ خداوند کی ستائش کریں اور لوگوں کے درمیان اس کے عجائبات کا ذکر کریں۔

آیات 13 سے 20 میں وہ دعا کرتا ہے کہ خدا اس پر ایسا رحم کرے کہ وہ صیحون کی بیٹی کے دروازوں پر اس کی ستائش کرسکے اور اس کی نجات سے شادمان ہو۔اور وہ کہتا ہے کہ مسکین ہمیشہ فراموش نہ کیے جائیں۔اور اس کے حضور میں قوموں کی عدالت کی۔

زبور 10 یہ زبور 9 سے خاص نسبت رکھتا ہے۔اس میں داؤد خداوند کے آگے شریروں کی شکایت کرتا ہے۔اس سبب سے کہ وہ خدا کے غریبوں پر ظلم کرتے ہیں۔

چنانچہ آیت 1 سے 11 میں وہ خداوند سے سوال کرتا ہے کہ وہ ان کو ان کی شرارت سے کیوں باز نہیں رکھتا؟وہ دیہات کی گھاتوں میں بیٹھتے اور خلوت خانوں میں بے گناہوں کو قتل کرتے۔وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ خدا بھول گیا ہےاور اس نے چھپایا ہے۔سو اس نے ہر گز نہیں دیکھا۔

آیات 12 سے 18 میں خداوند سے عرض کرتا ہے کہ وہ اٹھے اور اپنا ہاتھ بڑھائیں اور خاکساروں کو نہ بھولے نیز کہ شریر برے آدمی کا بازوں ایسا توڑا جائے کہ کہ پھر اس کی شرارت ڈھونڈنے سے نہ ملے۔

زبور 11 اس میں داؤد اپنا ،توکل خداوند پر ظاہر کرتا ہے۔اور ایک سوال کرتا ہے کہ اس کی جان کو یہ کیوں کہا جاتا ہےکہ یہ چڑیا سی ہے۔اپنے پہاڑ پر جاتی رہے اور کہتا ہے کہ خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے اور اس کاتخت آسمان پر ہے۔اس کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔اور اس کی آنکھیں ہیں اور اس کی پلکیں بنی آدم کو آزماتی ہیں۔اور خداوند جو صادق ہے۔صداقت طلب کرتا ہے۔اور اس کا منہ سیدھے لوگوں کی طرف متوجہ ہے۔

زبور 12: اس کی پہلی دو آیات میں داؤد خداوند سے مدد کا ملتجی ہے۔اور کہتا ہے کہ دیندار اور خداپرست لوگ جاتے رہے۔اور دایانتدار بنی آدم میں غائب ہوجاتے ہیں۔

آیت 3 سے 8 میں کہ خداوند اٹھا ہوا ہے۔اور اس کا کلام چوکھا کلام ہے اور کہ وہ اپنے لوگوں کا محافظ ہے۔تسلی پذیر ہوتا ہے۔

زبور 13 :آیات1 سے 2 میں داؤد خداوند سے ملتمس ہے۔کہ وہ اس کو نہ بھولے تاکہ دشمنوں کی سربلندی قائم نہ رہے۔اور 3 سے 4 آیت میں دعاکرتا ہے کہ خداوند اس کی طرف متوجہ ہو۔اور اس کو دشمنوں سے رہائی بخشے۔اور 5 سے 6 میں آیت میں رہائی پاکر خداوند کی حمدوثنا کرتا ہے۔

زبور 14: اس کی پہلی دو آیات میں داؤد احمق کی کیفیت بیان کرتا کہتا ہے۔کہ خداوند آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا ہے کہ دیکھے کہ ان میں کوئی دانشمند اور خدا کاطالب ہے یا نہیں۔اور پھر کہتا ہے کہ وہ سب گمراہ ہوئے ہیں وہ ایک ساتھ بگڑ گئے ہیں۔کوئی نیکو کار نہیں ایک بھی نہیں۔

آیات 4 سے 6 میں وہ یہ سوال کرتا ہے۔کیا ان بدکاروں کو سمجھ نہیں جو میرے بندوں کو یوں کھا جاتے ہیں۔جیسا کہ روٹی جیسا کہ روٹی کھاتے ہیں۔اور بیان کرتا ہے کہ خداوند کا نام نہیں لیتے سو وہ بڑے خطرے میں ہیں۔کیونکہ خدا صرف صادقوں کی نسل کے درمیان ہے۔ساتویں آیت میں وہ یہ آرزو کرتا ہے۔کہ اس رئیل کی نجات صیحون میں ہے۔

زبور15:اس میں داؤد صیحون کے باشندوں کی سیرت اور ان کے چار چلن کی پر ظر کرتا ہے چنانچہ آیت پنجم میں وہ خداوند سے سوال کرتا ہے کہ اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہےگا۔اور تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت کرے گا اور خود ہی اس کا جواب دو حصوں میں دیتا ہے۔حصہ اول میں وہ کہتا ہے کہ وہ داخل ہو گا اور سکونت کرے گا۔جو سیدی چال چلتا صداقت کے کام کرتا اور اپنے ہے۔دل سے سچ بولتا ہے گویا یہ اس کی ثباتی تعریف ہے۔پھر نفی میں یوں تعریف کرتا ہے۔کہ وہ جو کہ اپنی زبان سے چغلی نہیں کرتا۔اور اپنے پڑوسی پر عیب نہیں لگاتا۔

حصہ دوئم میں وہ داخل ہونے والے شخص کی سیرت اور عادت کاذکر کرتا ہے۔یعنی وہ کہ جس کی نظر مین وہ نکمہ آدمی ذلیل و خوار ہے۔اور جو کہ انھیں جو خداوند سے ڈرتے ہیں عزت دیتا ہے۔اور اپنے آپ پر قسم کھا تا ہے کہ اور بدلتا نہیں۔نفی میں اس کی یوں تعریف کرتا ہے۔کہ وہ جو کہ سود کے لیے قرض نہیں دیتا۔اور بے گناہوں کو ستانے کے لیے رشوت نہیں لیتا۔آخر میں کہتا ہے کہ جو ایسے کام کرتا ہے ہر گز نہ ٹلے گا یعنی سلامت رہے گا۔یعنی سلامت رہے گا۔

زبور16: داؤد کا مکتام۔اس میں اپنا کامل بھروسہ خدا وند پر ظاہر کرتا ہے۔

آیات 1 سے 4 میں وہ خود کو حفاظت کا مستحق ٹھہراتا ہے۔اس لیے کہ اس کی جان نے یہواہ کو اپنا خداوند تسلیم کیا ہے اور کہتا اسکے بغیر میری بھلائی ممکن نہیں۔وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے غیر معبودوں سے قدر الگ کیا ہے کہ ان کے نام کو بھی اپنے لبوں پر نہی لاتا۔

آیات 5 سے 11 میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میری جان کو کبھی جنبش نہ ہو گی۔کیونکہ میری یہ نگاہ خداوند پر ہے۔وہ میرے دہنے ہے۔سو میرا دل خوش ہے۔اور میری زبان شادہے۔میرا جسم امید میں چین کرے گا۔وہ میری جان کو قبرمیں نہ رہنے دے گا۔اور اپنے قدوس کو نہ سڑنے نہ دے گا۔ان آیات میں وہ صرف قیامت کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر نہیں کرتا۔بلکہ یسوع مسیح کے قبر سے جی اٹھنے کا ذکر بھی کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ وہی اس کو زندگی راہ دکھائے گا۔اور کہ وہ اس کے حضور میں خوشیوں سے سیر ہوگا۔نیز اس کے دہنے ہاتھ میں ابد تک عشرتیں موجودہیں۔

زبور 17:یہ داؤد کی ایک دعا ہے۔

آیات 1 سے 9 میں داؤد اپنی دایانت داری میں پیش کرکے خدا کی حفاظت کا ملتجی ہے۔تاکہ وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ نہ آئے۔

آیات 10 سے 12 میں وہ اپنے دشمنوں کی یوں کیفیت بیان کرتا ہے۔کہ وہ اپنی چربی میں چھپ گے ہیں۔اور اپنے منہ سے بڑابول بولتے ہیں۔ہمارے ہرایک قدم پر ہم کو گھرتے ہیں۔کہ ہمیں زمین پر گرا دیں۔آیات 13 سے 15 میں یقین کرتاکہ خداوند ضرور بالضرور مجھ کو ان سے بچائے گا۔اور میں صداقت اس کا چہرہ دیکھو گا۔اور جب میں اس کی صورت پر ہو کر جاگو گا۔تو میں سیر ہوں گا۔

زبور 18:سردار مغنی کے لیے خداون بندت داؤد کا زبور۔

اس زبور کی باتیں داؤد نے اس وقت خداوند سے کہیں کہ جب کہ خداوند نے اسے اس کے تمام دشمنوں اور ساؤل کے ہاتھ سے بچایا۔اس میں خداوند کاشکر اور اس کی تعریف اپنے عجیب بچاؤ اور مختلف نعمتوں کے لیے کرتا ہے۔اورخدا وند کو یقین دلاتا ہے کہ کہ مین تجھ کو پیار کرتا ہوں۔اور میں قوموں کے درمیان تیرا قرار کروں اور تیرے نام کےگیت گاؤں گا۔

زبور19:اس میں خداونداؤد کی تعریف۔آیت 1 سے 6 میں وہ کہتا ہے کہ فطرت اورخاص کر آسمان اس کا جلال ظاہر کرتا ہے۔اور فضا اس کی دست کاری دکھاتی ہے۔

آیات 7 سے 11 میں بتاتا کہ اس کاکلام اس کے فضل کا اظہار کرتا ہے۔اور کہتا کہ خداوند کی توریت کامل ہے۔وہ دل کے پھیرنے والی خداوند کی شہادت سچی ہے۔وہ سادہ دلوں کو تعلیم دنے والی ہے۔وہ سونے بلکہ کند سونے سے بھی نفیس ہے۔وہ شہد اور چھتے کے ٹپکو سے بھی شیریں تر ہیں۔

آیات 12 سے 14 رہائی کے لیے اس طرح عرض کرتا ہے کہ اے خداوند میری چٹان اورمیرا فدیہ دینے والے میرے دل کی دل سوچ اور میرے منہ کی باتیں تیرے حضور پسندآیئں۔

زبور 20، 21 ، 22 یہ تینوں مسیحانہ زبور ہیں۔زبور 20 مسیح کے شاہی عہدے کو ظاہر کرتا ہے اس کی پہلی پانچ آیات میں کلیسیاکے شرکا کی اپنے بادشاہ کے لیے سفارش پائی جاتی ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقابلہ کی تیاری ہے یہ سفارش اس موقعہ کی ہے جب بادشاہ کاہن کی حیثیت سے قربانی گزرنتا ہے۔آیات 6 سے 8 میں کوئی بول اٹھتا ہے۔کہ اب میں جاہتا ہوں کہ خداوند اپنے مسیح کا چھڑانے والا ہے۔کیونکہ ذبیحہ کی منظوری ہوئی ہے۔

9 ویں آیت میں کل جماعت پکارتی ہے کہ اے خداوند ہم پکاریں تو ہم کورہائی دےاور ہمارے بادشاہ کی سن۔زبور 21 زبور 22 سے ایک خاص برکت رکھتا ہے زبور 20 مقابلے سے پہلے سےہے۔اور 21 اس سے بعد کا ہےزبور 20 میں سفارش ہے۔اور زبور 21 میں سے شکر گزاری ہے۔زبور 2کی پہلی سادت آیات ہیں۔داؤد یہ کہتا ہے کہ اے خداند تیری توانائی کے باعث بادشاہ کرتا ہے۔تیری نجات کیا ہی دل شاد ہے۔کہ بادشاہ کی شوکت عظیم خداوند کی نجات ہی سےہے۔فتح مندی کے موقع پر لوگوں کے دل کے جو کیفیت تھی۔اس کا یوں بیان ہے۔کہ ان کو یقین ہوا کہ اس فتح مندی کا یہ سبب تھا کہ۔بادشاہ نے خداوند پر توکل رکھا۔اور حق تعالٰی کی رحمت سے اس کو جنبش نہ ہوئی۔

آیت 8 سے 12 میں رعایا بادشاہ کو یقین دلاتی ہے۔کہ یہ فتح آئندہ فتح کا بیعانہ ہے۔آیت 13 میں خداوند کی یوں تعریف کرتا ہے۔کہ اے خداوند تو اپنی قوت سے بلند ہو ہم تیری قدرت کی مدح اور ثنا گائیں گے۔

زبور 22 پہلا زبور ہے کہ جس میں مسیح کی صلیبی موت کی اذیت کا ذکر ہے مسیح نے جب کہ وہ مصلوب تھا۔9ویں گھنٹے کے اس زبور کی پہلی آیت استعمال کی۔اور بڑے زور سے چلا کر فرمایا کہ ایلی ایلی لماشبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرےخدا تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔اس زبور کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1 سے 21 پہلی 10 آیات داؤد ایک خاص بات یعنی خدا کی حضوری کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔اور سوال کرتا ہے کہ اس نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔اور11 سے 21 میں وہ داد خواہ ہے۔اور ملتمس ہے کہ خداوند اس سے دور نہ رہے۔کیونکہ تنگی پہنچا چاہتی ہے۔اور مددگار کوئی نہیں۔

حصہ دوئم:آیات 22 سے 31 میں وہ پختہ امید کا ذکر کرتا ہے۔کہ سارے جہاں کو یہ یاد آئے گا اور وہ خداوند پر رجوع کریں گے۔سب قوموں کے گھرانے اس کے آگے سجدہ کریں گے۔کیونکہ سلطنت خداوند کی ہے۔اور قوموں کے درمیان وہی حاکم ہے۔

زبور 23:اس میں ایک شخص کی دو مختلف تصویریں نظر آتیں ہیں۔چنانچہ تصویرمیں اول میں وہ آیات 1 سے4 میں ایک چوپان کی حثییت میں دکھایا گیا ہے۔وہ اپنے گلہ کے آگے چلتا نظر آتا ہے۔جب کہ وہ اسے بھیر خانے سے نکالتا ہے۔اور عمدہ سے عمدہ چراگاہوں لے جاکر ان کی تمام جسمانی حاجات و ضروریات کو بہم پہنچا جاتا ہے۔وہ اپنے گلہ کی رہنمائی اوررکھوالی کرتا ہے۔اور اسے آرام دیتا اور آسودہ کرتا ہے۔اوراس طرح اس کی زندگی بحال رکھتا ہے۔اور اپنےنام کی خاطر ان کو اپنی راہوں ک طرف لے چلتا ہے۔

تصور دوئم میں وہ ایک میزان ہے اس میں وہ شخص یعنی خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ میز پر کھانا کھاتے دکھائی دیتا ہے۔ جب کہ افن کے گردا گرد دشمن شیروں کی مانند بیٹھے ہوئے ہیں۔اور چاہتے ہیں ان کو پھاڑڈالے لیکن برگزیدہ لوگ بڑی دل جمعی اور اطمنان کے رفع جوا میں مشغول ہیں۔میزبان ان کے لیے خوراک ہی مہیا نہیں کرتا۔بلکہ تمام ممکن طریقوں سے ان کی خاطر تواضع و مدارات کرتا ہے۔چنانچہ ایک مہمان کی شہادت ہے کہ تو میرے سر پر تیل ملتا ہے۔میرا پیالہ لبریز ہو کر چھلکتا ہے۔لاکلام مہربانی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ رہیں گی۔اور میں خداوند کے گھر میں رہوں گا۔

زبور24:معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور اس وقت کی تصنیف ہے۔جب داؤد شہر یروشلیم پر قابض ہوا۔اور اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔اور اس یعنی یروشلیم سے نظر اٹھا کر آسمانی یروشلیم کی طرف نگاہ کرتا ہے۔اور خداوند کو اس پر چڑھتا ہوا دیکھتا ہے۔

آیات 1سے 2 میں وہ کہتا ہےکہ چونکہ خداوند کل زدمین کا خالق ہے۔اور اس کی سب معموری اور اس کے رہنے والوں کا مالک ہے۔اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اہلِ یروشلیم پر چڑھے۔

آیات3سے6 میں مسیح کی روحانی بادشاہت کےرُساکی حیثیت و کیفیت بیان کی گئی ہے۔جب داؤد نے سوال کیا کہ خداوند کے پر چڑھ سکتا ہے۔اوراس کے مکان مقدس پر کون کھڑا رہ سکتا ہے۔تو اس کا جواب یہ ملا کہ جس کا ہاتھ صاف ہے۔اور دل پاک ہے۔اور اپنا دل بطلان پر نہیں لگاتا۔اور مکر سے قسم نہیں کھاتا۔

آیات 7 سے 10 میں اس بادشاہت کے اہلکار پکارتے ہیں کہ اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو اور وہ ابدی درو دروازے اونچے ہوں۔ کہ جلال کا بادشاہ داخل ہو۔اوراور جب استفسار ہوتا ہے کہ یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟تو جواب دیتے ہیں کہ وہ قوی اور قادر ہے وہ جنگ میں زور آور اور لشکروں کاخداہے۔

زبور25:یہ زبور ایک دھیانی یعنی گہری سوچ کی ایک دعا ہے۔جو کہ عبرانی حروف تہجی کے سلسلے پر ہے۔چنانچہ عبرانی حروفِ تہجی کی تعدادکے مطابق اس زبور کی 22 آیات ہیں۔جو کہ تین حصوں میں منقسم ہیں۔

حصہ اول:1 سے 7 میں داؤد اپنا بھروسہ خداوند پر ظاہر کرکے۔داؤد اپنا بھروسہ خداوند پر ظاہر کرکے ہے۔اس سے رہنمائی حفاظت اور معنی کے لیے دعا کرتا ہے۔

حصہ دوئم:آیات 8 سے 14 میں وہ خداوند کی قدرت اور صفات پر غور کرکے پھر گناہ کی معافی اور مغفرت کے لیے دعا کرتا ہے اس کو یقین ہے کہ خداوند کی راہیں۔ان کے لیے جو اس کے عہد اور اس کی شہادتوں کو یاد کرتے ہیں۔رحمت اور صداق ہیں۔

حصہ سوئم:آیات 15 سے 22 میں وہ دعوے سے کہتا ہے کہ میری آنکھیں ہمیشہ خداوند کی طرف لگی رہتی ہیں۔کیونکہ وہ میرے پاؤں کو پھندے سے نکالے گا۔اوردعا گو ہے کہ راستی اور سدھائی میری نگہبانی ہوں۔کہ مجھے تجھ سے امید ہے کہ غرض وہ تکلیف سے رہائی چاہتا ہے۔

زبور 26:یہ زبور 26 زبور سے کچھے نسبت رکھتا ہے۔داؤد اس کی پہلی تین آیات میں اپنی صداقت کا دعوٰی کرکے خداوند کے سامنے آرزو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسے آزمائے۔اور کہتا ہے کہ مجھ کو یقین ہے کہ میرا توکل خداوند پر ہے۔اور کہ میں اس کی شفقت کو یاد رکھتا ہوں۔

آیات 4 سے 7 میں اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ میں بے ہودہ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتا اور ریا کاروں کے ساتھ نہیں چلتا۔اور وعدہ کرتا ہے کہ میں شریروں کے ساتھ نہ بیٹھوں گا۔اور بے گناہی میں اپنے ہاتھ دھوؤں گا۔

آیات 8 سے 12 میں ابتدائی آیات لا کر کہتا ہے کہ اے خداوند تیری سکونت کا گھر بلکہ وہ مکان جہاں تیرا جلال رہتا ہے۔مجھ کو دل پسند آیا اور دعا کرتا ہے کہ اے خداوند میری جان کو گنہگاروں میں شامل نہ کر اور میری حیات کو خون ریز آدمیوں کے ساتھ نہ ملا۔

زبور27: آیات 1سے 2 میں داؤد خداوند پر اپنا فخر ظاہر کرتا ہے۔کہ چونکہ خداوند میری روشنی اور میری نجات ہے۔میں کسی سے خوف نہ کھاؤں گا۔اگر ایک لشکر بھی میرے خلاف خمہ زن ہو۔تو میرےدل کو کچھ خوف نہ ہو گا۔

اگر میری مخالفت میں جنگ برپا ہو جائے تو بھی میرا توکل خداوند پر ثابت رہےگا۔کیونکہ مصیبت کے وقت وہ مجھ کو چھپائے گا۔ اپنے ڈیرے کے پردے میں وہ مجھ کو پوشیدہ رکھے گا۔اور مجھ کو چٹان پر چڑھائے گا۔آیات 7 سے 14 میں وہ دعا مانگتا ہے۔کہ اے خداوند مجھ کو اپنی راہ بتا۔اور اپنے دشمنوں کے سبب اس راہ میں جو کہ برابر ہے۔یعنی ہموار ہے لے چل مجھے دشنوں کی مرضی پر مت چھوڑ آخر میں وہ اپنے آپ سے کہتا ہے کہ خداوند کی انتظاری کر اور مظبوط راہ۔

زبور28:آیات 1 سے 5 داؤد عرض کرتا ہے کہ خداوند اس کی سنےورنہ وہ ان کی مانند ہوجائے گا۔جو کہ گھڑے میں گرنے والے ہوں۔وہ نہیں چاہتا کہ خداوند اسے شریروں اور بدکاروں میں شریک و شامل کرے۔جن کے دلوں میں شر ہوتا ہے۔اپنے ہمسایہ سے سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔

آیات 6 سے 8 میں وہ خداند کو مبارک کہتا ہے کہ کیونکہ اس نے اس کی سنی اور کہتا ہے کہ کیونکہ خداوند میری سپر اور میرا زور ہے۔میرا دال نہایت شاد ہے میں گیت گا کراس کیل مدح کروں گا۔9 آیت عرض کرتا ہے کہ خداوند اپنے لوگوں کو نجات عطاکرےاور اپنی میراث کو برکت بخشےان کی رعایت فرمائیں اور ان کو ہمیشہ تک سرفرازرکھے۔

زبور29: آیت 1 سے 2 میں داؤد والے لوگوں کی توجہ خداوند کی قدرت اور جلال کی طرف یہ کہہ کر معطوف کرتا ہے۔کہ خداوند کی قدرت اور اس کے جلال پر لحاظ کرو۔اور حسنِ تقدس سے اسے خداوند کو کرو۔

آیات 3 سے 9 میں وہ خداوند کی تعریف کرتا اور کہتا ہے کہ وہ بانیوں میں ہے۔اور زورآور اور جلالی ہے۔اور وہ لبنان کی دیودارو کو توڑتا ہے۔اور انہیں بچھڑوں کی مانند کوداتا ہے۔اور لبنان اور سریوں کے جوان بھینسوں کی مانند۔اس کی آوز آگ کے شعلوں کو چیرتی ہے۔دشت کو لرزاتی ہے۔اس سے ہرنیوں کے پیٹ گرتے ہیں۔اور وہ جنگلوں کوصاف کرتا ہے۔خداوند ہمیشہ کے لیے سلطنت کے تخت پر بیٹھا ہے۔اور اپنے لوگوں کو زور بخشتا ہے۔اور ان کو سلامتی کی برکت دیتا ہے۔

زبور 30: داؤد کا زبور جو کہ گھر کو مخصوص کرنے کے وقت گایا جاتاہے۔وہ اس میں خداوند کی تعظیم کرتا ہے۔اوراس کے سرنامے سےمعلوم ہوتاہے کہ یہ زبور یہ کسی گھر کی مخُصوصیت کے وقت گایا گیا۔ممکن ہے کہ ہیکل یا داؤدکے شاہی محل کی مخصوصیت پر گایا ہو۔لیکن اس سے یہ بات ظاہر نہیں ہے کہ داؤد اس کو ایسے موقع کے لیے تصنیف کیا تھا دبلکہ ایسے موقع کے لیے مخصوص کیا گیاہے۔داؤد اس میں خداوند کی تعظیم کے اوصاف یوں بیان کرتا ہے۔

(1) آیت اول میں اس کی سرفرازی کےلیے کہ اس کے دشمنوں کو موقعہ نہیں ملا کہ کہ وہ اس پر خوشی کریں۔اور یہ گویا اس کی دعا کے جواب میں تھا۔

(2) آیات 2سے3 سےف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیماری میں وقت نزاع خداوند نے اس کی شفاعت کی یا یہ کہ وہ اپنی گنہگاری اور بدکرداری کے سبب غم میں مبتلاتھا۔اور خداوندنےاسے معافی بخشی چنانچہ وہ چوتھی آیت میں سب مقدسوں کو طلب کرتا ہے کہ خداوند کی تعظیم کریں۔اور کہتا دکہ اس کی قدوسیت کی یاددگادری میں اس کا شکر ادا کرو۔

آیات5 سے 12 میں خداوند کے رحم اور مہربانی کی تعریف کرتا ہے۔

زبور31: داؤد تکلیف اور مصیبت کی حالت میں خود کو خداوند کے سپرد کرتا ہے۔اور اس کاایمان اس کو سنبھالتا اور خداوند کے چہرے کی روشنی اس کو نجات بخشتی ہے اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1سے 8 میں وہ اپنا توکل خداوند پر ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خداوند تو میری چٹان اور میرا گڑھ ہے۔اپنے نام کے لیے تو میری رہبری ا ور رہنمائی کر۔

حصہ دوئم: آیت 9 سے 18 میں وہ اپنی محتاجی پر زور دیتا اور کہتا ہے کہ میری نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں اس شخص کی مانند ہوں جو کہ مرا اور اسے کوئی یاد میں لائے میں ٹوٹے ہوئے باسن کی مانند ہوں۔اور دعا کرتا ہے کہ خداوند اسےئ شرمندہ نہ ہونے دے

حصہ سوئم:آیات19 سے 24 میں وہ خداون کے احسان کے لیے اس کی بڑی تعریف کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ اے خداوند تیرا کیا ہی مجھ احسان ہے۔جو تو اپنے ڈرنے والوں کے لیے۔چھپائے رکھتا ہے۔اور خداوند کے سب مقدس لوگوں کو کہتا ہے کہ اس سے محبت رکھو کہ خداوند دینداروں کا نگہبا ن ہے۔اور مغروروں کو بدلہ دیتا ہے۔تب ان سب کو تاکید کرتا ہے کہ وہ جو خداوند سےامید رکھتے ہیں۔زور پکڑیں۔تو وہ ان کے دلوں کو مظبوطی بخشے گا۔

زبور32: خیال ہے کہ یہ زبورداؤد نے اس وقت لکھا جب جب کہ اس کو معلوم ہواکہ خداوند نے حتی اوریا اور بنت سبع کی نسبت اس کا گناہ معاف کر دیا۔یہ زبور مشکیل داؤد کہلاتا ہے۔زبور کی کتاب میں 13 زبور اس نام کے ہیں اس لفظ کے ٹھیک معنی معلوم نہیں بعض کہتے ہیں اسف کے معنی تعلیمی زبور کے ہیں۔اور بعض دھیانی زبور۔بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی عقلمندی کے ہیں۔اور بعض خیال کرتے ہیں کہ اس کے راگ بہت ہی عجیب اور علمِ موسیقی کی رو سے بہت ہی عمیق و عاقلانہ ہیں۔اور یہ کہ یہ نام صرف راگ سےہی نسبت رکھتا ہے۔یہ زبور نادمی زبوروں میں سےدوسرا زبورہے۔چھٹا زبور پہلا نادمی زبور ہے۔

پہلے زبور سے ظاہر ہے کہ اس شخص کی مبارکبادی کامل ہے۔جس نے گناہ نہ کیا ہو۔اور زبور 22 کی پہلی آیات سے معلوم ہوتاہے کہ وہ شخص بھی جس نے گناہ کے بعد سچی اور اصلی توبہ کی ہے۔وہ مبارک ہے۔چنانچہ آیت 1 میں ذکر ہے کہ مبارک ہے وہ جس

گناہ بخشاگیا۔اور خطا ڈھانپی گئی۔5ویں آیت میں وہ خداوند سے مخاطب ہو کرکہتا ہے کہ میں نے تیرے پاس اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ میں نے اپنی بدکاری نہیں چھپائی۔میں نے کہا کہ اپنے خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کروں گا۔سو تونے میری بد ذاتی کا گناہ دیا ہے۔

آیات 8 سے 9 خداوندااسے فرماتا ہے کہ میں تجھے تعلیم دوں گا۔اور تاکید کرتاہے کہ تو گھوڑوں اور خچروں کی مانند نہ ہو جن کی رہنمائی باگ اور لگام سے کی جاتی ہے۔گیارہویں آیت میں وہ صادقوں کو تاکید کرتا ہے۔کہ خداوند کے سبب خوش ہو اور شادمانی کرو اورتم جو راست دل ہو خوشی سے چلاؤ۔

زبور 33:آیت 1 سے 3 میں صادق طلب گار ہیں کہ خداوند کی حمد کریں۔اور بربط کو چھڑتے ہوئے اس کی ستائش کریں۔اور اس کے

لیے ایک نیا گیت گائیں۔کیونکہ

(1) 33زبور1 آیت حمد کرنا سیدھے لوگوں زیب دیتا ہے۔

(2) 33 زبور 4 سے 5 آیت خداوند کاکلام سیدھا ہے۔اور اس کے سب کام باوفا ہیں۔

(3) وہ دنیا کا خالق ہے۔جو اس نے کہا وہ ہو گیا۔اس نے تو سب کچھ برپا ہوا۔

(4) 33 زبور 12 سے 19 آیت میں وہ آسمان پر سے دیکھتا اور سب بنی نوع انسان پر نگاہ کرتا ہے۔

(5) 33 زبور 20سے22 آیت داؤد صادقوں کی رضامندہ ظاہرکرتا ہے۔اور ان سب کی طرف سے عرض کرتا ہے کہ اے خداجیسا کہ ہمیں تجھ پر توکل ہے۔ویسے ہی تیری رحمت ہم پر ہو۔

زبور34:اس کے سرنامہ سے معلوم ہوتاہے کہ داؤد یہ زبور اس وقت تصنیف کیا جب ابی ملک یعنی 21کے حضور اس نے اپنی وضع بدلی آپ کو دیوانہ بنایا پہلا سموئیل21 باب 10سے 15 آیت۔

یہ زبور 25 زبور کی طرح عبرانی حروفِ تہجی پر ہے۔آیت 1 سے 10 میں داؤد خداوند کی ستائش کرتا ہے۔اوروں کو بھی طلب کرتا ہے۔کہ وہ اس کے ساتھ مل کر خداوند کی ستائش کریں۔اور بڑائی کریں۔اور مل کر اس کے نام کو سرفراز کریں 8ویں آیت ایک دعوتِ عام کا اشتہار دیتا ہے۔آؤ چکھو کہ دیکھو کہ خداوند مہربان ہے۔وہ! جس کا بھروسہ اس پر ہے وہ مبارک ہے۔

9 ویں آیت میں وہ اس کے مقدسوں کو کہتاہے کہ خداوندسے ڈرو کیونکہ جو اس سے ڈرتے ہیں۔انہیں کچھ کمی نہیں۔

آیات 10سے 22 ایک استادد کی حثییت میں لڑکوں کو بلاتا ہے کہ آؤ اور میری سنو میں تمہیں خدا ترسی سکھاؤں گا۔اور خداوند کے خوف کے اوصاف بیان کرکے کہتا ہے کہ وہ جو زندگی کا مشتاق ہے۔اور بڑی عمر چاہتا ہے۔چاہیے کہ اپنی زبان کو بدی سے اور اپنے لبوں کو دغا کی بات بولنے سے باز رکھے۔پھر نصیحت کرتا ہے کہ بدی سے بھاگ نیکی کر اور سلامتی کو دڈھوند کہ خداوند کے نزدیک ہے۔وہ جو شکستہ اوران کوجوخستہ جان ہیں بچاتا ہے۔

زبور35:معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور اس وقت کی تصنیف ہے جب ساؤل داؤد کا دشمن بن گیا۔اوراس کو رگیدتاتھا۔کہ اسے جان سے مارے۔آیت 1 سے 8 داؤد خود کو خدا کے سپرد کرکے عرض کرتا ہے کہ خداوند ان سے جھگڑے جو اس سے یعنی داؤد سے جھگڑتے ہیں۔اور ان لڑے جو اس سے لڑتے ہیں۔وہ اس سبب سے کہ ساؤل خداوند کا مقرر کیا ہوا تھا۔اسے مارنا نہ چاہتا تھا۔پہلا سموئیل 22باب 5

11 آیت۔

آیات 9 سے 10میں وہ رہائی پر خداوند کی شکر گزاری کرتا ہے۔اور 11 سے 21 میں اپنی عصمت کا دعویٰ کرکےخداوند سے عرض پرداز کہ اس کو ان سب دشمنوں سے بچائے کہ جو سلامتی کی باتیں نہیں کہتے۔بلکہ ملک کے سلیم طبع لوگوں پر مل کر منصوبے باندھتے اور مجھ پر منہ پسارتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ آہا۔ہاہا۔آہا۔ہاہا۔ہماری آنکھوں نے یہ دیکھا ہے۔یعنی میری رسوائی۔

آیات 22 سے 28 میں وہ پھر عرض کرتا ہے کہ خداوند اس سے دور نہ ہو۔بلکہ اپنی صداقت کے مطابق اس کا انصاف کرے۔

زبور 36: خداوند کے بندے داؤد کا زبور۔ہم ان زبوروں کو دل جمعی و بغیر کسی شک وشبہ کے استعمال کرسکتے ہیں۔کیونکہ ان کا مصنف خداوند کا بندہ ہے۔اس کی پہلی 4 آیات داؤدظاہر کرتا ہے۔کہ شریروں کی شرارت ان کی دہریت کی وجہ سے ہے۔وہ خداکا خوف اپنے دلوں میں نہیں رکھتےسو وہ بدی اور بدکرداری میں ترقی کرت ہیں۔

آیات 5 سے 9 میں وہ خداوند کی ماہیت کے جلال کی تعریف کرتا ہے۔کہ اس سے خداوند انسان کو فیض پہنچاتا ہے۔اور 10 سے 12 میں وہ برکت اور حفاظت کے لیے دعاگو ہے اور یقین سے کہتا ہے کہ خدا ضرور بد کرداروں کو گرادے گا۔

زبور 37:یہ زبور بھی حروفِ تہجی کے سلسلہ ہر ہے۔اس میں خاصیت یہ ہے کہ اس میں اکثر حروف دو شعروں کے شروع میں میں آئے ہیں۔اس حساب سے اس میں کل 40 شعر ہیں کیونکہ چند ایک حروف سے صرف ایک ہی شعر شروع ہوا ہے۔اور ہر ایک خاص پات پیش کی گئی ہے۔مثلاً (الف) کا شعر صرف اتنا مطلب بیان کرتا ہے کہ تو شریروں سے مت کڑھ اور (بتھ) کا کہ پر توکل رکھ ہر ایک حرف سے ایک نئی بات شروع ہوتی ہے۔اس طرح اس زبور میں 22 باتیں ہیں۔اور وہ چار حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:آیات 1 سے 11 میں یہ تعلیم ہے کہ کڑکڑاہٹ دور اورایمان میں مظبوط رہنا چاہیے۔

حصہ دوئم:آیات 12 سے 20 میں بیان ہے کہ شریروں کی فتح کی خوشی چندروز ہے۔اور جلد اختتام کو پہنچتی ہے۔

حصہ سوئم:آیات 21 سے 31 میں ذکر ہے کہ راستبازوں کا اجر یقینی اور دائمی ہے۔

حصہ چہارم:آیات 32 سے 40 میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ نیکو کاروں اور شریروں کے انجام میں بہت فرق ہے۔

زبور 38: نادمی زبور کے سلسلے میں یہ تیسرا زبور ہے۔زبور کی کتاب میں سات یعنی زبور نمبر 6 ، 32 ، 38 ، 51 ، 102 ، 103 اور 143 نامی زبور ہیں۔داؤد کا یہ زبور تذکیر یعنی یاد دلانے کے واسطے ہے۔اور یہ تین حصوں میں تقسیم ہے۔

حصہ اول:آیات 1 سے 8 میں داؤد اپنی جسمانی تکالیف اور درد و دروں خداوند کے آگے پیش کرتا ہے۔8 ویں آیت میں وہ کہتا کہ میں بے تاب ہو گیا ہوں اور دل کی گھبراہٹ سے چلاتا ہوں۔

حصہ دوئم:آیت 9 سے 14 داؤد خداوند کے آگے فریاد کرتا ہے۔کہ ادے خدا میرے دوست اور آشنا میری تکلیف کے وقت مجھ سے الگ کھڑےرہے۔اور میرے رشتے دار مجھ سے دور جاکھڑے ہوئے۔یہ زبور غالباً ان دنوں کی یاد میں ہے۔جب داؤد ابی سلوم بھاگا تھا۔اور اس کی اس حالت میں اسکے جانی دوست اور رشتے داروں نے بھی اسے چھوڑ دیا۔

حصہ سوئم:آیات 15 سے 25 میں وہ خداوند سے رہائی کی درخواست کرتا ہے۔اور عرض کرتا ہے کہ وہ اس کو ترک نہ کرے۔اوراس سے دور نہ رہے۔اور کہتا ہے کہ اے خدا میرے نجات دینے والے میری مدد کے لیے جلدی کر۔داؤد کی اس وقت کی حالت ایوب کی حالت کے برابر ہے۔

زبور 39:یہ زبور 38 زبور سے ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔تو اس میں مندرجہ ذیل چار خاص باتیں ہیں۔

(1) آیات 1سے 3 میں داؤد ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ارادہ تھا کہ چپ ہو رہے۔لیکن جب اس نے اپنی حالت شریروں کی سی دیکھی تو وہ بے اختیار ہو گیا۔اور خاموشی قائم نہ رکھ سکا۔

(2) آیات 4 سے 6 میں وہ دعا کرتا ہےکہ اے خداوند مجھو کو بتا کہ میرا انجام کیا ہے؟اور میری عمر کتنی ہے؟تاکہ میں جانوں کہ اس کی کتنی مدت ہے؟گویا وہ اپنے آپ کو تیار و آراستہ کرنا چاہتا ہے۔

(3) آیات 7 سے 9 میں وہ کہتا ہے کہ میری امید صرف یہواوہ پر ہی ہے۔سو وہ اس سے عرض کرتا ہے۔مجھ کو میرے سارے گناہوں سے نجات دے۔اور مجھ کو جاہلوں کی طرح تنگ نہ کر۔

(4) آیات 10سے 13 میں وہ خداوند کی رہنمائی کا خواہشمند ہے۔اور کہتا ہے کہ اے خداوند میری دعا سن۔اور میرے نالے پر کان دھر۔میرے آنسوں دیکھ کر چپ نہ رہ کیونکہ تیرے سامنے میں پردیسی اور اور اپنے سارے باپ دادوں کی مانند مسافر ہوں۔

زبور 40 اس کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول:آیت 1 سے 11 داؤد مندرجہ ذیل باتیں پیش کرتاہے۔

(اُ) ا سے 3 آیت میں وہ کہتا ہے کہ میں نے صبر سے خداوند کی انتظاری کی۔اور وہ میری طرف مائل ہوا۔اس نے میری فریاد سنی اور مجھے ہولناک گھڑے اور دلدل کی کیچ سے باہر نکالا۔اس نے میرے پاؤں چٹان پر رکھے اور ان کو ثابت قدمی بخشی۔

(ب) 4 سے 5 آیت اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خداوند پر بھروسہ رکھنا انسان کی مبارکبادی کا ایک خاص سبب ہے۔

(ج)6 سے 8 آیت میں وہ کہتا ہے کہ خداوند انسان سے ہدیا اور ذبح طلب نہیں کرتابلکہ اس کی شخصیت کا خواہش مند ہے۔

(د) 9 سے 11 آیت میں وہ کہتا ہے کہ یہ بہت ہی مناسب ہے کہ خداوند کی صداقت اور اس کی خوبیوں ہم اپنے میں چھپا نہ رکھیں بلکہ جماعت میں ان کی بشارت دیں۔

حصہ دوئم آیات 12 سے 17 میں وہ فریاد کرتا ہے کہ دشمن متواتر اس کا پیچھا کرتے اور متواتر اس کو تنگ کرتے ہیں۔سو وہ خداوند محافظت کاخواہشمند ہے۔اور اس کاشکریہ ادا کرتا ہے۔

زبور 41:آیات 1سے 3 داؤد ظاہر کرتا ہے کہ وہ شخص مبارک ہے جو مسکین کا فکر رکھتا ہے۔خداوند بیت کے وقت اس کو رہائی دے گا

آیات 4 سے 9 میں داؤد بحالی کے واسطے دعا کرتا ہے۔اور دشمنوں کے خلاف ایک شکوہ بیان کرتا ہے۔

آیات 10 سے 12 وہ انپا منہ دشمنوں کی طرف سے پھر کر خداوند طرف متوجہ ہوتا ہے۔اور اس کی رحمت چاہتا ہے۔اور اپنی دیانتداری کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

13 ویں آیت میں وہ خداوند کی تمجید مین یہ کہتا ہے کہ خداوند اسرائیل کا خداازل سے ابد تک مبارک ہے۔آمین ثم آمین۔

باب سوئم

زبور کی دوسری کتاب

زبور 42 سے72

سوال11: زدبور کی دوسری کتاب کی کفیت بیان کرو۔

جواب:زبور کی دوسری کتاب 31 یعنی 42 سے 72 زبور ہیں۔کہ غالباً سلیمان کی ہیکل کی عبادت کے لیے۔تالیف ہوئے تھے۔ان میں 8 یعنی 42 سے 49 بنی قرع کے ہیں۔

50 واں زبور آصف کا ہے۔18 یعنی 51 سے 65 اور 68 سے 70 زبور کے ہیں۔زبور 66 ، 67 اور 71 گمنام ہیں۔اور زبور 72 سلیمان کا ہے۔اس کتاب کی یہ خاصیت ہے کہ اس کسی نا معلوم وجہ سےلفظ ایلوہیم بجائے یہواہ کے بکثرت

استعمال ہوا ہے۔زبور پہلی کتاب میں لفظ یہواہ 72 دفعہ اور ایلوہیم 15 دفعہ استعمال ہوا ہے۔اور دوسری کتاب میں لفظ ایلوہیم 6سے 7 دفعہ استعمال ہو ہے۔اور یہواہ 74بار استعمال ہوا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں کئی ایک قابل اور قادرِ کلام شاعروں کی فکر رسا کے نتائج ہیں۔جن کی مفصل کیفیت پر حتی المکان غور کریں گے۔اوپر ذکر ہوا ہے کہ اس کتاب کے 31 زبوروں میں سے 8 زبور بنی قرع اب دریافت کرنا چاہیے کہ یہ بنی قرع کون تھے؟اور ان زبوروں کی خاص وجہ اور موقعہ کیا تھا؟

خروج 6 باب 16 آیت سے معلوم ہوتاہے کہ بنی لاوی جیر سوم مراری اور قہات تھے۔اور اس باب کی 18ویں آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بنی قہات امرام۔اور از ہار اور اڑئیل تھے۔پھر 21 ویں آیت سے ظاہر ہے کہ بنی اظہار تعرع نفج اور ذکری تھے چنانچہ قرع بن قہات بن لاوی تھے۔

گنتی 16 باب 1 سے 35 آیت میں ذکر ہے کہ یہ وہ قرع ہے جس نے داتن اور ابیرام کے مل کر موسیٰ کے ساتھ فتنہ سازی کی تھی۔اور عجیب طرح مارا گیا۔اور گنتی 26 باب اور 11 آیت سے ظاہر ہے کہ قرع کے لڑکے اس ہلاکت سے محفوظ رہے۔اور چونکہ وہ لاوی تھے۔اور گانے۔بجانے میں کافی دسترس رکھتے تھے۔داؤد نے ہیکل کی عبادت کے لیے مقرر کیا۔چنانچہ پہلی تواریخ باب 16 ، 17 ، 19 اور 25 آیت۔میں ذکر ہے کہ جب داؤد نے یروشلیم میں عہد کے صندوق کے لیے جگہ تیار کی تواس نے لایوں کے سرداروں کوفرمایا کہ اپنے بھائیوں میں سے گھانے والوں کو مقرر کریں۔کہ موسیقی کے سازیعنی بربطیں کنارتیں اور منجیر بجاوے اور بلندآواز سے گھائیں سو لایوں نے ہمیان بن یوئیل کو اور اس کے بھائیوں میں سے آصف بن برقیا کو اور بنی امراری میں سے ایتان کو مقرر کیا۔اور ان کے سادتھ کئی ایک اور بھی تعینادت ہوئے اور عہد کے صندوق کو اوبیدادوئم کے گھر سے نکال یروشلیم میں بخوشی چڑھائیں۔اور پہلی تواریخ 25 باب 1 آیت سے ظاہر ہے کہ داؤد اور لشکر کے سرداروں نے آصف اور ہیمان یدوتن کے بیٹوں میں سے بعض کو عبادت کے لیے تعین کیا۔اور بربطوں اور کنارتوں اور جھانجوں سے نبوت کریں۔اس باب کی 5 ویں آیت میں ہیمان بادشاہ کا غیب بین بتلایا گیا ہے۔اور ذکر ہے کہ ہیمان کے بیٹے خدا کے معاملوں مین سینگ بلند کرنے کو تھے

سینگ کا باجا زور سے اور بلند آواز سے بجاتے تھے۔اور خدا اس کو 14 بیٹے اور 3 بیٹاں دییں۔اور وہ اپنے پاپ کی صلاح و ہدایت مطابق خداوند کے گھر میں جھانجھ ، بربط اور کنارت سے گانے کو حاضر تھے۔کہ خدا کے گھر کی خدمت کریں۔جیسا کہ ہیمان یدوتوں اور آصف کو خداوند کی طرف سے حکم ہوتا تھا۔پہلی تواریخ 6 باب 31 سے 32 آیت میں مرقوم ہے کہ یہ وہ ہیں جنہیں داؤد نے بعد اس کے کہ آرائگاہ میں پہنچا۔گانے والوں کے گروہوں پر مقرر کیا۔سو وہ خیمہ کے مسکن کے آگے جب تک کہ یروشلیم میں سلیمان نے خداوند کا گھر تعمیر نہ کیاوہ گانے کی خدمت کرتے تھے۔اوراپنی اپنی باری پر خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔6 باب 23 آیت میں مرقوم ہے کہ وہ جو اپنے لڑکوں سمیت خدمت گزاری کرتے تھے۔یہ ہیں بنی قہات میں ہیمان سرودی اور 6 باب 43 اور 44 آیتسے ظاہر ہے کہ آصف لاوی کے بیٹے جیرسوں سے نکلا اور ایتان مراری کے خاندان میں سے تھا۔یہ سب کے سب لاوی تھے۔ملعوم ہوتا ہے کہ جب ضرورت پڑی تو انہوں نے موقعہ کے مطابق ملہم ہو کرزبور تصنیف کیے۔

سوال 12:دوسری کتاب کے بنی قرع کےآٹھ زبوروں کی تفصیل کرو۔

جواب:زبور 42اور43 کی ترکیب اور ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں یہ ایک ہی زبور تھا۔زبور 42 کا سرنامہ یہ ہے کہ سردار معنی کے لیے بنی قرع کا مشکیل جب کہ زبور 43 کا بلکل کوئی سرنامہ نہیں۔یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔کہ زبور 43 زبور 42 کا تیسرا حصہ ہے۔یہ دونوں زبور 42 اور 5 آیت کے ان الفاظ سے تینوں حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔کہ میرے دل تو کیوں گرا جاتا ہے اور تو میرے میں کیوں بے آرام ہے۔خداپر بھروسدہ رکھ کہ میں آگے کو بھی اس کی ستائش کروں گا۔کہ اس کا چہرہ نجات دینے والا ہےان زبوروں کا حصہ اول زبور 42 1سے 5 میں ہے کہ جس میں مصنف خدا کی حضوری کے لیے۔ایک ہرنی کی طرح جو کہ پانی کے سوتوں کی پیاسی ہو۔پیاسا اورآرزومند ہے۔اب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف گانے والوں میں سے تھا۔اور ان دنوں یروشلیم سے دور اور ہیکل کی عبادت سے محروم تھا۔اور عید کے ایام میں اس گروہ کے ساتھ جو کہ خوشی کی آواز سے گاتا ہوا اور شکر گزرای کرتا ہوا خداوند کے گھر کو جاتا تھا۔شریک و شامل نہ ہو سکا۔

اس کے حصہ دوئم یعنی آیات 6 سے 11 میں مصنف اپنی حالت پر غور کرتا اور خدا سے فریاد کرتا اور کہتاہے۔کہ سے میرے خدا میرا جی گرا جاتا ہے۔میں پروں کی زمین میں اور حرموں میں کوہِ مصفاپر تجھے یاد کروں گا۔گو وہ ہیکل میں عبادت نہ کرسکا۔تو بھی یہاں کہی ہے خدا کو یاد کرتا ہے۔

حصہ سوئم: یعنی زبور 43 میں دعا کرتاہے۔کہ خداوند اس کو اس کے دشمنوں سے رہائی بخشے تاکہ وہ پھر بدستور عبادت میں شریک ہو سکے اور کہتا ہے کہ تب میں خدا کے مذبح کے پاس خداکے حضور کمال خوشی سے بربط بجا کر ستائش کرتا ہوا جاؤں گا۔اس حصے کی پانچویں آیت میں وہ اپنے جی کو تقویت دے کر کہتا ہے کہ اے میرے جی! تو کیوں گرا جاتا ہے۔اور تو مجھ میں کیوں بے آرام ہے۔خداوند پر توکل کر کہ میں آگے کو بھی اس کی ستائش کروں گا۔جو میرے چہرے کی نجات اور میراخدا ہے۔

زبور 44:بنی قرع کا مشکیل جو جی سردار مغنی کے سپرد کیاگیا۔خدا کے حضور میں گایا جائے۔اس میں بنی قرع بنی اسرائیل کا وکیل ہو کر بیان کرتا ہے کہ گو اسرائیل کی صداقت اور وفا داری مستقل رہی تو بھی خدا نے ان کو مصائب میں گرفتار کیا۔اور وہ خدا کی مہربانی کا طلب گار ہے۔

اس زبور میں پانچ مختلف باتیں ہیں۔

(1) آیات 1سے 3 میں وہ خدا کو یاد دلاتا ہے۔کہ سابق زمانہ میں باپ دادوں کی شہادت کی وجہ سےاس نے اس کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اس ملک سے قوموں کو نکال کر انہیں بسایا۔

(2) آیات 4 سے 8 میں وہ خدا کو اپنا بادشادہ تسلیم کرکےدعوے کرتا ہے۔کہ اس کی مداد سے میں اپنے دشمنوں کو دھکیل دوں گا۔اور اس کے نام سے ان کو جو مجھ پر چڑھتے اور حملہ کرتے ہیں۔پامال کروں گا۔نیز وہ وہ یہ بھی گمان رکھتا ہے کہ خداوند خود بغیران کی مدد کےبچانے والا۔اور کہتا ہے کہ وہ ان کو جو ہم سے کینہ رکھتے ہیں، رسوا کرتاہے۔کہ ہم ابد تک اسی کی ستائش کریں گے۔

(3) آیات 9 سے 16 میں وہ خدا کے سامنے فریادد کرتا ہے کہ وہ گزشتہ کی طرح ان کی مدد نہیں کرتا۔اس نے ان کو ترک کر رکھا ہے۔اور ان کو ان کے دشمنوں کے آگے بھگا دے گا۔اور مفت میں بیچ ڈالا ہے۔اور ہم کو قوموں کے درمیان ضرب المثل کیا ہے۔

(4) آیات 17 سے 22 میں اسرائیل دعوے کے کہتے ہیں کہ ہم ایسے سلوک کے سزاوار نہ تھے۔کیونکہ ہم خدا کو نہیں بھولے۔اور اس کے عہد میں بے وفائی نہیں کی بلکہ ہم خدا کے لیے سارا دن مارےجاتے ہیں۔اور ذبح کی ہوئی بھیڑوں کی مانندگنے جاتے ہیں۔

(5) 23 سے 26 آیات میں وہ سب مل کر عرض کرتے ہیں۔کہ خدا جاگے اور بے دار ہو۔اور ان کو ہمیشہ کے لیے ترک نہ کرے۔نیز وہ ایک سوال بھی کرتے ہیں۔کہ۔وہ اپنا منہ کیوں چھپاتاہے؟اور اس ظلم کو جو ہم پرہوتا کیوں بھلا دیتا ہے۔آخر میں عرض بھی کرتے ہیں۔و ہ اپنی رحمتوں کے واسطے ان کو رہائی دے۔

زبور45: بنی قرع کا مشکیل یعنی غزل معشوقوں کی بابت جو سوسنوں کے سر پر گائی جائے۔اس میں دلہا اور دلہن کی تشبیہ سے مسیح اور کلیسیا کے مبارک اتحاد کا تصور دلایا گیا ہے۔اس کی پہلی آیت تمہیدی ہے۔اس مصنف وجہ تصفنیف بیان کرتا ہے۔آیات 2سے 9 میں وہ بادشاہ کا حسن،عزت ،جلال اور صداقت ظاہر کرتا ہے۔اور اس کی شاہانہ خوبیوں اور اوصافِ کاملہ کا بیان کرکے تاکید کرتاہے۔کہ وہ اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔اور سچائی، ملائمت اور صداقت کےواسطے آگے بڑھے۔اور کہتا ہے کہ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھائے گا۔

آیات 10 سے 12 میں مصنف دلہن کی طرف مخاطب ہو کر تاکید کرتا ہے کہ اے بیٹی سن سوچ اور اپنا کان ادھر لگا۔اپنے لوگوں اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔غرض کہ کلیہ مخصوصیت طلب کیا گیا ہے۔آیات 13 سے 15 میں وہ آراستہ دلہن خوشی اور شادمانی کے ساتھ دولہا کے ساتھ پہنچائی جاتی ہے۔اوروہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوتی ہے۔

آیات 16 سے 17 میں مصنف بادشاہ کو کہتا ہے کہ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے قائم مقام ہوں گے۔اور تو ان تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔اور سب لوگ ابدالاباد تیری ستائش کریں گے۔زبور46 ، 47 اور 48 بنی قرع کے یہ تین زبور جوکہ بنی اسرائیل کی ایک خاص رہائی کی یاد گار اور اس کی شکر گزاری میں تصنیف ہوئے۔جو کہ باسلسلہ ہیں۔زبور 46 میں یہ حقیقت پیش ہے کہ یروشلیم کی حفاظت کی وجہ اس میں خدا کی حضوری تھی۔زبور 47 خدا کی تعریف ہے۔کہ وہ مہیب ہے۔اور تمام زمین کے اوپر بادشاہ عظیم ہے۔اور زبور 48 میں بیان ہے کہ یروشلیم کی فوقیت اس سبب سے کہ یہواہ اس میں بودو باش کرتا ہے۔اور کہ وہ شاہِ عظیم کا شہرہے۔بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ زبور اس وقت تصنیف ہوئےحزقیا نے خداوند سے دعاد مانگی۔اور شاہِ اسور سنہریب سے بچ گیا۔دوسرا سلاطین 19 باب 24 سے 37 آیت۔اگر یہ خیال درست ہے تو ان زبوروں کی تالیف کا وقت جیسا کہ بعض مصنفوں کا گمان ہے۔زمانہ سلیمان ہو سکتا ہے۔ان تینوں زبوروں کی تفصیل اس طرح ہے۔زبور 46 کی پہلی تین آیات میں یقین دلایا گیا ہے کہ اگر خداوند موجود ہو تو زمین کے انقلابات سے کچھ بھی خوف و خطر نہیں ہو سکتا۔

آیات 4 سے7 میں شہر یروشلیم کی حفاظت کا سبب یوں بیان کیا گیا ہے۔کہ خدا اس کے بیچو بیچ ہے۔سو اس کو ہر گز جنبس نہ ہو گی۔اور اہلیانِ شہر کمال خوشی اور اطمنان سے بودو باش کریں گے۔

آیات 8سے 11 میں تاکید ہے کہ خدا کی کاروائی پر غور کیا جائے۔اور 10 ویں آیت میں خدا فرماتا ہے کہ تھم جاؤ۔اور جانو کہ میں خدا ہوں۔میں قوموں بلند اور زمین پر سر بلند ہوں گا۔

زبور47:میں بنی قرع سردار مغنی کی معرفت سب لوگوں کو طلب کرتا ہے۔کہ تالیاں بجائیں۔اور کہتا ہے کہ خوشی کی آواز سے خداوند حضور نعرہ مارو۔اس کی پہلی چار آیات میں ایک دعوتِ عام ہے۔کہ۔یہواہ کو جو کہ کل دنیا کا بادشاہ ہے۔ستائش کروکہ وہ خوشی سے للکارتے ہوئے۔اوپر چڑھاوہ سب جہانا اک بادشاہ ہے۔سو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر اس کی ستائش کلے گیت گائیں۔

آیات 8 سے 9 ظاہر کرتی ہے کہ دنیا کی سب اقوام خدا کی عالمگیر حکومت کو تسلیم کرکے ابراہام کےخدا کے لوگوں کے ہمراہ جمع ہوئی ہے۔ہیں۔

زبور48: میں بنی قرع صیحون کی خوش نمائی اور جلال کی تعریف کرتے ہیں۔اس کی پہلی دو آیات وہ یہواہ کی بزرگی تعریف کرکےکہتے ہیں کہ وہ اس قابل ہیں کہ ہمارے خدا کے شہر میں اس کے مقدس پہاڑ پر اس کی ستائش بہت طرح سے کی جائے۔اور اس کے کی تعریف تمام زمین پر ہو۔

آیات3 سے 8 میں وہ کہتے ہیں کہ یہواہ کاجلال اس شہرمیں اس قدر موجود تھا۔کہ دشمن دیکھ کر فوراً دنگ ہوئے۔اور گھبرا کر بھاگ گئے۔آیات 9 سے 14 میں وہ بیان کرتا ہے کہ اس رہائی کا ان پر کیا اثر ہونا چاہیے۔یعنی یہ کہ وہ اس کی ہیکل میں خدا کی مہربانی پر غور کرکے اس کی عدالتوں کے سبب خوشی کریں۔نیز چاہیے۔وہ اس شہر پر خوب اپنادل لگائیں۔تاکہ آنی والی پشتوں کواس کی خبر دینے قابل ہوں گے۔اور بتا سکیں کہ یہ خدا ابدالآبادتک ہمارا خدا ہے۔اور مرتے دم تک ہماری ہدایت کرے گا۔

زبور49:بنی قرع کا زبورپہلی چار آیادت میں دیباچہ ہے۔جس میں سب امتیں طلب کی گئیں ہیں۔کہ کان لگائیں اور سنیں۔کیونک وہ ایک راز کی بات پیش کرنا چاہتے ہیں۔اور وہ راز یہ ہے کہ دولت انسان کی بہبود کے لیے لاحاصل ہے۔کسی فضول شخص کو مقدور نہیں کہ وہ بھائی کو اس کا کفارہ دے کر چھڑا سکے۔چنانچہ آیات 5 سے 13میں وہ دعوے سے کہتے ہیں کہ مصیبت کے ایام میں دولت بالکل بے سود اوربے اثر ہے۔کیونکہ دولت بھی اوروں کی طرح مرتےہیں۔اور اپنی دولت اوروں کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔

آیت 14 سے 15 میں متمول ملحدین کی کیفیت پیش کرکے اس کا دینداروں کی آخری حالت سے مقابلہ کرتا ہے۔یہ دو آیات بہت ہی غور طلب ہیں۔ان میں ذکر ہے کہ بے دین دولتمند بھیڑوں کی طرح پاتال میں ڈالے جاتے ہیں۔اور کہ موت انہیں چیر جائیں گی۔راستکار صبح کے وقت ان پر مسلط ہوں گے۔اوران کا جمال پاتال ہی کھولے گا۔

اور ان کا کوئی گھر نہ رہا۔لیکن اپنی بابت وہ یقین سے کہتا ہے کہ خداوند میری جان پاتال سے چھڑا دے گا۔اور مجھے لے رکھے گا آیات 16 سے 20میں وہ ایک تاکید کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی دولت مند ہونے لگے۔تو یہ خوف و ہراس کا

باعث نہیں۔لوگ اس کی تعریف کریں گے۔مگر موت کے وقت وہ کچھ ہمراہ نہ لے جائے گا۔اس کی شوکت اس کے پیچھے قبر میں نہ اترے گی۔آخری آیت میں ذکر ہے کہ وہ انسان جو حشمت والے ہیں مگر بے سمجھ ہیں۔بلکل حیونوں کی مانند ہیں۔جو کہ فنا ہو جاتے ہیں۔

زبور 50:آصف کا زبور ہے چونکہ آصف لاوی کے خاندان اور مشہور ماہرینِ موسیقی میں سے تھا۔ہم اس کے زبور کا مطالعہ بنی قرح کے زبوروں کے ساتھ کریں گے۔زبور کی کتاب میں بنی قرح کے بارہ زبور ہیں۔یعنی زبور 50 ، 73 اور 83 یہ سب زبور کتاب کے کے تیسرے حصے میں ہیں۔ہم ان زبوروں کے مطالعہ کےوقت آصف کی کیفیت پر غور کرتے ہیں۔

آصف کے سب زبور خصوصاً نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ان میں مصنف کل بنی آدم سے مخاطب نہیں بلکہ صرف یہواہ کے لوگوں سے مخاطب ہے۔زبور پچاس میں وہ ان لوگوں توجہ عدالت کی طرف لگاتا ہے۔اور ان کو بتاتا ہے کہ خداوند مدعی اور قاضی ہے۔

(1) پہلی 6 آیات میں وہ خداوند کی عدالت کے واسطے آنے کا ذکر کرکے بتاتا ہے کہ جس طرح کوہِ سینا پر بادل گرجتے اور بجلی تھی۔ویسے ہی عدالت کے لیےاس کی آمد ہو گی۔چنانچہ آیات 2 سے 4 میں بیان ہے کہ ہمارا خدا آئے گا۔اور چپ چاپ نہ رہے گا۔آگ اس کے آگے فنا کرتی جائے گی۔اور اس کے گردا گرد شدے سے طوفان ہوگا۔اس میں وہ آسمان و زمین کوطلب کرتا ہے۔تاکہ وہ اپنے لوگوں کی عدالت کرے۔یہ عدالت خاص انہیں کی ہے۔جن سے کہ اس نے عہد کیا۔دیکھو آیت5۔

(2) آیات 7 سے 12 میں خدا قاضی کی حیثیت ان سے مخاطب ہوتا ہے۔جو کہ رسم پرستی سے اس کی عبادت کرتے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ قربانیاں پیش کرتے اور اس وہم میں ہیں کہ چونکہ بپتسمہ یافتہ ہیں۔اگر صرف گاہے بگاہے وہ عبادت میں شریک اور حاضر ہوں تو بس وہ خدا کے لوگ ہیں۔لیکن خدا ان پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ ان کی قربانیوں کا محتاج نہیں۔کیونکہ سب جاندار اسی کے ہیں۔

سو مصنف کہتا ہے کہ شکر گزاری کی قربانیاں خداکے آگے گزارو۔اور حق تعالٰی کے حضور اپنی نظریں ادا کرو۔اور خدا خود فرماتا ہے کہ مصیبت کے دن مجھ سے فریاد کرو۔میں تمہیں مخلصی دوں گا۔اور تم میرا جلالن ظاہر کرو گے۔غرض کہ خدا اپنے لوگوں سے رسمی اور ظاہری نہیں بلکہ روحانی پرستش طلب کرتا ہے۔خدا روح ہے اس کے پرستاروں پر لازم ہے کہ روح اورراستی سے اس کی پرستش کریں۔

(3) آیات 16 سے 21 خداریاکاروں سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے۔کہ تم کیوں اپنے منہ سے میرے عہد کاذکر کرتے ہو۔حالانکہ تربیت سے نفرت رکھتے ہو۔اور میرے کلام کو پیچھے پھینکتے ہو۔وہ لوگ دینی اور روحانی معاملات میں تو بہت کچھ خرچ کرتے تھے۔یعنی ہونٹوں سے خداکی بزرگی اور ستائش کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔لیکن بدی اور بے دینی سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھتے تھے۔سو خداکہتا ہے کہ میں تمہیں تنبیہ دوں گا۔اور تمہارے کاموں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک ایک کرکے دکھاؤں گا۔

سوال13:زبور کی دوسری کتاب داؤدکے جو 18 زبور ہیں۔ان کی تفصیل بیان کرو۔

جواب:اس کتاب کے باقی ماندہ زبور داؤد ہیں۔اور ان میں 18 کے سر ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کسی خاص تواریخی واقعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ان18 زبوروں کے علاوہ باقی تعلیمی اور نصیحتی ہیں۔ان 18 زبوروں میں زبور 51 نادمی زبور ہے۔یاد کہ کلب سات یعنی 6، 32 ،38 ، 51 ، 102 ، 130 اور 143 زبور نادمی ہیں۔یہ زبور دعائیہ بھی ؤہیں۔زبور 51 کے سرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زبور کی داؤد نے اس وقت مانگی جب ناتن نبی نے اس کو حتی اوریا اور بنت سبع کے گناہوں کی نسبت تنگ قائل کیا۔2 سموئیل باب 12۔زبور 51 پانچ حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:1سے4 آیات میں داؤد اپنے گناہوں اور گناہگاری کا اقرار اس طرح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے گناہوں کو مان لیتا مان لیتا ہوں۔اور میری خطا ہمیشہ میرے سامنے ہے۔میں نے تیرا گناہ کیا ہے۔اور تیرے حضور بدی کی ہے۔

حصہ دوئم:5 سے 8 آیات میں وہ اپنی سر گزشت کی اخلاقی ناقابلیت کا اس قامل سر شت سے مقابلہ کرتا ہے کہ جو کہ خدا اس سے طلب کرتاہے۔اورعرض کرتا ہے کہ اے خدا میرے باطن میں دانائی سکھلا۔اور زوفہ سے مجھ کو پاک کرکہ میں صاف ہو جاؤں۔مجھ کو دھو

میں برف سے زیادہ سفید ہو جاؤں۔

حصہ سوئم:9 سے 12 آیات میں پھر وہ معافی کے واسطے عرض کرکے کہتا ہے کہ اے خدا میرے اندر ایک پاک دل پیدا کراور ایک مستقیم روح نئے سرے سے میرے باطن میں ڈال دے۔اور مجھ کو اپنے حضور سے مت ہانک اور اپنی پاک روح مجھ سے نہ نکال بلکہ مجھ کو اپنی آزاد روح سے سنبھال۔

حصہ چہارم:آیات 13 سے 17 میں وہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تو میری عرض کے مطابق مجھ سے سلوک کرے گا۔تو میں تیری رہیں خطا کاروں کو سکھلاؤں گا۔اور گنہگار تیری ترف رجوع کریں گے۔وہ یہ بھی عرض کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو خون کے گناہوں سے رہائی دے۔کہ میری زبان تیری صداقت کے گیت بلند آواز سے گائے۔

حصہ پنجم:آیات 18 سے 19 کل جماعت عرح کرتا ہے کہ خدا صیحون کے ساتھ بھلائی کرے گا۔اور یروشلیم کی حفاظت کرے۔

زبور52 :اس زبور کے سر نامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کی تصنیف ہے۔یہ اس وقت کی تصنیف ہے۔جب ادومی دویگ نے سال کو اطلاع دی کہ داؤد ؛ؤنے اخیملک کے پاس جا کر اس سے روٹی اور جولیات کا تیغہ لے لیا۔اس کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول:1سے 5 آیات میں بد کردار کو ملامت کیا جاتی اور اس کے حق میں کہا جاتاہے کہ اسکی زبان خرابیاں ایجادکرتی ہےاور نیز استری کی مانند دغا بازیاں پیدا کرتی ہے۔نیز اس کی بند کرداری کا نتیجہ بھی مذکورہے۔کہ خدااس کو ابد تک برباد کرے گا۔اور وہ زندگی کی زمین سے اکھاڑ دیا جائے گا۔

حصہ دوئم: 6 سے 9 آیت میں دکھایاگیا ہے کہ اس کااثر صادقوں پر کیا ہو گا۔کہ وہ ڈرے گیں اور خدا کے گھر میں ہرے بھرے درخت مانند ہوں گے۔اور خدا کی رحمت پر ابد تک بھروسہ رکھیں گے۔بھروسے کی دلیل دعا اور عبادت ہے۔

زبور53: داؤد کا مشکیل جو کہ بانسریوں کے ساتھ گایا جائے۔اس زبور کا مضمون احمق کی جماعت اور شرارت ہے۔اس کی پہلی تین آیات میں اس کی حالت کا سبب یوں بیان ہے۔کہ چونکہ وہ خدا کا منکر ہے۔اور اس کا طالب نہیں وہ خراب ہوا ہے۔اس کا کام مکروہ ہے۔ان مین سے کوئی نیکو کار نہیں۔

آیات 4 سے 5 میں سوال ہے کہ کیا ان بدکاروں کو عقل نہیں کہ وہ خدا کے لوگوں سے بے ڈھرک بدی کرتے ہیں۔اور یہاں خوف کا مقام نہیں وہاں ڈرتے ہیں۔خدا کی حضوری کا عدم احساس باعثِ خوف و ہراس ہے۔6ویں آیت میں دعا ہے کہ اسرائیل کی نجات صیحون ہی سے ہو تواس کی شادمانی ہوگی۔

زبور54:اسکے سرنامہ سےمعاوم ہوتا ہے کہ یہ زبوراس وقت کی اور اس واقعہ کی یادگارہے جبکہ زیف کے لوگوں نےحبع میں آکے ساول کو خبردی کہ داؤدان کے ہاں چھپا ہواہے۔1 سموئیل 23 باب 19 آیت یہ زبور لفظ سلا سے حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:1 سے آیات میں داؤد بدے دین دشمنوں سے رہائی پانے کےلیے دعا کرتا ہے۔کہ خدا اپنے نام کی خاطر مجھ کو بچا اور اپنی قوت سے میرا انصاف کر۔

حصہ دوئم: 4 سے 7 میں مصنف اپنا یقین ظاہر کرتا ہے۔خداضرور ہی اس کو بچائے گا۔اور کہتا ہے کہ دیکھو خدا میرا مدد گار ہے۔اور وہ ان کے درمیان ہے میری جان کو سنبھالتے ہیں۔

زبور55: اس کےسرنامے سے اس کے موقع تصنیف کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔تو بھی خیال ہےکہ یہ اس موقع کی یاد گاری میں تصنیف ہوا۔جب ابی سلوم نے داؤد سے بغاوت کرکے اجلونی اخی طفل کو جو داؤد کا مشیر تھا۔اس کے شہر اجلون میں سے جب کہ وہ قربانیاں

گزرانتا تھا بلایا۔2 سموئیل 15 باب 12 سے 31 آیت شائد داؤد کو اپنے بیٹے کی محبت مجبور کرتی ہےکہ اس کو بدنام نہ کرے۔ اس زبور کے چار حصے ہیں۔

حصہ اول: 1 سے 8 آیات میں داؤد خدا سے عرض کرتا ہے۔کہ اس کی دعا سن لے۔اور اس کی منت سے منہ نہ پھیرے۔اور کہتا ہے کہ مجھ پر ظلم کیا چاہتا ہے۔اور غضب سے مجھ سے کینہ رکھتا ہے۔اور میں موت کے ہولوں مین پڑا ہوں۔ڈرنا اور کلپنا مجھ پر پڑا کپکپی مجھ پر غالب آئی۔کاش کہ کبوتر کے سے میرے پنکھ ہوتے تو میں اڑ جاتا اور آرام پاتا۔

حصہ دوئم:9سے 11 آیت میں وہ خدا سے اپنے دشمنوں کی ہلاکت کے واسطے عرض کرتا ہے۔اور چاہتا ہے کہ ان کی زبانوں میں تفرقہ ڈالا جائے۔کیونکہ ان ہی کے سبب شہر میں ظلم اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔

حصہ سوئم:12 سے 15 آیات میں وہ دشمنوں کیٔ کیفیت بیان کرتا ہے۔ان میں سے ایک کے حق مین وہ یوں کہتا ہے کہ وہ میرا ہم درجہ آدمی ہے۔ یہ غالباً اس کا بیٹا اب سلوم ہے۔ایک اور کی نسبت کہتا ہے کہ وہ میرا انقی بند اور میرا جان پہچان تھا۔ہم مل کر اختلاطی کرتے تھے۔اور گروہ کے ہمراہ خدا کے حضور جایا کرتے تھے۔یہ شخص غالباً خیطفل اس کا مشیر تھا۔جس کے

حق میں داؤد نے دعا بھی مانگی تھی کہ اے خدا میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ اخیطفل کی اصلاح کو حماقت اور بطالت سے بدل دے

2 سموئیل 15 باب 31 آیت۔۔۔وہ اپنے سب دشمنوں کے واسطے مجموعیٔ طور پر یہ منصوبہ رکھتا ہے کہ ان سب پر ناگاہ موت آ پڑے۔وہ جیتے جی پاتال میں اتریں۔کیونکہ ان کے گھروں میں اور ان کے بیچ میں شرارت ہے۔

حصہ چہارم: آیت 16 سے 23 میں اس کا بھروسہ جاتا رہتا ہے۔اور وہ بلکل مایوس ہوجاتا ہے۔اور کی طرف توجہ کرنے سے اس کا اطمنان بحال ہوتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں خدا کو پکاروں گا۔تو خداوند مجھ کو بچا لے گا۔کیونکہ جو کوئی اپنا بوجھ خداوند پرڈالتا ہے وہ ضرور ہی سنبھالا جاتا ہے۔وہ صادق کو لغزش کھانے نہ ددے گا۔

زبور 56:اس کے سرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس موقعہ کی تصنیف ہے جب فلسطنیوں نے جات میں داؤد کوپکڑا زبور 34 اور 56 داؤد کی آوارا گردی کی حالت بتاتے ہیں۔جب وہ ساؤل سے رگیدہ جارہاتھا۔یہ زبور آیات 4 اور 11 کے ان الفاظ سے کہ میرا خدا پر ہے۔میں ڈرنے کا نہیں۔انسان میرا کیا کرسکتا ہے۔دو حصوں پر مشتمل ہے۔

حصہ اول: آیات 1 سے 4۔حصہ دوئم آیات 5 سے 11 آخری دو یعنی 12 اور 13 میں تتمہ ہے۔حصہ اول وہ خدا پر اپنا توکل رکھنے کا پہلا سبب بیان کرتاہے۔کہ خدا نے اپنے لوگوں کی حفاظت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔داؤد کو کامل یقین ہے کہ خدا ضرور بالضرور اپنے قول اور مرمودہ کو پورا دکرے گا۔اس کو اس بات کا علم ہے کہ خدامیں صرف ارادہ ہی نہیں بلکہ چونکہ وہ قادرِ مطلق ہے۔اس کل قوموں پر قدرت حاصل ہے۔اس واسطے وہ کہتا ہے کہ میرا توکل خدا پر ہے۔میں ڈرنے کا نہیں انسان میرا کیا کرسکتا۔

حصہ دوئم:داؤداپنے دشمنوں کی کل کارروائی اور اس کی تفصیل خدا کے سامنے پیش کرتا ہے۔اور یقین رکھتا ہے کہ خدا ان کی تمام حیلہ سازیوں کو باطل و بے کار کرے گا۔چنانچہ وہ پکار اٹھتا ہے کہ میرا توکل خدا پر ہے۔میں ڈرنے کا نہیں۔انسان میرا کیا کر سکتا تتمہ میں خدا کی شکر گزاری یہ کہہ کر کرتا ہے۔کہ اے خدا تیری منتیں مجھ پر ہیں۔میں تیرا شکر ادا کروں گا۔کیونکہ تونے میری جان موت سے بچائی۔اور میرے پاؤں پھسلنے نہ دیا۔تاکہ میں تیرے آگے زندوں کے نور میں چلوں۔

زبور57: جیسا کہ اس کے سرنامے سےظاہر ہے۔داؤد نے یہ زبور اس وقت لکھا کہ سلیمان نےاس رگیدہ اور وہ اپنی حفاظت کے لیے مغارے میں بھاگ گیا۔جہاں کہ اس نے یہ زبور لکھا۔وہ اس میں اپناکامل بھروسہ خدا پر ظاہر کرتا ہے۔زبور 56 میں وہ اپنی نسبت خیال کرتا اور کہتا ہے کہ میرا ےتوکل خدا پر ہے۔میں ڈرنے کا نہیں۔انسان میرا کیا کرسکتا ہے۔لیکن اس زبور میں وہ اپنے دل میں خدا کا خیال مقدم رکھتا۔اور اس کی فرازی محسوس کرکے کہتا ہے کہ میں تیرے پروں کے سایہ کے تلے پناہ لیے رکھوں گا۔جب تک کہ یہ آفتیں ٹل نہ جائیں۔یہ زبور ان الفاظ سے کہ توآسمانوں پر سرفرازہو اے خدا۔اور ساری زمین پرجلال ظاہر ہو۔دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔مصنف چاہتا ہے کہ الوہیم ایل یوں اپنی فوقیت اور عالمگیر حکومت ظاہر کرے۔اس کےب حصہ اول میں پہلی 5 آیات ہیں۔جن میں داؤد خدا کی رحمت کےواسطے خدا سے دعاکرتا ہے۔اور اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میری جان شیروں کے بیچ میں ہے۔اور میں آتش مزاج لوگوں میں رہتا ہوں۔تو بھی اس کو یقین ہے کہ خدا اس کے ہر ایک انجام دے گا۔

حصہ دوئم:6 سے 11 آیت وہ خدا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میرا دل قائم ہے۔میں لوگوں کے درمیان تیرا شکر ادا کروں گا۔اورامتوں کے درمیاں تیری مدح سرائی کروں گا۔اے خدا تو آسمانوں پر سرفراز ہو۔اور کل زمین پر تیرا جلال ظاہر ہو۔

زبور 58:داؤد کا زبور جو کہ التشت کے سر پر گایا جائے۔التشت کے معنی ہیں برباد نہ کرنا اس کے سر نامے کے کچھ ظاہر نہیں کہ یہ زبور کس خاص واقعہ کی یاد کی تصنیف ہے۔مگر بعض لوگوں کاخیال ہے کہ یہ زبور ابی سلوم کی مکاری سے نسبت رکھتا ہے۔جب کہ اس نے کوشش کی یروشلیم کے باشدوں کو ورغلائے2 سموئیل 15 باب 2 سے 6 آیت۔اس میں دو تین خاص باتی ہیں۔

(1) آیات 1 سے 5 میں مصنف شریروں کی مکاری کی خاصیت پیش کرتا ہے۔اور ان کے حق میں کہتا ہے کہ ان کا زہر سانپ کا زہر ہے۔وہ اس بہرے ناگ کی مانند ہیں جواپنے کان بند رکھتا ہے۔اور منتر پڑھنے والوں کی آواز نہیں سنتا۔

(2) آیات 6 سے 8 میں اسن شریروں کی بربادی کے بارے کے عرض کرتا ہے۔

(3) آیات 9 سے 11 میں اپنا یقین ظاہر کرتا ہے۔کہ خدا ان کو ضرور برباد کرےگا۔اور کہتا ہے کہ صادق ان کی بربادی سے خوش ہوں گے۔اور وہ یقین کریں گے۔کہ ایک خدا ہے جو زمین پر انصاف کرتا ہے۔

زبور 59: اس کےسر نامے ہی سے معلوم ہوتاہے کہ یہ زبور اس وقت کی تصنیف ہے کہ جب ساؤل نے داؤد کے گھر پر ہلکارے بھیجے کہ اس کی خبر رکھیں۔اور صبح اسے مار ڈالیں۔مگر اس کی بیوی میکل نے کھڑکی راہ اسے نکال دیا۔اور وہ بھاک کر بچ گیا۔1 سموئیل 19 باب 11 سے 12 آیات سو یہ زبور داؤد کی دعا ہے۔جس میں وہ دشمنوں سے حفاظت کے واسطے عرض کرتا ہے۔اس کی تقسیم آیات 9 سے 17 کی یکساں عبارت سے دو حصوں میں ہوئی ہے۔

حصہ اول:1سے 9 آیت میں دو باتیں ہیں

(1) پہلی پانچ آیات میں وہ خطرہ محسوس کرکے بچاؤ کے لیے عرض کرتا ہے۔کیونکہ اس کو معلوم ہواتھا کہ اس کے دشمن زور آور لوگ ہیں۔اور کہ وہ دوڑتے ہیں اور خود کو تیار کرتے ہیں۔اور اس کے در پہ ہوتے ہیں۔حالانکہ وہ بے قصور ہے۔

(2) آیات 6سے 9 میں وہ کہتا ہے کہ شریر لوگ بڑے استقلال سے اس کے تعاقب میں مشغول ہیں۔وہ شام کو لوٹتے ہیں اور کتے کی مانند بھونکتے ہیں۔اور شہر میں ہر طرف پھیلتے ہیں۔باوجود اس کے اس کو کامل یقین ہے۔خدا اس کو ان کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے گا۔کیونکہ وہ اس کی پناہ ہے۔اور وہ پناہ گیری کے لیے اس پر بھروسہ رکھتا ہے۔

حصہ دوئم:10 سے 17 آیات میں وہ پہلے عرض کرتا ہے کہ خدا ان شریروں کو بلکل ہلاک نہ کرے بلکہ صرف پست کردے۔تاکہ و ہ لوگوں کے لیے نمونہ اور باعثِ عبرت ٹھہریں۔ترھویں آیت میں وہ خدا سے عرض کرتا ہے۔کہ وہ ان کو اپنے قہر فنا کرے۔کہ وہ باقی نہ رہیں۔اور لوگ خدا کی حکومت عالمگیر دیکھیں۔

آیات 14 سے 17 میں وہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ کتے کی مانند شام کو لوٹیں۔اور بھونکتے ہوئے شہر کے ہر طرف پھریں۔تو بھی اے خدا میں تیری ثناگاؤں گا۔کہ تو میرا محکم قلعہ اور مصیبت کے روز میری پناہ ہے۔

زبور 60:اس کے سر نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور اس وقت لکھا گیا۔جب داؤد آرام نہرایئم اور آرام صوبے لڑا۔اور یوآب پھرا نمک کی نشیب میں بارہ ہزار آدمیوں کومارا دوسراسموئیل 8 باب 13 سے 14 آیت 1۔سلاطین 11 باب 15 سے 17 آیت۔

دوسری تواریخ سےمعلوم ہوتا ہے۔کہ جب داؤد شمال میں آرام نہرایئم اور آرام صوبے سے جنگ کرہا تھا۔تو جنوب میں ادوم یہوداہ کے جنوبی حصے پر لشکر کشی کی اور جب اس کی تباہی میں مشغول تھا۔تو داؤد کو اپنی فوج کی تقسیم کرنی پڑی اور ایک حصہ یواب کو دے کر بھیجا۔کہ وہ ادومیوں کا مقابلہ کرے۔چنانچہ وہ گیا اور ادمیوں کو نیست کردیا۔1 سلاطین 11 باب 15 سے 17 آیت پیشتر اس کے کہ وہ دشمنوں پر قابض ہوئے۔داؤد نے یہ زبور بنایا۔اس وقت اسے ایسا محسوس ہوا کہ گویا خدا نے اس کو رد کردیا۔اور ضرور فوج کی تقسیم کے سبب سے برباد ہوں گے۔سو وہ اس زبور میں فریاد پیش کرتا ہے۔اس زبور کے تین حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 4 آیات میں داؤد اس واسطے خدا سے حجت ہے کہ اس کے خیال میں خدا نے ان کو رد کرکے پراگندہ کردیا تھا۔وہ عرض کرتا ہے کہ خدا ان کی طرف پھر متوجہ ہو۔

حصہ دوئم:5 سے 8 آیات میں وہ خدا کو یاد دلاتا ہے کہ اس نے اسرائیل کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔کہ وہ ملکِ کنعان ان کے قبضے میں کر دے گا۔اور ان کو قوموں پر فتح بخشے گا۔اور عرض کرتا ہے۔کہ خدااپنے وعدے کے مطابق ان سے سلوک کرے۔جلعاد دریائے یردن کے یورپ کی طرف یہاں روبن جد اور منسی کا نصف فرقہ بسایا گیا تھا۔افرایئم اور یہوداہ یردن کے پچھم کی طرف دلالت کرتے ہیں۔مواب اس برتن کی مانند ہوگا۔اور ادوم اس غلام کی مانند ہے جس کی طرف فتح مند بادشاہ اپنا جوتا اتار کر پھینک دیتا ہے۔کہ وہ اٹھا لے۔مطلب یہ ہے کہ ادوم ضرور ان کے قبضے میں آئے گا۔

آیات 9 سے 12 میں وہ دعوے سے کہتا ہے۔کہ رہائی صرف خدا کی طرف سے ہو سکتی ہے۔کیونکہ اس نے اسے رد کردیا تھا۔سو بحالی بھی اس کی طرف سے ہو گی۔وہ رہائی جو انسان کی طرف سے ہے عبث ہے۔کہ صرف خدا ہی اس کے دشمنوں کو پامال کرسکتا ہے۔

زبور61: اس کے سر مانے سے اس زبور کی وجہ تصنیف یا تواریخی موقعہ نہیں بتایا گیا۔تو بھی خیال ہے کہ یہ اس وقت تصنیف ہوا جب داؤد منہایئم میں تھا۔اس کے بعد کہ ابی سلوم شکست کھا کر مارا گیا۔اورداؤد منتظر تھا کہ کہ اس کی رعایا اس کو یروشلیم لے جا کر تشین کرے۔2 سموئیل 19 باب 11 سے 15 آیت میں داؤد صرف رعایا کی رضامندی سے بحالی کا ہی خواہش مند نہیں بلکہ یہ یہ بھی چاہتا ہے کہ خدا خود اس کو اپنے مسکن میں لے چلے۔اس زبور کے 2 حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 4 آیات میں مصنف اپنا اعتماد خدا پر ظاہر کرکے عرض پرداز ہے کہ جس طرح ایامِ سابقہ میں وہ اس کی دعا قبول ومنظور فرماتا تھا۔اسی طرح اب بھی کرے۔اور اس کو اس چٹان تک جو کہ اس سےاونچی ہے۔پہنچا دے۔اس سے اس کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا اس کو اسجائے محفوظ سے میں پہنچا دے جہاں کہ خود اپنی طاقت اوربل بوتے پہ پہنچ نہیں سکتا۔اور وہ جگہ خدا کے سایہ میں ہے۔

چنانچہ یوحنا 6 باب 40 آیت میں مسطور ہے کہ کوئی شخص میرے پاس آنہیں سکتا۔جس حال میں کہ باپ جس نے مجھے بھجا ہے۔ اسے کھینچ نہ لائے۔

حصہ دوئم:5 سے 8 آیت میں وہ اپنی گزشتہ دعاؤں اور عرضوں کی قبولیت کو۔یاد کرکے تسلی پذیر ہوتا ہے۔اور یقین کرتا ہے کہ خدا اس اس کی زندگی بہت بڑھائے گا۔وہ خدا سے عہد کرتا ہے کہ اے خدا میں ابد۔تک تیری ثناگاؤں گا۔اور ہر روز اپنی نظریں گزرانوں گا۔زندگی بھر کی مستقل بحالی زندگی بھر کی شکر گزاری طلب کرتی ہے۔

زبور 62: خیال ہے کہ یہ زبور بھی ابی سلوم کی بغاوت کےدنوں میں لکھا گیا۔چنانچہ داؤد اس کے سروع ہی میں کہتا ہے کہ میری جان فقط خدا ہی کی منتظر ہے۔مصنف انسان پر بھروسہ نہیں کرتا۔بلکہ اپنی دل جمعی اور تسلی صرف خدا ہی میں دیکھتااور پاتاہے۔کیونکہ وہی اس کی مظبوط چٹان، اونچا برج ،حفاظت، نجات اور امیدہے۔اس زبور کے تین حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1 سے 4 میں مصنف کہتا ہے کہ اس کا بھروسہ صرف خدا پر ہی ہے۔کیونکہ وہی اکیلا قابل اعتماد و لائق و اعتمادہے۔انسان منصوبے باندھتے ہیں۔اور جھوٹ سے خوش ہوتے ہیں۔

حصہ دوئم:آیات 5سے 8 میں وہ اپنی جان کو تاکید کرتا ہے کہ چھپ کر فقط اسی کے انتظار میں رہ۔کہ میری امید اسی سے ہے۔وہی اکیلا میری چٹان اور میری رہائی اور میرا گڑھ ہے۔سو مجھ کو جنبش نہ ہو گی۔مصنف اوروں کو بھی بتاکید کہتا ہے کہ سب لوگ ہر اس پر توکل رکھیں۔

حصہ سوئم:آیات 9 سے 12 وہ بڑے یقن سے کہتا ہے کہ زور صرف خدا کاہے۔سو لازم و انسب ہے کہ صرف اسی پر ،بھروسہ رکھا جائے کہ عالی قدر اشخاص جھوٹے ہیں اور ظلم اور لوٹ پاٹ پر تکیہ کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

زبور 63:داؤد کا زبور۔جب وہ دشت یہوداہ میں تھا۔جب کہ وہ اپنے بیٹے ابی سلوم کی بغاوت سے بھاگا۔تو تھکا ماندہ دشت یہوداہ میں مقیم ہوا۔2 سموئیل 15اور 16 ابواب اور 15 باب اور 14 آیت میں وہ اپنے ہمراہی ملازموں کو جو کہ یروشلیم میں تھے۔کہتا ہے کہ اٹھو بھاگ چلیں ورنہ ہم ابی سلوم کے ہاتھ سے نہیں بچیں گے۔جلد چلو۔ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہمیں پکڑ لیں ہم پر آفت لائے اور تلوار کی دھار سے شہر کو غارت کرےغرض کہ وہ شہر میں ٹھہرنے سے کل شہر کی بربادی و تباہی کا موجب نہیں بننا چاہتا۔

چنانچہ 15 باب 24 سے 25 آیت کاہن کو جس نے خدا وند کے عہد کا صندوق لیا ہوا تھا۔کہتا ہے کہ عہدکا صندوق شہر میں پھر لے جا۔اگر خدا کے کرم کی نظر مجھ پر ہو گی تو وہ مجھے بچا لے گا۔اور پھر لے آئے گا۔اور اپنا آپ اور اپنامکان مجھ کو پھر دکھائے گا۔یہ زبور خاص طور پرروحانی زبور ہےاس کی روحانیت کے سبب قدیم کلیسیا نے اس کو صبح کے واسطے استعمال کیا تھا۔

اس میں ایک ہی مضمون ہے۔یعنی خدا کی صحبت کے واسطے داؤد کی خواہش مندی اس لحاظ سےاس کی تقسیم تو نہیں ہو سکتی تو بھی تفصیل کے لیےمصنف کی خوہش تقسیم ہوسکتی ہے۔پہلی دوآیات میں وہ الوہیم کو اپنا ایل تسلیم کرکے شخصی طور اس سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔اور کہتا ہے کہ میری جان تیری پیاسی ہے۔اور میرا جسم تیرا مشتاق ہے۔آیات 3 سے 5 میں وہ کہتا ہے کہ خدا کی مہربانی زندگی سے بہتر ہے۔سوائے خدا جب تک میں جیتا ہوں تجھ کو مبارک کہو گا۔

آیات 6 سے 7میں وہ گزشتہ برکتوں کے لیے شکر گزاری کرتا اور کہتا ہے کہ میں تیرے پروں کی چھاؤں کے نیچے خوشی مناؤں گا۔ آیات 8 سے 11 میں وہ اپنے یقین کی بنا پر دعوے کرتا ہے کہ خدا اس کو بچائے گا۔اس کے دشمن تلوار سے کھیت رہے گے۔ بادشاہ خدا سے مسرور ہوگا۔

زبور64: داؤد کا زبور سردار مغنی کے لیے۔اس کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول: 1 سے 6 آیات میں مصنف خدا سے عرض کرتا ہے کہ وہ اس کی فریاد سن لے اور اس کی جان دہشت سے جو کہ دشمنوں کے سبب سے بچا لے اور خدا کے آگے شریروں کی پنہانی مشورت اور حملہ آوری کی تحریکوں کی تفصیل کرتاد ہے۔

حصہ دوئم:آیات 7 سے 10 میں وہ یقین کرتا ہے کہ گو شریر خفیہ طورپر اپنے کارو بار کرتے ہیں۔تو بھی ان کو کامیابی نصیب نہ ہو گی۔کیونکہ خدا ان پر ایک تیر چلائے گا۔اور وہ ناگہاں گھائل ہو جائیں گے۔دیکھنے والے بھاگیں گے۔اور سب لوگ ڈریں گے۔اور کے کام بیان کریں گے۔اور صادق خدا کے سبب خوش ہوں گے۔

زبور 65:اس کے سر نامے میں اس کی تصنیف کی وجہ یا موقعے کا کوئی ذکر نہیں۔تو بھی اس کی چند ایک آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی غرض یہ تھی کہ یہ زبور اس وقت گایا جائے جب لوگ فصل کے پہلے پھل لا کر خدا کے حضور پیش کریں چنانچہ اس دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ مسکن میں فراہم ہوا کرتے تھے۔کہ خدا کے لیے نذریں گزاریں۔آخری آیت سے ظاہر ہے کہ فصل کے شکرانے کے لیےوہ فراہم ہوا کرتے تھے۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 4 آیات میں مصنف خدا سے مخاطب ہو کر اس کو یقین دلاتا ہے کہ صیحون میں اس انتظار چپکے سے ہوتاہےاور اس کی حمد وثنا ہوتی ہے۔اور اس کو اور نذر کی جائے گی۔

حصہ دوئم:5 سے 8آیت میں خدا کی تعریف اور تعریف کے اسباب بیان ہیں۔، کہ وہ صداقت سے ہولناک چیزیں جواب دیتا ہے اور کہ وہ ان کا جواب دینے والا ہے۔اور زمین کے سب کناروں اور ان سب کا جو کہ دریا کے بیچ میں ہیں۔بھروسہ ہے۔

حصہ سوئم:9 سے 13 آیات میں مصنف اس بات پر زور دیتا ہے کہ چاہیے کہ اسرائیل اس کی شکر گزاری کرے۔کیونکہ اس نے زمین کو سیرابی بخشی ہے۔اور اس کی ریگھاریوں کو خوب تر کیا ہے۔اور منیہ سے نرم کیا ہے۔اور اپنے لطف سے سال کو تاج بخشا ہے۔

یہاں تک کہ بیابان پر چراگاہوں پر قطرے ٹپکتے ہیں۔اور پہاڑیاں ہر طرف خوشی سے گھری ہوئی ہیں۔اور چراگاہیں گلوں سے ملبس ہیں۔اور نشیب گلے سے ڈھک گئے۔اور خوشی سے للکارتے بلکہ گاتے ہیں۔

زبور 66: یہ ایک گمنام زبور ہے۔کیونکہ اس کے مصنف اور موقعہ تصنیف کا کچھ پتہ نہیں۔اس میں مصنف خدا کے عجیب کاموں کے لیے اور خصوصاً اس واسطے کہ اس نے اس کی دعا سن لی۔اس کی شکر گزاری ادا کرتا ہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ یہ زبور 65 کی طرح

عیدِ فسح کے ایام کے استعمال کے لیے تھا۔اور چونکہ اس کی نسبت زبور 65 سے ہے۔ضرور ہے کہ اس کامصنف بھی داؤد ہی ہے۔اس کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول:میں متکلم کے لیے صیغہ جمع اور حصہ دوئم میں صیغہ واحد آیا ہے۔ان ہر دو حصوں میں کئی ایک باتیں ہیں۔مثلاً حصہ اول۔

(1) آیات 1 سے 4 میں کل دنیا کے باشندگان طلب ہوئے ہیں۔کہ خدا کی حمد کریں۔اور حمد کرتے ہوئے اس کی حشمت ظاہر کریں۔اور اس کی حکومت تسلیم کریں۔

(2) آیات 5 سے 7 میں ان کو کہا گیا ہے کہ خدا کا کام دیکھو کہ وہ سب بنی آدم حق میں مہیب ہیں۔اس نے سمندر کو خشکی بنا ڈالا۔اس کی سلطنت ابدی ہے۔

(3) 8 سے 12 آیات میں لوگوں تاکید ہے کہ وہ اسرائیل کے خدا کو مبارک کہیں کیونکہ اس نے ان کو آزمائش کرکے سیراب جگہ میں پہنچایا۔

حصہ دوئم:

(1) آیات 13 سے 15 میں لوگوں کاوکیل کہتا ہے کہ میں سوختنی قربانی کے لیے تیرے گھر میں جاؤں گا۔میں تیرے لیے اپنی نظریں ادا کروں گا۔جو کہ میں نے بپتا کے وقت اپنے لبوں سے مقرر کی تھیں۔اور اپنے منہ سے مانی تھیں۔

(2) 16 سے 20 آیات میں وہ خدا ترسی کی طرف مائل ہو کر ان لوگوں کو کہتا ہے کہ آؤ اور جانو کہ اس سبب سے کہ خدا نے اس کی سنی اور اسے رہائی بخشی۔اس کامقدمہ معقول ہے۔اور وہ خدا کو جس نے اس کی دعا کونہ پھیرااور اپنی رحمت سے محروم نہ مبارک کہتا ہے۔

زبور67:یہ بھی گمنام زبوروں کے سلسلے میں سے ہے۔اور گیت یا زبور کہلاتا ہے۔جو کہ بین کے ساتھ گایا جائے۔اس کی نسبت خیال ہے

یہ عید پینتکوست کے واسطے تصنیف ہوا تھا۔یعنی اس موقع کے واسطے جب لوگ فصل کے بعد عبادت گاہ میں فراہم ہوتے تھے۔کہ خداکی شکر گزاری کریں۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات1 سے 2 میں مصنف کاہن کے طور پر برکت چاہتا ہے کہ خدا کی راہ زمین پر جانی جائے۔اور کہتا ہے کہ اے خدا تیری نجات سب قوموں پر ہو۔گنتی 6 باب اور 21 آیت۔

حصہ دوئم:3سے 4 آیت میں وہ اپنی خواہش ظاہر کرتا ہے۔کہ کل اقوام خداکی عبادت میں شریک ہوں۔اور اس بادشاہت دنیا پرقیام پزیر ہو۔اور سب اس پر خوش و خرم ہوں۔کیونکہ اس کی حکومت راستی سے ہو گی۔اور وہ زمین پر امتوں کی ہدایت فرمائے گا۔

حصہ سوئم:آیت 5 سے 7 میں وہ مندرجہ بالا برکات اور واقعات کی تاثیر جو کہ دنیا پر ہو گی بیان کرتا ہے۔کہ زمین اپناحاصل پیدا گی۔اور خدا ہم کو برکت دے گا۔اور زمین کے کنارے اس کاڈر مان مانیں گے۔

زبور 68: اس کے سرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی داؤد ہی کا زبور ہے۔لیکن اس میں اس کی تصنیف کا موقع یا سبب نہیں بتایا گیا۔اس زبور سے بعض کا گمان ہے کہ مصنف خدا کی سابقہ کارروائی پر غور کرتے ہوئے تسلی پزیر ہوا کہ وہ ضرور بالضرور

سب اقوام مطیع و مسنجر کرکے اپنی باددشاہت عالمگیر بنائے گا۔زبور 67 مرشدانہ یا کہانت کی برکات کے کلمات سے شروع ہوتا ہے۔او زبور 68 کے مطلع میں وہ الفاظ ہیں جو کہ جو موسیٰ جب کہ عہد کا صندوق کوچ کے موقع پر اٹھایا جاتاتھا۔استعمال کرتا تھا۔گنتی 10باب 35آیت میں مرقوم ہے کہ اٹھ اے خدا تیرت دشمن تتر بتر ہوں۔اور وہ تجھ سے کینہ رکھتے ہیں۔تیرے سامنے سے بھاگیں۔اس میں تین خاص حصے ہیں۔

حصہ اول:آیت 1 سے 6 میں تمہید ہے۔اس میں پہلی بات یہ ہے کہ خدا کی آمد اس کے دشمنوں کے خوف اور بربادی اور اپنے برگزیدوں کی مبارک حالی اور خوشی کا موجب ہے۔اور دوسری بات 4 سے 6آیت میں اس طرح ہے۔کہ خدا کے لوگ طلب ہوتے ہیں۔کہ خدا کی آمد پر اس کے گیت گائیں۔اور اس کے نام کی تعریف کریں۔جو کہ اپنے نام یاہ سے سوار ہو کربیابانوں سے گزر جاتا ہے۔اور اس کے حضور خوشی کریں۔اور اس کے راستوں کو سیدھا بنائیں خدا کے لوگوں کا یہ ضروری کام اور فرض ہے کہ خدا کے لیے راستہ تیار کریں۔یہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا کام ہے۔اور ہمارا بھی۔

حصہ دوئم:7 سے 18:اسرائیل کے گزشتہ احوال کا جائزہ لیتا ہے۔اور اس کو کامل یقین ہو جاتا ہے۔کہ خدا ضرور اس قوم ذریعے اپنے کام کو انجام دے گا۔چنانچہ 8 سے 10 آیات میں خدا کی کمال رحمت اس میں دیکھتا ہے ہے کہ اس نے اسرائیل کو ملکِ مصر سے نکال کر اپنے آپ کو ان پر کوہِ سینا پر ظاہر فرمایا۔اوران کو شریعت دی۔اورملکِ کنعان میں پہنچا دیا۔اور 11سے 14 آیات میں ملکِ کنعان پر ان کے غلبہ اور ظفریابی پر غور کرتا ہے۔اوراس میں ان کو خداوند کی رحمت و برکت سے مالدار پاتا ہے۔وہ خدا صیحون کو اپنی جائے سکونت کے واسطے منتخب کرنے پر بھی سوچتا ہے۔

حصہ سوئم:19 سے 35 آیت میں وہ گزشتہ باتوں کو چھوڑ کر حال اور مستقبل واقعات دریافت کرتا ہے۔چنانچہ 19 سے 23 آیت میں وہ اس بات سے تسلی پذیر ہوتا ہے۔کہ خدا حالت میں اپنے لوگوں کاشاملِ حال ہوتا ہے۔اور ضرور ان کو تمام اعدا سے محفوظ رکھتا ہے۔24 سے 27 آیت میں وہ اپنے اپنا یقین ظاہر کرتا ہے کہ اسرائیل یک دل ہو کر خدا کی حمد و تعریف کریں گے۔28 سے 31 آیت میں وہ دعا کرتا ہے کہ خدا اپنی قدرت اس طرح ظاہر کرے کہ دشمنوں کی تمام مخالفت اور مخاصمت موقوف کر کردے۔وہ کامل بھرسہ رکھتا ہےاور کہتا ہے کہ اقوام جمع ہو کرخدا کی تعریف کریں گی۔آیت 32 سے 35 میں وہ سب قوموں کو طلب کرتا ہے۔کہ وہ خدا کی تعریف و توصیف میں اسرائیل کے ہم آواز ومؤہم نوا ہو۔اور خدا کی حکومت کو تسلیم کریں۔اور نیز کہ اقوام اس بات کا اقرار کریں۔کہ خدا اپنی مقدس ہیکل میں۔مہیب ہے۔اور اسرائیل کا خدا وہ ہے۔جو اپنے لوگوں کو زور اور طاقت بخشتا ہے۔اور وہ مبارک ہے۔

زبور 69: اس زبور کے سر نامے میں صرف یہ آیا ہے کہ داؤد کا زبور جو کہ سوسنوں کے سر پر گایا جائےبعض کا دعویٰ ہے کہ یہ زبور داؤد نے نہیں لکھا۔بلکہ یرمیاہ نبی نے لکھا ہے کیونکہ اس کے مصنف کی حالت یرمیاہ کی حالت سے کچھ نہ کچھ نسبت رکھتی ہے۔مثلاًوہ کیچ اور کہ لوگ بے سبب اس سے کینہ رکھتے ہیں۔لیکن اس کی چند ایک آیات سے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فی الحقیقت داؤد کا ہے۔مثلاًآیت 30 میں مصنف کہتا ہے کہ میں گیت گاکر خدا کے نام کی حمد کروں گا۔اور شکر گزاری کرکے

اس کی بڑائی کروں گا۔یرمیاہ نوحہ کرنےوالا تھا۔تعریف کرنے والا نہیں۔یہ زبور خاص کر خداوند یسوع مسیح کی اس حالت پر دلالت کرتا ہے۔جب کہ وہ اکیلا بغیر مونس غمخوار مصلوب ہونے کو تھا۔اور اس کے پاس کوئی پاس کوئی تسلی دینے والایاہمدردنہ تھا۔اور اس کی پیاس بجھانے کو سرکہ پلایا گیا۔یہ زبور کسی گناہ آلودہ شخص سے بھی نسبت رکھتا ہے۔کیونکہ اس کا مصنف اپنی نادانی اور تقصیروں کو تسلیم کرکے عرض کرتا ہے کہ خدا کی نجات اسے سرفراز کرے۔پانچویں آیت میں وہ یہ دعا کرتا ہے۔

کرتا ہے کہ خدا کی نجات اسے سرفراز کرے۔پانچویں آیت میں وہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا تو میری نادانی سے واقف ہے۔اور میری تقصیریں تجھ سے چھپی نہیں۔اس کتاب کے اخیری زبور میں یعنی 72 میں یہ مسطور ہے کہ داؤد کی دعائیں تمام ہوئیں۔

اور چونکہ یہ زبور ان زبوروں کے سلسلے میں ہے ہم اس کو داؤد کا زبور تسلیم کریں گے۔اس زبور میں دو خاص حصے ہیں۔آیات 1 سے 18 اور 19 سے 36۔

حصہ اول:آیات 1 سے 18 کی تفصیل ذیل میں ہے۔1 سے 6 میں وہ خدا سے عرض کرتا ہے کہ وہ اس کو بچا لے۔کیونکہ وہ ایسی حالت میں مبتلا ہے۔کہ اپنے آپ کو بچا دنہیں سکتاوہ کہتاہے کہ پانی میری جان تک پہنچے ہیں۔میں گہرے کیچڑمیں دھنس چلا یہاں ہونے کی جگہ نہیں۔میں گہرے پانی میں پڑا ہوں۔سل میرے اوپر سے گزر چلے۔اور میں چلاتے چلاتے تھک گیا۔دعا ایسے موقع پر کار گر ہوتی ہے۔جب کہ انسان اپنی بے کسی کی حالت کو محسوس کرتا ہے۔اور صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہے۔

آیت 7 سے 12 میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی مصیبت اور خطرہ اس سبب سے ہے کہ وہ خدا کو پیار کرکے اس کی تابعداری کرتا ہے۔چنانچہ ساتویں آیت میں وہ کہتا ہے کہ تیرے لیے میں نے ملامت اٹھائی۔اور نویں آیت میں کہتا ہے کہ تیرے گھر کی غیرت نے مجھ کو کھا لیا۔اور ان کی ملامتیں جو تجھ کلو ملامت کرتے ہیں۔مجھ پر آ پڑیں۔13 سے 18 آیت میں وہ جانفشانی سے کرتا ہے کہ خدا اس کو اس کیچڑ سے نکالے کہ وہ غرق نہ ہو۔اور کینہ پروروں سے محفوظ رہے۔

حصہ دوئم:دوسرے حصے کی تفصیل اس طرح ہے۔19 سے 21 آیت میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا اس کی رسوائی اور بدنامی سے واقف ہے۔اس کی ملامت کرنے والوں نے اس کے دل کوپھوڑا۔اور وہ اس سبب سے بیماری میں گرفتار ہوا۔22 سے 28 آیت میں عرض کرتا ہے کہ خدا اپنا غضب ان پر انڈیلے اور قہر شدید سے ان کو پکڑ لے کیونکہ انھوں نے اس کو جو تیر مارا ہوا ہے۔

ستایا ہے۔اور تیرے زخموں کی تکلیف باتوں سے بڑھاتے ہیں۔اور 29 سے 36 آیت میں وہ خدا کی تعریف اس سبب کرتا ہے۔ کہ وہ پریشان لوگوں کو تسلی دیتا ہے۔اور مسکینوں کی سنتا ہے کہ وہ ان کو جو کہ صحیح ہیں ان کو ضرور بچائے گا۔

زبور70: اس کے سرنامے سفے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف داؤد ہے۔اور کہ یہ تذکیر کے لیے تصنیف ہواہے۔یہ زبور کی 13 سے 17 آیت انتخاب کیا ہوا ہے۔اس میں کچھ الفاظ تبدیل ہیں۔مگر مطلب وہی ہے۔اس زبور میں صرف پانچ آیات ہیں۔اور یہ کے واسطے داؤد کی دعا ہے۔اور اس کے سرنامہ میں لکھا ہے کہ تذکیر کے واسطے ہے۔تو معلوم ہوتا ہے کہ داؤد نے

خدا کوف یاد کرنے کے لیے اس زبور میں چالیس زبور میں سے چند آیات لے کر انہیں دوبارہ خدا ے حضور پیش کیاہے۔کیونکہ اس کو ازحد
رہائی کی ضرورت تھی۔اس کی پہلی آیت میں وہ خدا سے عرض کرتا۔کہ اس کی رہائی کے واسطے جلد آئے۔اور خدا کی طرف مخاطب ہو کر عرض کرتا ہے۔کہ میری کمک کے واسطے جلد آ۔2 سے 3 آیت میں وہ اپنی آرزو ظاہر کرتا ہے کہ جو اس جان کے درپہ ہیں۔وہ شرمندہ اور خجل کیے جائیں۔اور پھر اپنی بے کسی کو یاد کرکے عرض کرتاہے کہ خدا اس کی طرف جلد آئے۔کیونکہ وہ کہتا ہے کہ وہی اس کا چارہ ہے۔اور خداوند کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اس سے عرض کرتا ہے کہ وہ دیر نہ کرے۔

زبور 71:یہ زبور 22 ، 31 ، 35 اور 40 سے انتخاب کیا ہوا ہے۔جن کا مصنف داؤد ہے۔سو ہم اس کو بھی داؤد کا ہی کہیں گے۔اگرچہ یہ بات ممکن ہے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سےتالیف ہوا ہو۔یہ زبور اس شخص کے مستقل ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔جس نے بہت دکھ اور مصیبت سہہ کر خدا کی عجیب محبت اور وفاداری کو خوب آزما کر معلوم کیا۔کہ وہ قابل بھروسہ ہے اس زبورکی کویہ خاص تقسیم نہیں ہے۔کیونکہ ہر ایک۔آیت اس کی قرین آیت سے پیوستہ ہے۔اوایک ہی مضمون کو پیش کرتی ہے۔تا ہم کے واسطے اس کو دو حصوں میں تقسیم کی گیا ہے۔

حصہ اول:1 سے 13 آیات میں خاص کر دعا ہے۔حصہ دوئم 14 سے 24 میں تعریف زیادہ ہے۔

حصہ اول:اس کی آیات 1 سے3 زبور 31 کی آیات 1سے3 الفاظ اور معنی میں نسبت رکھتی ہیں۔ادن میں مصنف خطرے موقع پر پورے
بھروسے سے خدا سے دعا کرتا ہے کہ جس طرح پہلی آیت سے ظاہر ہے۔اس میں وہ کہتا ہے کہ اے خداوند میرا بھروسہ تجھ پر ہے۔تو مجھ کو کبھی شرمندہ نہ ہونے دے۔میرے رہنے کی چٹان ہو۔یہاں میں جایا کروں۔

آیات 41 سے 8 میں یہ کہہ کر اپنی التماس کی وجی پیش کرتا ہےکہ اے خداوند یہواہ تو میری امید ہے۔میرے لڑکپن سے ہی میرا بھروسہ تجھ پر ہے۔اس حصے کی پانچ سے چھ آیات زبور 22 کی آیات 9 اور 10سے ملتی ہیں۔

9 سے 13 میں وہ عرض کرتا ہے کہ خداوند اس کو بڑھاپے میں نہ پھنک دے۔اور ضعیفی کے وقت اس کو ترک نہ کرے۔نہ اس سے دور ہو۔

تفصیل حصہ دوئم:آیات 14 سے 16 میں وہ وعدہ کرتا ہے کہ میں ہر دم امید رکھوں گا۔تیری ساری ستائش زیادہ کرتا جاؤں گا۔اور آیات
آیات 17 سے 20 میں وہ اپنے آپ کو اس سے مستحقِ حفاظت جانتا ہے۔کہ خدا اس کی طفولیت سے تربیت کرتا رہا ہے۔وہ کہتا ہے کہ عجب تک میں تیری میں تیری عجیب قدرتیں بیان کرتا رہا ہوں۔

21 سے 24 آیت میں وہ ان الفاظ میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں بین بین تیری ستائش اورتیری امانت کی ستائش کروں گا۔اور اسرائیل کے قدوس کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میں بربط بجا کر تیرے گیت گاؤں گا۔اوراپنی زبان سے سارا دن تیری صداقت کی باتیں کہتا رہوں گا۔

زبور 72: اس زبور کے سرنامے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سلیمان ہے۔تاہم بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ داؤد نے اس وقت تصنیف کیا جب کہ اس نے سلیمان کو بادشاہ مقرر کیاتھا۔لیکن اکثر یہ زبور سلیمان کا سمجھا جاتا ہے۔اور معلوم ہوتا کہ اس نے اس وقت تصنیف کیا جب کہ وہ بادشاہ ہو کر چاہتاتھا کہ تھا کہ خدا اس کو ایسی برکت بخشے کہ وہ اپنی بادشاہی کے فرائض اچھے طریقے سے سرانجام دے۔یہ زبور راستبازی کے نتائج کو ظاہر کرتا ہے۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1سے 7 میں وہ بادشاہ کے لیے دعاکرتاہے۔کہ وہ خدا کی عدالتوں سے خوب واقف ہوکر ان کے مطابق چلے۔اور اپنی کے مسکینوں کا انصاف کرے۔اور محتاجوں کے فرزندوں بچائے۔اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کرے۔اور لوگ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہیں۔

حصہ دوئم:8 سے 14 آیات میں وہ اس بات کے لیے عرض کرتا ہے کہ اس کی حکمرانی سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہا زمین تک ہو۔اور سارے بادشاہ اس کے تابع ہو کر اس کے حضور سجدہ کریں۔اور ساری گرہیں اس کی بندگی کریں۔چنانچہ یہ سب کچھ وقوع پذیر ہوا۔

حصہ سوئم:15 سے 17 آیت میں بادشاہ کے وسطے دعا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو۔پیشنگوئی ہے کہ صبا کا سونا اسے دیا جائے گا۔اور اس کے حق میں سدا دعا کی جائے گی۔اس کتاب کے تتمہ یعنی 18 سے 20 آیات میں خدا کی جو کہ اسرائیل کا ہے۔تمجید ہے۔کیونکہوہی اکیلا عجیب کام کرتاہے۔کہ اس کا جلیل نام ابد تک مبارک ہے۔سارا جہاں اس کے جلال سے معمور ہو۔آمین ثم آمین۔اور کہا جاتا ہے کہ داؤد بن لیسی کی دعائیں تمام ہوئیں۔

باب چہارم

زبور کی تیسری کتاب کے بیان میں

73 سے 89

سوال14:اس تیسری کتاب کی کیفیت بیان کرو۔

جواب:اس میں 17 زبور ہیں جن میں سے صرف ایک ہی یعنی زبور 86 داؤد کا ہے۔11 آصف کے ہیں۔(73۔83) چار یعنی 84 ، 85 ،

87 اور 88 بنی قرع کے ہیں۔اور ایک یعنی 89 ایتان کا ہے۔خیال ہے کہ حزقیادہ بادشاہ نے اس کتاب کو تالیف کیا۔جب اس نے

صلاح جاری کرکے ہیکل کی مرمت کروائی۔اور عبادت کو پھر جاری کیا۔دوسری تواریخ 29 باب 20 سے 30 آیات۔

سوال15:آصف کی مختصر کیفیت بیان کرو۔

جواب:جب ہم کسی کی تصنیفات پر غور کرنا چاہتے ہیں۔تو ہم کو اول یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون ہے؟اور کیاحیثیت رکھتا ہے؟

(1) آصف نے 12 زبور تصنیف کیے۔اور وہ داؤد کے زبوروں کے ہم پلہ سمجھے جاتے ہیں۔پاک کلام میں سے ہم آصف کی نسبت کئی

ایک باتیں معلوم کرسکتے ہیں۔مثلاً تواریخ 15 باب 16 سے 19 آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد عہد کے صندوق کو اوبیدا دوم دوم کے گھر سے نکال کر یروشلیم میں پہنچانے لگا۔تو اس نے لاویوں کوحکم دیا کہ اپنے بھائیوں میں سے گانے والوں کو مقرر کریں۔موسیقی کے ساز یعنی بربطیں ،کنارتیں،اور منجرے چھیڑیں۔اور بلند آواز سے خوشی سے گائیں۔چنانچہ لاویوں نے ہیمادن بن یوئیل کو مقرر کیا۔اور اس کے بھائیوں میں سے آصف بن برقیا کو اور بنی مراری مین سےایتان بن کوسایادہ کواور گانے والے ہیمان ایتان مقرر ہوئے۔کہ پیتل کی جھانجوں سے گاتے بجاتے رہیں۔اور پہلی تواریخ 16 باب 4، 5 ، 7 اور 37آیات سے معلوم ہوتا ہے داؤد نے لاویوں میں سے بعض کو مقرر کیا۔کہ خداوند کے صندوق کےآگے خادم مقرر ہوں۔اور خداوند اسرائیل کے خدا کا ذکر شکر اور حمد کریں۔سوآصف سردار مقرر ہوا۔اور وہ جھانج سے گاتا بجاتا اور سناتا تھا۔اس وقت داؤد نے آصف اور اس کے بھائیوں کے ہاتھ میں یہ گیت کہ جس سے وہ خداوند کا شکر کریں پہلی دفعہ سپرد کیا۔یہ گیت105 آیت 1سے 15 اور زبور 96 آیات 1 سے 13 ،زبور 29 آیات 1سے 2 زبور 98 آیت 7 ،زبور 72 آیت 18 سے بنا ہے۔اور پہلی تواریخ 16 باب37 آیت میں ذکر ہے۔کہ داؤد نے خدا کے عہد کے صندوق کے آگے آصف اور اس کے بھائیوں کوچھوڑا کہ روزانہ ضروری کام کے مطابق ہمیشہ کی خدمت کریں۔

(2) تواریخ 29 باب 30 میں مرقوم ہے کہ حزقیا بادشاہ اور امیروں نے لاویوں حکم دیا کہ خداوند کی حمدو ثناکے لیے۔داؤد اور آصف

عیب بین کی زبور استعمال کیا کریں۔

تواریخ 25 باب 1سے 7 آیات معلوم ہوتا ہے کہ آصف ہیمان اور یدتوں کے بیٹوں میں سے بعض داؤد کے لشکر کےسرداروں کی طرف سے تعینات ہوئے کہ اپنے والدوں کی ہدایت کے بموجب خدا کے گھر میں خدمت کریں۔

2 تواریخ 35 باب 15 آیت میں ذکر ہے کہ جب یوسیا بادشاہ نے عید فسح منائی تو گانے والے یعنی بنی آصف اور ہیمان اور بادشاہ کے غیب بین یعنی یدتوں کے حکم اور صلاح کے بموجب اپنی جگہوں پر ٹھہرے اور دربان ہر ایک دروازا پر حاضر تھے۔کہ انھیں اپنے اپنے منصبی فرائض کی ادائیگی لازم اور ضروری تھی۔اور ان کے واسطے ان کے دیگر لاوی بھائیوں نے فسح تیار کی۔آصف کے سب زبور قریباً قومی ہیں۔نہ کہ شخصی۔بعض تواریخی یا پیغمبرانہ جن میں کہ التماس، شکر گزاری ، نصیحت اور تعلیم ہے۔

سوال16:آصف کے گیارہ زبوورں کی تفصیل باترتیب کرو۔

جواب:زبور 73 کا مضمون ایمان کی آزمائش اور فتح یابی ہے۔اور اس مضمون کے مطابق یہ زبور دو حصوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔

حصہ اول:ا سے 14 آیات میں مصنف اپنی تکلیف اور آزمائش کا مفصل بیان کرتا ہے۔چنانچہ پہلی گیارہ آیات میں وہ بیان کرتا ہے کہ جب میں نے شریروں کی کامیابی اور ترقی دیکھی اور اسرائیل کی خستہ حالی اور کسمپرسی پر غور کیا تو میں ان قریب خدا کی وفاداری اورمحبت کی نسبت اپناایمان کھو بیٹھا۔میرے پاؤں کالغزش کھانا اور پھنسنا نزدیک تراور میرے قدموں کا اکھڑناقریب تھا۔کیونکہ میں نے نادان مغروروں پر جب کہ میں نے شریروں کی کامیابی دیکھی حسد کرتا تھا۔

آیات 13 سے 14 میں کہتا ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ شریر ہمیشہ اقبال مند رہتے ہیں۔اور اپنی دولت فراوان کرتے ہیں تو میں پیشمان ہوا۔اور اپنے دل میں کہا کہ میں نے عبث اپنے دل کو صاف کیا اور بے گناہی سے اپنے میں بے فائدہ دن بھر بے آرامی کی حالت میں رہتا ہوں اور صبح کو تنبیہ پاتا ہوں غرض کہ مصنف پر یہ آزمائش آئی کہ وہ روحانی برکات کے مقابلےمیں دنیاوی مال و متاع پر دل لگائے۔

حصہ دوئم:آیات 15 سے 28 میں وہ بیان کرتا ہے کہ اس کا ایمان کس طرح راسخ اور بحال رہا۔چنانچہ 15 سے 16 آیات میں اس کا خیال گزرا کہ وہ اسرائیل کو ان خیالات کے بموجب جن کا اظہار حصہ اول میں کیا ہے۔تعلیم دے تو گویا وہ خدا کے گروہ کی اولاد سے بے وفائی کرے گا۔اور یہ اس کو بہت ہی ناگوار معلوم ہوا۔

17 سے 20 آیات میں وہ بیان کرتا ہے کہ جب میں خدا کے مسکن میں داخل ہوا تو میں نے سمجھ لیا کہ جسمانی برکات حقیقی حقیقی نہیں بلکہ چند روزہ اورباعثِ خطرہ ہیں۔

21 سے 22 آیات میں وہ کہتا ہے کہ ایسے لوگوں یعنی شریروں سے کینہ وری کرنا محض جہالت ہے۔

27 سے 28 آیات میں وہ اپنے ایمان کا اظہار کرتاہے کہ دیکھو جو تجھ سے یعنی جو خدا سے دور ہیں۔فنا ہوجاتے ہیں۔اور میری بھلائی خدا کے نزدیک رہنے سے ہوتی ہے۔میں نے خداوند یہواہ پر توکل کیا ہے۔تاکہ میں اس کے سب کاموں شہرت دوں۔

زبور 74 سے79: یہ دونوں مضمون اور عبارت میں ایک دوسرے سے موافقت رکھتے ہیں۔اور بموجب سرناموں کے دونوں ہی آصف کی تصنیف ہیں۔موقعہ تصنیف کی نسبت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں زبور یروشلیم کی بربادی پر تصنیف ہوئے۔جو کہ شاہ نبوکد نظر نے مسیح سے 586 سال پہلے کی۔بعض گمان رکھتے ہیں کہ ان کی تصنیف کا موقع اہالیانِ یروشلیم کی ایذایابی ہے۔جو کہ قبل از مسیح 168 یا 165 میں واقع ہوئی۔جب کہ انٹی اوکس اپفینی نے ہیکل کو ناپاک کیا اوریہودیوں میں سے ہزارہاتلوار کی گھاٹ اتار دیئے۔اگر یہ زبورجو کہ آصف کے کہلاتے ہیں۔قبل از مسیح پانچ سو چھیاسی یا ایک سو ایک سو ستر میں

تصنیف ہوئے۔تو کسی صورت میں آصف کی تصنیف نہیں ہوسکتے۔آصف تو دؤد کا ہمصر تھا۔البتہ ممکن ہو ہو سکتا ہے کہ آصف کیفیتِ بنی ازراہ نبوت اسرائیل کے مستقبل کا بیان کرتا ہے۔یا ملہم ہو کر ان کی روحانی حالت پیش کرتا ہے۔یہ زبور تین حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:1 سے 9 آیات میں مصنف اس لیے ک خدا نے اپنےلوگوں کو درماندگی اور مصیبت کی حالت میں چھوڑا ہے۔اس لیے حجت وہ حجت کرتا ہے۔اور عرض کرتا ہے کہ خدا آ کر ان کی مدد فرمائے۔چنانچہ دوسری آیت میں کہتا ہے کہ اپنی اس قوم کو جس تونے قدیم سے خریدہ ہے۔اور اپنے میراثی فرقہ کوجسے تونے خلاصی بخشی۔اور کوہِ صیحون کو جس میں تونے سکونت کی۔یاد فرما۔گویا کہ اپنے استحقاق اور حقوق کا دعویٰ کرتا ہے۔کہ واجب اور ضروری ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو رہائی بخشے۔ساتویں آیت میں وہ اپنے دشمنوں کی کاروائی کا یوں بیان کرتا ہے کہ اے خدا انھوں نے تیرے مسکن میں آگ لگائی ہے۔اور تیرے نام کے مسکن میں آگ لگائی ہے۔اور تیرے نام کے مسکن کو زمین پر گرا کر ناپاک کیا ہے۔سو ان دو باتوں یعنی بنی اسرائیل کی پستی اور ذلت ان کے دشمنوں کی کاروائی کو پیش کردہ خدا کو ابھارتا اور مشتعل کرتا ہے کہ وہ کچھ کرے۔اور اپنی بے کسی کا یوں اعتراف کرتا ہے کہ ہم لا چار ہیں۔ہمارا کوئی نبی نہیں اورہمارے درمیان کوئی شخص نہیں جو معلوم کرے۔کہ یہ حالت کب تک جاری رہے گی۔

حصہ دوئم:10 سے 17 آیت میں وہ خدا کو جتاتا ہے کہ اس کی عظمت اور بزرگی اس بات میں ہے کی مقتضی ہے کہ کہ اپنے کو بچائے اور یاد دلاتا ہے کہ اس نے سابق زمانے میں اپنے لوگوں سے کیسا سلوک کیا۔جب ان کو ملکِ مصر سے نکال کر کنعان کی سر زمین میں پہنچا دیا۔

حصہ سوئم:آیات 18 سے 23 میں وہ اپنے دلائل کو دھرا کر اپنے خدا سے خوب عرض کرتا ہے۔کہ اپنی فاختہ کی جان بھیڑے کے قابو میں نہ دے۔اور اپنے مسکینوں کے گروہ کو ہمیشہ نہ بھول بلکہ اپنے عہد پر لحاظ کر اور ایسا نہ ہونے دے کہ مظلوم رسوا ہو کر الٹا پھرے۔بلکہ ایسا ہو کہ مساکین و محتاج تیرے نام کی ستائش کریں۔

زبور 75:سردار مغنی کے لیے آصف کا زبور جو کہ التشیت کے سر پر گایا جائے۔معلوم ہوتاہے کہ زبور 75 اور 76 زبور 74 کے جواب میں ہیں۔چنانچہ زبور 75 کی پہلی تین آیات میں بنی اسرائیل ان الفاظ میں خدا کی تعریف کرتے ہیں۔کہ اے خدا ہم تیری حمد کرتے ہیں۔کیونکہ تیرا نام ہم سے نزدیک تر ہے۔اور تیرے عجیب کاموں کی منادہ ہوتی ہے۔اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ جب موقع ہوتا ہےمیں عدالت کرتاہوں۔اور اگرچہ سرزمین اور اس کے کل باشندے پگل گئے ہیں۔تو بھی میں نے اس کے ستونوں کو سنبھالاہے۔

آیات 4 سے 8 مصنف مغرور مخالفین سے مخاطب ہو کر ان سے کہتا ہے کہ گھمنڈ نہ کرو اور شریروں سے کہتا ہے کہ سینگ نہ اٹھاؤ۔کہ سر فرازی نہ پورب سے آتی ہے نہ پچھم سے اور نہ دکھن سے بلکہ خدا عدالت کرنےوالا ہے۔وہ ایک کو پست کرتا ہےدوسرے کو سرفراز یعنی کہ وہ ایک کو اس کے کام کے مطابق سزا اور جزا دیتا ہے۔

9 سے 10 آیات میں وہ دعویٰ سے کہتا ہے کہ جو ہو ابد تک بیان کروں گا۔اور یعقوب کے خدا کی حمد گاؤں گا۔اور شریروں کے برخلاف ہو کر ان کا مقابلہ کروں گا۔اور صادقوں کی مدد کروں گا۔

زبور76:یہ بھی آصف کا زبور ہے اور اس کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ بھی دعا کا جواب ہے۔اس میں چار حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1 سے 4 میں بیان کرتا ہے کہ خداوند نے پھر سے اپنے آپ کو صیحون پر ظاہر کیا۔اور اس کے دشمنوں تتر بتر کیا۔چنانچہ زبور 76 میں مسطور ہے کہ اس نے کمانوں کے تیر ،سپریں اور تلواریں توڑیں اورلڑایاں موقوف کردیں۔

حصہ دوئم:4 سے 6 آیات میں خدا کی فتح مندی اور نصرت کی تعریف ہے۔آیات 63 مین لکھا ہے۔کہ تیری ڈپٹ سے اےیعقوب کے خدا گاڑیاں اور گھوڑے نیند سے مستغرق ہوئے۔بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔یہ آیت سہریب کی افواج کی بربادی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔جب کہ حزقیاہ نبی نے خداسے دعا کی تھی۔2 سلاطین 19 باب 35 سے 36 آیت۔

حصہ سوئم:آیت7 سے9 میں مصنف کہتا ہے کہ خدا انتظام کے لیے اٹھےتو کوئی اس کے حضور نہیں رہ سکتا کہ اس کا مقابلہ کرنا محال مطلق ہے۔

حصہ چہارم: 10 سے 12 آیات میں بیان ہے کہ آدمی کا غضب بھی کا خدا کی ستائش کا باعث ہے۔اس میں مصنف سب کو تاکیدسے کہتا ہے کہ خداوند خدا کی نذر میں اور انہیں ادا کرو۔اور سب لوگ اس کے حضور جس سے کہ ڈرنا چاہئےہدئے لائیں

زبور77:یا دو تین سردار مغنی کے لیے آصف کا زبور ہے۔اس زبور کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی حالت تصنیف کے وقت حبقوق نبی کی حالت کی سی تھی۔جب کہ اس نے وہ دعا مانگی جو اس کی کتاب کے تیسرے باب میں ہے۔اب چونکہ یہ زبور حبقوق کے باب سوئم سےموافقت رکھتا ہے۔بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔آصف نے حبقوق کی دعا کے مطالعہ کے بعد یہ زبور تصنیف کیا۔اور بعض برعکس اس کے یہ گمان رکھتے ہیں کہ حبقوق نے اس زبور کو دیکھ کر اپنی دعا تصنیف کی۔ممکن ہے کہ دونوں کی حالت یکساں تھی دونوں ہی نے ملہم ہو کر علیحدہ علیحدہ بغیر ایک دوسرے کے صلاح مشورے یا ایک دوسری تصنیف کے مطالعہ سے اپنی حالت بیان کی ہو۔اس زبور کے دو حصے ہیں۔

حصہ اول:اس حصے میں ایک مسلہ پیش ہے۔اور حصہ دوئم میں اس کا اصل ہے۔

حصہ اول:1سے 9 آیات پہلی تین میں اپنی گھبراہٹ کایوں بیان کرتا ہے کہ اگرچہ بپتہ کےروز میں مانے خداوند کی تلاش کی اور میرے ہاتھ رات کو اٹھے اور گرے نہیں تو بھی میری جان نے تسلی سے انکار کیا۔میں خدا کو یاد کرتا اور گھبراتا ہوں۔میں سوچتا ہوں اور میرا جی ڈوبتا جاتا ہے۔

آیات 4 سے 9 میں مصنف بنی اسرائیل کی گزشتہ حالت پر غور کرکے اپنے سے سوال کرتا ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے ترک کرے؟9ویں آیت میں یہ سوال ہے کہ کیا خدا اپنے رحم کو بھول گیا؟کہ کیا اس نے اپنی رحمتوں کو بند کردیا؟

حصہ دوئم:10سے 20 اور 10سے 12 آیات میں مصنف دعویٰ کرتا ہے کہ میں خداوند کی گزشتہ کارروائیوں پر خوب غور کروں گا۔

بارہویں آیت میں کہتا ہے کہ میں تیرے سب کاموں کے بارے میں ہمیشہ سوچوں گا۔اور تیرے فعلوں پر دھیان کروں گا۔
13 سے 15 آیت میں وہ اسرائیل کے بچاؤ اور ان کی حفاظت یاد کرکے کہتا ہے کہ تونے اپنے بازوں سے اپنے لوگوں بنی یعقوب اور بنی یوسف کو مخلصی بخشی۔

آیات 16 سے 20 میں مخلصی کی نسبت خدا کی عجیب کارروائی کا بیان کرکے کہتا ہے کہ تیری راہ سمندر میں ہے۔اور تیرا گزر پانیوں میں۔تیرا نقشِ قدم معلوم نہیں۔

آیت 20 میں وہ کہتا ہے کہ تونے گلے کی مانند موسیٰ اور ہاروں کے ذریعےاپنے لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔ان سب باتوں پر غور کرکے وہ تسلی پاتا ہے۔اور امید رکھتا ہے کہ خدا ائندہ بھی اپنے لوگوں کی حفاظت اور رہنمائی فرمائے گا۔خداچاہتا ہے کہ ہم اس کی کل کاروائی کابغور مطالعہ کریں۔اوراسے سوچیں۔

زبور78: یہ زبور آصف کا مشکیل ہے۔

زبور 77 میں خداکے عجیب کام اس اس غرض کے لیے بیان ہیں کہ آدمی بپتہ اور مصیبت کے وقت ان پر غور کرے اور ایمان کی تقویت حاصل کرے۔زبور 78 بھی تواریخ کےذریعے خدا کا وہ عجیب سلوک بیان کرتا ہے جو کہ اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ روا رکھا۔تاکہ اسرائیل اس پر غور کریں۔اور باپ دادوں کی سرکشی اور شرارت سے اجتناب کریں۔اور اپنی زندگی خدا کی نیک مرضی اور ارادوں کے مطابق بسر کریں۔اس زبور میں داود کے اس عہد کے اس وقت تک جب کہ خدا نےافرائیم اور سیلا کو ترک کردیا۔اور یہوادہ اور یروشلیم کو دینی و دنیاوی درالخافہ کے واسطے کے لیے منتخب کیا کی تاریخ ملتی ہے۔اس تاریخ میں سات باسلسلہ باتیں ملت ہیں۔

(1) 1 سے 8 آیات میں اس زبور کا مقصد پیش کیا گیا ہے۔کہ لوگ ان تواریخی واقعات سے تعلیم اور تربیت حاصل کریں۔اور دوسروں کو بھی آراستہ کریں۔چنانچہ پہلی آیت میں رقم ہے کہ خدا اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اےمیرے گروہ میری تعلیم پر کان رکھ اور میرے منہ کی باتیں تم کان لگا کر سنو۔

آیات 6 سے 8 میں اس کا مقصد یوں بیان کیا گیا ہے۔کہ آنے والی پشت نیز وہ فرزند جو پیدا ہوں سیکھیں۔اٹھ کر اپنی اولاد کو سکھائیں۔خدا پر توکل رکھیں اور خدا کے کاموں کو بھلا نہ دیں۔بلکہ اس کے احکام حفظ کریں۔اور اپنے باپ دادوں کی طرح شریر اور سرکش سنل نہ ہوں۔کہ جن کے دل خدا سے مانوس نہ رہے۔

(2) 9 سے 16 آیت میں منصف بنی اسرائیل کی تاریخ سے ان کی فراموشی اور بے وفائی ظاہر کرتا ہے۔کہ انہوں نے خدا کے عہد کوحفظ نہ کیا بلکہ اس کی شریعت پر چلنے سے انکار کیا۔اور اس کے کاموں اور عجیب قدرتوں کو بھلادیا۔

(3) آیات 17 سے 31 میں وہ بیان کرتا ہے کہ گو خدا نے انکی حفاظت کی اور ان کے واسطے خوراک بھی مہیا کرتا رہا۔تو بھی وہ اس سے کنارہ کرتے گئے۔اور بیابان میں حق تعالیٰ سے بغاوت کی یہاں تک ان اس کا غضب ان پر بھڑکا۔اور ان میں سے تناوروں کا قتل کیا۔اور اسرائیل کے جوانوں کو گرا ڈالا۔

(4) آیات 29 سے 42 میں ددکھایا گیا ہے کہ بیابان میں خدا کی دھمکیوں اور سزا نے چند روزہ آراستگی اور اصلاح اور توبہ پیدا کردی اگر خدا اپنی بے پایاں رحمت سے موسیٰ کی سفارش منظور نہ کرتا تو البتہ وہ ان کو یک لخت ہلاک کر ڈالتا۔

زبور 78 اس کی 38 آیت میں وہ رحیم ہے۔اور اس نے ان کی بدکاریاں بخشیں۔اور ہلاک نہ کیا۔ہاں بارہا اس نے اپنے قہر کو روکا۔اوراپنےسارے غضب کو نہ بھڑکایا کیونکہ اس نے یاد کیا کہ وہ بشر ہیں۔

(5) آیات 40سے 55 میں مصنف ان دس آفات میں سے جو کہ مصریوں پر اس وقت واقع ہوئیں۔جب خدا نے بنی اسرائیل کو مصر میں سے بچا کر نکالاسات آفات پیش کرتا ہے۔یعنی کہ خدا نے ان کو ملکِ کنعان میں پہنچانے کے لیے ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے ُمقابلہ میں بنی اسرائیل کی بے وفائی، غداری اور ناشکر گزاری بخوبی و عیاں بیاں ہوجائے۔

(6) آیات 56 سے 64 میں دکھایا گیا ہے کہ ملک کنعان میں پہنچ کر وہ از سرِ نو گناہ میں یہاں تک مصروف و مبتلا ہوئے۔کہ اس نے سیلا کو یہاں عہد کا صندوق رکھا تھا۔چھوڑ کر ان کو ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا۔

(7) آیات 65 سے 72 میں خدا نےاسرائیل پر پھر رحم فرمایاد۔اور افرائیم کی بجائے یہوادہ اور سیلا کی بجائے یروشلیم منتخب کیا۔چنانچہ لکھا ہے کہ اس نے انہیں اپنے ددل کی راستی سے چھڑایا اور اپنے ہاتھوں کی چلاکی سے ان کی ان کی رہنمائی کی۔

زبور79:آصف کا زبور زبور 79 اور 74 ایک ہی موقع کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اور ایک دوسرے سے کچھ منافقت بھی رکھتے ہیں۔اس زبور کے تین حصے ہیں۔جن میں مصنف اپنی غم آلودگی اور غم کا سبب کا بیان کرکے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی اور رہائی کی عرج کرتا ہے۔

حصہ اول: 1 سے 4 آیات مصنف دشمنوں کی چڑھائی اور حملہ اور ہیکل کی تحقیر و بے حرمتی اور یروشلیم کی بربادی ان الفاظ میں پیش کرتاہے۔کہ خداغیر اقوام نے تیری میراث میں دخل کیا اور تیری مقدس ہکل کو انہوں نے ناپاک کیا۔اور یروشلیم کو ڈھیر کردیا۔

حصہ دوئم:5 سے 7 آیات میں مصنف عرض کرتا ہے کہ خدا اسرئیل پر رحمت فرمائے اور ان کی سزا کو موقوف کرے۔اور اپنا غصہ ان اقوام پر جنہوں نے نہ پہچانااور ان بادشاہوں پر جنہوں نے اس کانام لنہ لیا۔انڈیلے۔

حصہ سوئم:9 سے 13 آیات میں مصنف خدا سے امداد چاہتا ہے کہ اور اس میں وہ اپنے کو مدد و تعاون کا مستحق اقرار نہیں دیتا بلکہ کہتا کہتا ہے کہ اپنے نام ہی خاطر ہمارے گناہوں کو ڈھانپ دے۔یعنی خدا کے جلال کی بنا پر وہ عرض کرتا ہے۔

نوٹ:تالمد کے قلمی نسخے بنام سو فریم میں بتایا گیا ہے۔کہ زبور 79 ماہ اب (اگست) کی نوین تاریخ پرجب کہ ہیکل کی پہلی دوسری بربادی یاد گاری کی جاتی تھی زبور 137 کے ساتھ استعمال ہوتا تھا۔

زبور 80:سردار مغنی کے لیے آصف کا زبور سوسنیم عدوت کے سُر پر گایا جائے۔اس کے سر نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موقع تصنیف نہیں ہو سکتا۔لیکن مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور سلطنت کی تقسیم کےبعد جب کہ یہوداہ اور افرائیم ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو تب یہ لکھا گیا۔کیونکہ اس میں مصنف خاص طور پر یوسف کے گھرانے کے لیے دعا مانگتا ہے۔یہ زدبور چار حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:آیات 1سے3 مصنف یوسف کے واسطے یوں دعا کرتا ہے کہ اے اسرائیل کے گڈریے تو یوسف کو گلے کی مانند لے چلتا ہے۔اور خود تو کروبیم پر تخت نشین ہے۔جلوا گرو اور افرائیم اور بنیامین اور منسے کے آگے اپنی قوت کو حرکت دے اور آکر ہم کو بچا۔

حصہ دوئم:4 ے 7 آیات میں وہ خدا سے استفسار کرتا ہے کہ اے خدا وند خدا لشکروں کے خدا کب تک تیرے قہر کا دھواں تیرے تیرے لوگوں کی دعا کے برخلاف اٹھتا رہے گا۔مصنف چاہتا ے کہ خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔اور کہ وہ ان کو دشمنوں ہاتھوں سے بچائےاور کہتا ہے کہ اگر تو اپنا چہر ہ روشن کرے تو۔ہم بچ جائیں گے۔حصہ سوئم:8 سے 13 آیات میں مصنف قوم اسرائیل کوتاک سے تشبیہ دیتا ہے کہ اور کہتا ہے کہ اے خدا تونے اسے ملکِ مصر سے نکال کنعان میں لگایا۔یہاں کہ وہ خوب جڑ پکڑے کر بڑھا اور پھلا۔اور وہ عرض کرتا ہے۔خدا اپنی خود لگائی ہوئی تاک کی حفاظت نگہبانی کرے۔

حصہ چہارم:14 سے 19 آیات میں مصنف پھر منت کرتا ہے کہ خدا آسمان پر سے نگاہ کرے۔اور اس تاک کی طرف متوجہ ہو۔کیونکہ وہ کہتا ہے کہ وہ آگ س ے جلائی گئی اور کاٹی گئی ہے۔اور تیرے چہرے کی ڈپٹ سے ہلاک ہوئی ہے۔آخر میں وعدہ کرتا ہےکہ اے خدا اگر تو پھر ہماری طرف متوجہ ہو توہم تجھ سے نہ پھریں گے۔

زبور 81:یہ زبور دار مغنی کے نام پر آصف کی طرف سے ہے۔اس کی تیسری آیت سے ظاہر ہے کہ وہ نئے چاند کی عید کے واسطے تصنیف ہوا تھا۔مصنف اس خواہش سے کہ وہ عید بوجہ احسن اور کمال خوشی سے منائی جائے۔اس زبورسے لوگوں کو تحریک دلاتا ہے کہ وہ خوشی سےآئیں اور عیدمیں شمولیت کا استحقاق حاصل کریں۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:1سے 5 آیات میں مصنف گانےوالوں کو جوش دلاتا اور کہتا ہے کہ پکارکر خداوند کی مدح گاؤوہ ہمارا زور ہے۔یعقوب کےخدا کے لیے خوشی سے للکارو۔اور سُر باندھ کر ایک گیت گاؤ۔پھروہ کاہنوں کو ایہ کہہ کر ابھارتا ہے کہ کرنائی پھنکوتاکہ سب لوگوں‌کو معلوم ہو کہ ہماری مقدس عید کا ہے۔کیونکہ یہ خدا کی سنت اور شرع ہے۔اور یہ شہادت کے لیے ٹھہرائی گئی ہے۔جب کہ ہم نے ملکِ مصر سے اخروج کیا۔

حصہ دوئم:6 سے 10 آیات میں مصنف اپنے اخروج کے ایام میں تصور کرکے اسرائیل کی رہائی کےواسطے خدا کافتویٰ سنتا ہے کہ اور کوہِ خدا کو یہ کہتا ہوا کہ سنتا ہے کہ اے میرے لوگوں سنو۔تمہارے درمیان کوئی دوسرا معبود نہ ہو۔اور کسی اجنبی معبود کو سجدہ کرو۔کہ خداوند تمہارا خدا میں ہوں۔جو تم کو مصر کی غلامی سے نکال لایا۔

حصہ سوئم:آیات 11 سے 16 میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اسرائیل نے اس کی آواز پر کان نہ دھرا۔اور اس کے طالب ہوئے۔اور خدا کی یوں ظاہر کرتا ہے کہ اے کاش میرے لوگ میری سنتے۔اور اسرائیل میری راہوں پر چلتا تو میں جلدی ان کے دشمنوں کو مغلوب کرتا۔اور ان کے بیریوں پر اپناہاتھ پھیرتاہے۔

زبور82:اس زبور میں آصف ایک مقدسہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ جس میں خدا قاضیوں کا قاضی ہو کراسرائیلی حاکموں کا جنہیں وہ الوہیم کہتا ہے مقدمہ کرتاہے۔وہ ان پر الزام لگاتا ہے کہ کہ وہ انصاف چھوڑ کر طرف داری کرتے ہیں۔اور ان کو یاد دلاتا کہ ہو لوگوں کے سامنے خدا کی طرف سے نمائدے ہیں۔سو چاہیے کہ ان کے فاصلہ جات خدا کی طرف سے سمجھے جائیں۔چنانچہ پہلی چار آیات میں وہ لوگوں کو دکھاتا ہے کہ وہ اپنی جماعت میں کھڑا ہو کر حاکموں کی بے انصافی کے لیے ان کی فرمائش کرتا ہے۔

آیات 5 سے 7 تک وہ لوگوں کو بتاتا ہے کہ ایسی طرف داری سےزمین کی ساری بنیادیں جنبش کھائیں گی۔اور ان کو تاکید کرتا ہے وہ مسکینوں اور یتیموں کا انصاف کریں۔دل گیر اور حاجت مندوں کی دل جوئی اور حاجت روا کریں۔اور محتاج اور مسکین کو رہائی دیں۔وہ حاکموں کی عدالت اور ان کے انصاف سے بے زار ہوکر خدا کو پکارتا ہے۔کہ اے خدا اٹھ۔تو خودآ اور زمین کی عدالت کر کہ تُو کل امتوں کا مالک ہے۔

زبور83:آصف کازبور اس میں یروشلیم کے حاکموں کی فرمائش کے بعدمصنف غیر اقوام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔اور عرض کرتا ہے کہ خدا ان کا فیصلہ کرے۔کیونکہ وہ اسرائیل کو برباد کرناچاہتے ہیں۔اس میں دو حصے ہیں۔

حصہ اول:1سے 8آیات میں خدا سے عرض کرتا ہے کہ اے خدا چپ نہ رہ۔خاموشی اختیار نہ کر۔اور چین نہ لے۔دیکھ ترے دشمن دھوم مچاتے ہیں انہوں نے جو تجھ سے کینہ اور عداوت رکھتے ہیں۔سر اٹھایا ہے۔وہ آپس میں منصوبہ باندھ کرکہتے ہیں کہ آؤکہ ان کو اکھاڑ ڈالیں کہ وہ آئندہ قوم نہ رہیں۔اور اسرائیل کے نام کا پھر ذکر تک نہ ہو۔انہوں نے اپنے دل میں مشورت زنی ہے اور تیری مخالفت میں عہد باندھا ہے۔

حصہ دوئم:9 سے 18 آیات میں مصنف عرض کرتا ہے کہ اے خدا ان کو گرد باد کی مانند کر۔اور ہوا کے سامنے بھوسے کی مانند بنا۔جس طرح آگ جنگل کو جلاتی ہے اور شعلہ پہاڑوں کو جھلس دیتا ہے۔اسی طرح اپنی آندھی سے تو ان کاپیچھا کر اور اپنے طوفان سے ان کو پریشان کر۔ایسا کہ وہ جانیں کہ توہی اکیلا ہے۔جس کا نام یہواہ ہے۔اور ساری زمین پر بلندو بالا ہے۔یہ آصف کا آخری زبور ہے۔

زبور 84:بنی قرع کا زبور ہے۔بعض مورخین مصر ہیں کہ یہ زبور بنیہ قرع کی تصانیف میں نہیں۔بلکہ بنی قرع کے لیے ہے۔یہ عبارت اور ترکیب میں 42 اور 43 زبوروں سے ملتا جلتا ہے۔لیکن کچھ فرق بھی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ زبور 42 اور 43 میں مصنف اس بات پر مغموم اور آرزودہ خاطر ہے کہ وہ ہیکل کی عبادت میں شریک نہیں ہوسکتا۔لیکن اس زبور میں وہ خوشی کا اظہار کرتا اور کہتا ہے کہ ہم شریک ہوسکتے اورہوتے ہیں۔جملہ مفسرین اس کی تصنیف کے وقت کی نسبت متفق الرا نہیں ہیں۔چنانچہ بعض خیال کرتے ہیں۔یہ زبور تعمیرِ ہیکل سےب پہلے لکھا گیا۔اور بعض یہ کہ یہ زبور زمانہ داؤد کے بعد تصنیف ہوا۔بشپ وسکاٹ

صاحب زبور کی کتاب نسبت فرماتے ہیں کہ اس کی روحانی معموری قیدِوقت سے بالا و برتر ہے۔اور ہر زمانے کے کے واسطے روحانی زندگی کاگیت ہے۔اس کی تصنیف اورموقعہ کی دریافت کی دریافت کچھ بہت اہمیت نہیں رکھتی یہ زبور لفظ سلاسے جو کچھ چوتھی اور آٹھویں آیت کے آخیر میں ہے۔تین حصوں میں منقسم ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصہ اول:آیات 1 سے 4 خداوند کے مسکن کی تعریف کرتا اور ان کی نسبت اپنے اشتیاق کا یوں بیان کرتاہے۔کہ خداوند تیرے مسکن دل کش ہیں۔میری روح خداوند کی باگاہوں کے لیے آرزومند بلکہ گداز ہوتی ہے۔میرا من اور میرا تن زندہ خدا کے لیےللکارتا ہے۔مبارک وہ ہی جو تیرے گھر میں سکون پزیر ہیں۔مصنف ان چڑیوں کی جنہوں خدا کے مسکن میں آشیانوں کے لیے جگہ پائی ہے کہ اپنے بچے وہاں باحفاظت رکھیں تعریف کرتا اور ان کو مبارک کہتا ہے۔

حصہ دوئم:آیات 5 سے 8 میں مصنف کہتا ہے کہ مبارک وہ ہے جس میں الٰہی قوت موجودہے۔اور جس کے دل میں تیری راہیں ہیں۔کہ وہ سب مشکلات پر غالب آکر خدا کے حضور میں رسائی پادتے ہیں۔جہاں وہ اپنی دعائیں پیش کر سکتے ہیں۔وہ قوت سے قوت ترقی کرتے چلےجاتے ہیں۔اور خدا کے آگے صیحون میں پہنچ جاتے ہیں۔

حصہ سوئم :9 سے 12 آیات میں خداکی حضوری کی مبارک حالی کی تعریف و توصیف کرتااور کہتاہے۔کہ ایک دن جو تیری بارگاہوں میں گزرے۔ایک ہزار سے بہتر ہے۔میرے لیے خداکے گھر کی دربانی شرارت کے خیموں میں رہنے سے بہتر ہے۔کیونکہ خداوند ایک آفتاب ہے۔اور ان لوگوں سے جو کہ سیدھی چال چلتے ہیں۔کوئی اچھی چیز دریغ نہ کرے گا۔

زبور 85:بنی قرع کا زبور ہے۔اس کے مضمون سے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم اسرائیل اسیری سے مخلص ہو کر ملک کنعان میں آگئی تھی اور باوجود خدا کی بے حدا رحمت کےان کے حالت میں کوئی نمایاں تبدیلی اور ترقی کے آثار نہ تھے۔اور اس حالت کا سبب خود ان ہی میں تھا۔اگر یہ اسیری بابل والی اسیری تھی تو عزرا اور نعمیاہ نے ان کی اس حالت کا سبب بیان فرمایا ہے۔اور کہا ہے کہ اسرائیل اسیری تو لوٹ آئے تھے۔لیکن خدا کے طرف نہ لوٹے تھے۔بلحاظ مضمون اس زبور کے دوحصے ہیں۔

حصہ اول: 1 سے 7 آیات میں مصنف بنی اسرائیل پرخدا کی رحمتوں اور مہربانیوں کو دیکھتا اور ان کا اعتراف کرتا ہے۔اور ان کے واسطےخدا کی تعریف کرتا ہے۔اور آخر میں خدا سے دعا کرتا ہے۔کہ اے خدا! ہم کو پھرا۔اور اپنے قہر کو ہم پر سے دفعہ کر اور جلااور اپنی رحمت دکھا اور نجات بخش۔یہ دعا وہ کل اسرائیل کے لیے گزرانتا ہے۔خدا اپنے لوگوں کو نجات بخشتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بھی اپنی نجات میں کام کیے جائیں۔کیونکہ بزدلی اور پست ہمتی موجب برکت نہیں ہے۔

حصہ دوئم:اس حصے میں مصنف کہتا ہے کہ میں سنوں گا۔کہ خدا کیا فرماتا ہے۔مصنف کو کامل یقین ہے کہ خدا اپنے بندوں اور پاک لوگوں کو سلامتی کے باتیں ضرور کہتا ہے۔اور کہ چاہیے کہ وہ پھر جہالت کی طرف مراجعت نہ کریں۔سلامتی کی راہیں موجودہیں اگر ہم اس کے سب لوگ اس میں چلیں تو خدا جو کچھ بہتر اور خوب ہے۔ضرور دے گا۔کیونکہ جسمانی برکات اخلاقی اورروحانی کاملیت پر منحصر ہیں۔آخر میں مرقوم ہے کہ صداقت اس کے آگے آگے چلے گی۔اور صادقوں کے واسطے ایک راہ بنائے گی۔

زبور86:داؤد کی نماز: زبور کی تیسری کتاب داؤد کا یہی ایک زبور ہے۔جیسا کہ اکثر ہوتاہے۔حسبِ ضرورت دوسرے زبوروں اور پاک نوشتوں کے مقاماتِ مختلف سے منتخب کیا گیا ہے۔اس کے تین حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 5 آیات میں کئی ایک عرضیں ہیں۔اور ان میں اسباب بھی جو کہ ان کی منظوری کو ضروری اور لازمی ٹھہراتے ہیں بیان ہیں۔مثلاً آیت اول میں عرض ہے کہ اے خداوند اپنا کان جھکا اور میری سن کیونکہ میں پریشان اور مسکین ہوں۔

حصہ دوئم:6 سے 10 آیت میں وہ خدا کی صفات میں اپنی دعاؤں اور عرضوں کی قبولیت کا ثبوت اور امکان پاتا ہے۔مثلاًساتویں آیت میں وہ کہتا ہے کہ اپنی بپتہ کے روز تجھے پکاروں گا۔تو میری سنے گا۔غرض کہ وہ خدا میں ہمدردی اور ترس دکی صفات دیکھتا ہے۔اور ان کو مناجاتوں کی قبولیت کا کافی بہانا مانتا ہے۔

حصہ سوئم:آیات 11س ے 17 میں وہ دخدا کی شفقت اور رحمت پر تکیہ کرکے عرض کرتاکہ اس کو ایسی برکت عطا کرے کہ اس کے دشمن معلوم کریں کہ وہ ضرور خدا کی حفاظت میں ہے۔چنانچ آیت 17 میں مذکور ہے کہ مجھے بھلائی کا کوئی نشان دکھلاتاکہ جو مجھ سے کینہ رکھتے ہیں وہ دیکھیں اور شرمندہ ہوں۔کیونکہ تونے اے خداوندمیری مدد کی۔اور مجھ کو تسلی دی۔

زبور87:بنی قرح کا زبور: یہ زبور سب زبوروں سے نرالا ہے۔اور عجیب معلوم ہوتاہے۔اس واسطے کہ اس میں دکھلایا گیا ہے کہ اسرائیل کے جانی دشمن مصر اور بابل خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں گے۔بنی اسرائیل کو بتاکید حکم ہواتھاکہ وہ دیگر اقوام یعنی غیر لوگوں اسرائیل لوگوں سے الگ رہیں۔اوران کے ساتھ بلکل میل جول نہ کریں۔جیسا کہ مسیح کلیسیا کو حکم ہوا ہے کہ نکل آؤ جدا رہو اور ناپاک کو نہ چھوو دوسرا کرنتھیوں6 باب 17 آیت اس زبور سے صاف صاف ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی روز کل اقوام اسرائیل شامل ہوں گی۔صرف ظاہری طور پر تھیں۔بلکہ اس میں پیدا ہوں گی۔یعنی نئ پیدائش کے ذریعے اس میں شامل وشریک ہوں گی اور استحقاق و برکت میں مساوی حقوق رکھیں گے۔۔نیز کہ یروشلیم گویاتمام لوگوں کی ماں ہے۔گلتیوں 4 باب 26 آیت میں یوں لکھا ہے کہ اوپر کا یروشلیم آزاد ہے اور وہی ہم سب کی ماں ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ زبور حزقیا کے ایام میں تصنیف ہواکیونکہ یسعیاہ نبی کی کئی ایک پیشین گوئیاں اس کے مضمون سے اور ان کا طرزِ بیان اس کی عبارت سے مطابق رکھتا ہے۔مثلاً یسعیاہ 20باب20 سے 22 آیت میں مصر کی نسبت پیشنگوئی ہے۔اس زبور میں مصر کو راہب کہا گیا ہے۔کہ یاد کرو تم آگے کی نسبت غیرقوم والے تھے۔ایسے کہ وہ جو آپ کومختون کہتے ہیں۔یعنی جس کا جسمی ختنہ ہاتھ سے ہوا ہے۔تم کونامختون کہتے تھے۔اور یہ بھی کہ تم اس وقت مسیح سے جدا۔اسرائیل کی جمہوری سلطنت سے الگ وعدے کے عہدوں سے باہر ناامیداور دنیا میں سے جدا تھے۔سو اب تم بیگانےاور مسافر نہیں۔بلکہ مقدسوں کے ہم شعری اور خدا کے گھرانے کےہو۔اور رسولوں اور نبیوں نیو پر یہاں یسوع مسیح خود کونے کا سرا ہے۔وعدے کی طرح اٹھائے گئے ہو۔اس زبور میں تمتے ک علاوہ دو خاص حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 3 آیات میں ذکر ہے کہ یروشلیم یعنی صیحون خدا کا شہر ہے۔اس نے اس کی بنیاد مقدس پہاڑ پر ڈالی ہے۔اور جلال والے وعدوں کا وارث ہے۔جیسے کہ تیسری آیت میں مذکور ہے کہ اے خدا کے شہر تیری بابت جلال والی باتیں کی جاتیں ہیں۔

حصہ دوئم:4 سے 6 آیات میں خدا اس بات کا اشتہار دیتا ہے کہ میں مصر یعنی راہب اور بابل کو جو کہ یہودیوں کے پرنے دشمن تھے۔مذکور کروں گا۔کہ وہ میرے پہچاننے والوں میں شامل ہیں۔دیکھ فاست اورصور کوش سمیت وہاں پیدا ہوا۔اور صیحوفن کی بابت کہا جایئے گا کہ فلاں فلاں اس میں پیدا ہوا۔اور حق تعالیٰ آپ اس کو قیام بخشے گا۔اور خداوند قوموں کا نام لکھے گا۔تو گن کر کر کہے گا۔کہ یہ شخص وہاں پیدا ہوا تھا۔تتمہ: ساتویں آیت میں مذکور ہے کہ گانے والے بھی ہوں گے۔میرے سب چشمے تجھ میں موجود ہیں۔یہ انجیلی زبور ہے۔

زبور 88: سردار مغنی کے لیےقرع کا زبویا گیت۔جو کہ محلت سے گایا جائے۔

ہیمان از راخی کا مشکیل

چونک اس زبور میں امید کا نام تک نہیں یہ سب زبوروں سے زیادہ غم آلودہ اور اندوہناک سمجھا گیاہے۔بعض مفسرین خیال کرتے ہیں۔کہ یہ زبور اس وقت لکھا گیا کہ جب اسرائیل اسیری میں تھے۔اور بعض گمان رکھتے ہیں۔اس میں مصنف خود کو ایوب کی سی حالت میں تصور کرکے اپنی مایوسی کو ایوب ہی کے الفاظ میں بیان کرتاہے۔یہ زبور اس شخص کا مرثیہ ہے کہ جس مطلقاً روحانی تنویر نہیں ہے۔اور وہ اپنی گناہ آلودگی سے ناواقف ہو کر خدا کی رسائی کی کوشش کرتا ہے۔اس زبور کی تفصیل اس طرح ہے۔

(1) آیات 1 سے 8 میں مصنف اپنی ابتر حالت خدا کے سامنے اس مقصد سے پیش کرتا ہے کہ خدا اس پر ترس کھائے۔اور وہ کہتا ہے کہ میں نے دن رات خداوند کے آگے فریاد کی لیکن بجائے مدد اور رحمت کے اس نے مجھے اسفل میں اندھیرے مکانوں میں اور گہرائیوں میں ڈالااور اس نے میرے جان پہچان کو مجھ سے دور کیا۔اس زبور سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اپنی ابتری کےاسباب خودمیں نہیں دیکھتا۔اور نہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔بلکہ خدا کو اس کا سبب گردانتا ہے۔

(2) 9 سے12 آیات میں وہ اپنی زندگی سے بے زار ہو کر خدا سے سوال کرتاہے کہ کیا تو مردوں کے لیے مردوں کے لیے عجیب کام کرے گا؟کیا مردے اٹھیں گے۔اور تیری ستائش کریں گے؟ کیا گور میں تیری رحمت اور ہلاکت میں تیری سچائی کا چرچا ہوگا؟ کیا تیرے عجائبات اندھیرے میں اور تیری صداقت فراموشی کی سر زمین میں معلوم ہو گی۔

(3) آیات 13 سے 18 میں مصنف کہتا ہے کہ اے خدا میں تیرے آگے چلاتااور دہائی دیتا ہوں۔میری دعاصبح کوتیرے حضور پہنچے گی۔اور استفسار کرتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ خدا نے خدا نے اس کو ترک کردیا؟اور قہر سے اس کو ایسا گھرا کہ اس کو ذرا بھی آرام نہیں۔اورنہ ہی کچھ تسلی ہے۔بغیر سچی توبہ کے معافی محال ہے۔اور مسیح جدا اور دور رہ کرنجات کی خوشی سے محروم رہنا ہے۔

ایتان ازراخی کا مشکیل

گمان ہے کہ یہ زبور اس ستر سالہ اسیری کے ایام میں تصنیف ہوا کہ جب یہودیوں کا درالسلطنت تباہ و برباد ہوف گیا۔اور سب کے سب بمعہ بادشاہ کے اسیر و مقید ہوگئے اور جلا وطن کیےگئے۔اس زبور میں وہ سب اپنی بری حاکت پر بچشم

غور نظر کرتے ہوئے۔خداوند کا وہ وعدہ یاد کرتے ہیں کہ جو اس نے داؤد باندھا تھا۔جب وہ خداوند کے لیے ایکم ہیکل کی تعمیر کی کوشش میں تھا۔2 سموئیل7 باب 15 سے 16 آیت۔خداکے گھرانے کی نسبت کہتا ہے کہ میری رحمت اس سے ہر گز دجدا نہ ہوگی۔بلکہ ے تیرا گھر اور تیری سلطنت ہمیشہ سامنے موجود اور قائم رہیں گے۔تیرا تخت ہمیشہ ثابت رہے گا۔وعدہ تو یہ تھا لیکن حالت دگر گوں تھی۔کہ بادشاہ بموجب ساری رعایا اسیر تھا۔یروشلیم بمعہ بادشاہ کے تخت اور ہیکل کے تہ و بالا کیا گیا۔کیا خدا قادراور وفادار نہیں؟پھر یہ حالت زار کیونکر ہے؟

مصنف اس زبور میں خداوند کی تعریف کرتااور کامل بھروسےط سے کہتا ہے کہ خداوند قابلِ اعتبار ہے۔اور اس کے ثبوت ذیل کے دلائل پیش کرتا ہے۔

(1) آیات 1سے 4 میں وہ خداوند کا وعدہ دھراتا ہے۔کہ اپنے برگزدہ سے ایک عہد کیا ہے۔میں نے اپنے منہ سے داؤد سے قسم کھائی ہے۔کہ میں تیری نسل کو ابدتک قائم رکھوں گا۔اور تیرے تخت کو پشت در پشت قرار بخشوں گا۔

(2) آیات 5 سے 7 میں خدا کی وعدہ وفائی کے ثبوت میں وہ کہتا ہے کہ آسمان خداوند کے عظیم کاموں کی ستائش کریں۔اور مقدس لوگوں کی جماعت اس کی وفاداری کی۔وہ آسمان پر نبی اللہ میں بے نظیر ہے۔اور قدوسوں کی مجلس میں نہایت مہیب ہے۔

(3) آیات 8 سے 14 میں دکھایا گیا ہے کہ خداوند دنیا کا منتظم ہے۔اور اپنی قدرت اور حسنِ انتظام سے دنیا کو قائم رکھتا ہے۔لوگ اس سبب سے خوشی مناتے ہیں۔کہ عدالت اورصداقت اس کے تخت کی بنیاد ہے۔اور رحمت اور سچائی اس کے آگے آگے چلتے ہیں۔سو خداوند قابلِ بھروسہ ہے۔اور اس کی وفا داری میں کلام نہیں۔

(4) آیات 15 سے 18 میں مصنف کہتا ہے کہ وہ مبارک ہے کہ جو عبادت کی قرنائی آواز کا شناساں ہے۔کہ وہ خداوند کے چہرے کے نور میں خراماں ہوگا۔

(5) آیات 19 سے 37 میں خداوند کہتا ہے کہ میں نے داؤد سے عہد کیا۔سو میں اس میں وفادار رہوں گا۔اوراس عہد پر کاربند رہوں گا۔لیکن اگر اس کے فرزند میری شریعت کو ترک کردیں گے۔اور میرے احکام پر نہ چلیں گے۔تو میں چھڑی سے ان کے گناہوں کی اور کوڑوں سے ان کو ان کی بدی کی سزادوں گا۔میں اپنے عہد کو نہ توڑوں گا۔اور اس سخن کو جو میرے منہ سے نکل گیا اس کو نہ بدلوں گا۔اس کی نسل تاابد قائم رہے گی۔اور اس کا تخت میرے آگے سورج کی مانند ہوگا۔وہ چاند کی مانند آسمان پر سچے گواہ کی مانندابدتک قائم رہے گا۔

(6) آیات 38 سے 45 میں مصنف خدا سے فریاد کرکے اس کو جتاتا ہے کہ اس نے اس عہد کو جو کہ اس نے اپنے بندے داؤد سے کیاتھا۔باطل کیا اور کہتا ہے کہ تونے اس کے تاج کو زمین پر پھینک کر اسے ناپاک کیا ہے۔

(7) آیات 42 میں سے 51 میں وہ خداوند سے منت کرتا ہے کہ کہ وہ ان پر رحم کرے۔پیشتر اس سے کہ وہ اس دنیا سے معدوم ہوجائیں۔اور کہتا ہے کہ تو اگر ان کو نہ بچائے تو تیری پہلی مدارات اور مہربانیاں کس حساب و شمار میں ہوں گی۔الغرض اس زبور کا مقصد یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کی کارروائی اس کے وعدوںکے بموجب پہلو بہ پہلو ہے۔خداوند کی مہربانی اس کی وفاداری

اس زبور کی خوبی ہے۔اور یہ وہ الفاظ ق مناجات بارہا اس زبور میں آئے ہیں۔محبت سے خداوند کو مجبور کیا ہے۔کہ وہ داؤد کے گھرانے سے عہد باندھے اور وفاداری اس کو وعدہ وفائی پر مجبور کرتی ہے۔اس زبور میں مسیح کی نسبت کوئی وعدہ نہیں تو بھی یہ باتیں اس کی آمد پر دلالت کرتی ہے۔اس جگہ زبور کیبب تیسری کتاب۔تمجید تثلیث اور دہری آئین سے ختم ہوتی ہے۔

باب پنجم

کتاب چہارم

زبور 90سے 106

سوال۔17: زبور کی چوتھی کتاب کی کیفیت بیان کرو۔

جواب: اس کتاب میں سترہ یعنی 90 سے 106 زبور ہیں۔پہلا یعنی زبور 90 موسیٰ کا ہے سب زبوروں سے قدیمی ہے۔14 زبور گمنام (محروم امصنف) ہیں۔2 زبور یعنی 101 اور 103 زبور داؤد کے ہیں۔اس کتا ب کے اکثر زبور یہوسفط اور حزقیا بادشاہوں کے زمانے کی تصنیفات ہیں۔اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اسیری کے بعد تالیف ہوئی۔کیونکہ زبور 102 اسیری کے ایام کا ہے۔اور

غالباً عزرا کی تصنیف ہے۔

سوال18:چوتھی کتاب کےزبوروں کی تفصیل کرو۔

جواب :زبور 90 سب زبوروں سے قدیم اور مضمون کے لحاظ سے سب سے عالیٰ اور قابل مصنف کی بلند پردازی کا نتیجہ ہے۔اس میں خدا کی بےبیانی اور ازلیت اور انسان ضعف البیان کی بےثباتی دکھائی گئی ہے۔اس کے سرنامے سے ظاہر کے کہ یہ زبور موسیٰ

کی نماز ہے۔جوکہ عموماً مسیح مردوں کے دفن کے موقع پر پڑھی جاتی ہے۔اور انسانی زندگی کی بے ثباتی دکھائی جاتی ہے۔یہ زبور دو حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول:1 سے 12 آیات میں خدا کی پایانی کے ثبوت اور انسان کا فانی ہونا پیش ہے۔

حصہ دوئم:13 سے 17 میں انسان کی بے ثباتی کی وجہ بیان کی ہے۔

حصہ اول کی پہلی 6 آیات میں خدا کی ازلیت اور بے پایانی کی نسبت یہ آیا ہے کہ پیشتراس کے پہاڑ پیدا ہوئے۔اور زمین اور دنیا کو تونے بنایاازل سے ابدتک توہی خدا ہے۔انسان کی بے ثباتی کی نسبت ذکر ہے۔کہ تو انہیں یوں لے جاتا ہے کہ جیسے سلاب۔وہ گویا نیند ہیں۔وہ فجر کی اس گھاس کی مانند ہیں جو کہ اگتی ہے اور صبح کو ترو تازہ ہوتی اور لہلہاتی ہے۔اور شام کو جب کہ وہ کاٹی جاتی ہے۔بلکل سوکھ جاتی ہے۔

آیات 7 سے 12 میں انسان کی بے بثاتی کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے گناہ ہی سے خداوند کا قہر اپنے اوپر لایااور اسکی گنہگاری کے وجہ سے اس کی زندگی کے برس ستر برس ٹھہرائے گئے۔جو کہ اگر قوت ہو تو اسی تک پہنچ سکتے ہیں۔لیکن یہ سب دن سراسر توانائی محنت اور مشقت ہیں۔کیونکہ ہم جلد جاتے رہتے ہیں۔اور اڑ جاتے ہیں۔بارہوں آیت میں عرض ہے کہ اےخدا ہمیں اپنی ہماری عمر کے دن گننا سکھا۔کہ ہم دانا دل حاصل کریں۔

حص دوئم:اس حصے میں مصنف عرض کرتا ہے کہ اے خدا اپنے نبدوں کی طرف پھر متوجہ ہو۔اور ہم کو سویرے اپنی رحمت سے سیر کر تاکہ ہم اپنی عمر بھر خوشنود اور خوش وقت رہے۔اور ہمارے ہاتھوں کا کام ہم پر پھر قائم ہو۔ہاں تو ہمارے ہاتھوں کے کام کو پر پھر قائم کر۔اس سے یہ مراد ہے کہ چاہئے کہ جب تک دن ہے۔ہم خداوند کے کام میں مشغول ومصروف رہیں۔کیونکہ رات آئی ہے۔جس میں کوئی کام نہیں کرسکتے۔ہاں ہمارے کام کے قائم ہونے پر ہماری روحانی زندگی کی خوش وقتی اور خوشحالی موقوف و منحصر ہے۔

زبور91:زبوروں کی عبرانی کتاب میں گمنام ہےلیکن سپنوجنٹ یعنی ترجمہ ہفتاد میں داؤد سے منسوب ہے۔یہ زبور اس شخص کی حالت کو پیش کرتا ہے جو کہ اللہ تعالٰی کے پردے تلے رہتا ہے۔اور ظاہر کرتا ہے کہ ایسے شخص کی سب برکات اس کی اس حالت سے پیدا ہوتی ہیں۔اور اسی پر انحصار رکھتی ہیں۔یہ زبور خداوند یسوع مسیح پر بھی دلالت رکھتا ہے۔شیطان نے اس زبور کی بارہویں کیا تھا کہ جب اس نے مسیح کو ہیکل،کے کنگر ے پر کھڑا کیا۔اور کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہےتو کا بیٹا ہے تو اپنے تیئں یہاں سے گرا دے کیوکہ لکھا ہے کہ وہ واسطے فرشتوں کر فرمائے گا کہ۔وہ تیری خبر داری کریں۔اور تجھ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیں۔کہ مبادہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔لوقا 4 باب 9 سے 11 آیات۔

اس زبور کی تقسیم نہیں کی گئی۔اس کے بارے مترجم ڈیلش کیا خیال ہے کہ اس میں تین متکلین ہیں۔اور گانے کے واسطے اس کو ایسی ترتیب دی ہے کہ وہ تینوں اس کو حصہ بحصہ عبادت کے وقت ہیکل میں گائے۔اس طرح کہ پہلا متکلم پہلی آیت اور دوسرا متکلم دوسری آیت اس کے جواب میں گاتا ہے۔پھر دوسری بار متکلم اول آیت 3 سے 8 گاتا ہے۔کیااور دوسرا نویں

آیت پہلا مصرا گاتا ہے۔پھر تیسری بار متکلم اول نویں آیت کے بقیہ سے شروع کرکے تیرہویں کے آخر تک گاتا ہے۔اور تیسرا متکلم آیات 14 سے 16 گاتا ہے۔

متراجم کے اکثر تراجم میں متفرق ہیں۔مثلاً آیت اول اور دوئم کا ترجمہ اس طرح ہے کہ وہ جو خدا تعالیٰ کے پردے تلے سکونت کرتا ہے اور قادرِ مطلق کے سائے میں رہتاہے۔وہ یہوداہ کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ وہ میری پناہ اور میرا گڑھ ہے۔میرا خدا جس پر میرا توکل ہے۔اور بقیہ آیات میں یہوداہ کی حفاظت کی تفصیل ہے۔کہ تجھے صیاد کے پنجے اور مہلک وبا سے بچاتا ہے۔

آیات 10سے 11 میں مرقوم ہے کہ کوئی وبا تجھ پر نہ آئے گی۔اورکوئی آفت تیرے خیمے کے پاس نہ پہنچے گی۔وہ تیرے لیے اپنے فرشتوں کو حکم کرے گا کہ وہ تیری سب راہوں میں تیری نگاہ بانی کریں۔ایسا کہ وہ تجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے۔تا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔مسیح کے سب لوگ اس کے ساتھ میراث میں شریک و شامل ہیں۔وہ ان کو محفوظ رکھتا ہے۔

زبور92:سبت کے دن کے ایک زبور یا گیت۔تالمد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور سبت کی صبح ہیکل میں عبادت کے وقت گایا جاتا تھا۔جب کہ پہلا برہ گزارنے کے وقت ہیکل اس پر مے انڈیلی جاتی تھی۔اس زبور سے لے کر زبور 99 تک ہیکل کی عبادت میں شامل ہیں۔جو کہ بروز سبت میں استعمال ہوتے تھے۔اس کی تفصیل یوں ہے۔کہ

حصہ اول:پہلی پانچ آیات میں خداوند کے عظیم کاموں کے سبب اسکی ستائش کی گئی ہے۔اور مصنف اس سے خوش وقت ہے۔

حصہ دوئم: آیات 6 سے 9 می مصنف شریروں اور بد کرداروں کی حالت پر روشنی ڈالتا ہے۔اور کہتا ہے کہ وہ سب فناہوں۔

حصہ سوئم:آیات 10 سے 15 میں صادقوں کی خوش وقتی اور خوشحالی کا بیان ہے۔کہ وہ کھجور کے درختوں کی مانند لہلہادیں گے۔اور لبنان کے دیوداروں کلی طرح بڑھیں گے۔اور وہ جوخداوند کے گھر میں لگائے گے ہیں۔ہمارے خداوند کی درگاہوں میں پھولے وہ بڑھاپے میں بھی میوہ دیں گے۔اور شاداب و ترو تازہ ہوں گے۔اور ظاہر کریں گے کہ خداوند سیدھا ہے۔اس میں نارستی نہیں وہ میری چٹان ہے۔

زبور93:یہ بھی زبور 99 کی طرح یہودیوں کے سلسلۂ نماز میں شامل تھا۔اور ہفتے کے چھٹے روز استعمال ہوتا تھا۔اس میں یہوداہ بادشاہ کی تعریف کی گئی ہے۔چنانچہ آیت اول میں آیا ہے کہ یہوداہ باد شاہت کرتا ہے۔اس نے خود کو شوکت کی خلعت سے ملبس کیا ہے اور اپنی کمر قوت سے کسی ہے۔اس سبب سے جہاں قائم رہتا ہے۔اس سے ظاہرہے کہ یہوداہ ازل ہی سے بادشاہ ہے۔اور ابد تک بادشاہ رہے گا۔اس نے جہان کو قائم رکھا ہے۔اور وہ ٹلتا نہیں۔آیت حصہ دوئم میں لکھا ہے کہ تیرا تخت قدیم سے مستحکم ہے۔

اور تو ازل سےہے۔آیات 3 سے 4 میں لکھا ہے کہ یہوداہ ندیوں کے جوش و خروش اور سمندرکے طلاطم سے بھی قوی تر ہے۔5 آیت میں یہ آیا ہے کہ تیری شہادتیں یقینی ہیں۔اے خداوند قدوسی تیرے گھر کو زیب دیتی ہے۔

زبور94:ترجمہ ہفتاد میں یہ زبور داؤد سے منسوب ہے۔اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کا استعمال ہفتے کے روز پرہوتا تھا ۔اس زبور کا مقصد یہوداہ کی حکومت کی صداقت دکھانا ہے۔چنانچہ اس کی تمہید پہلی دو آیات میں مصنف یہوواہ کی کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے یہوواہ کے انتقاموں کے خدا جلوہ گر ہو۔اے جہانکے منصف خود کو بلند کراور متکبروں کوبدلہ دے

آیات3سے7 میں مصنف اپنی مذکور الصدر عرض کے اسباب بیان کرتا ہے۔کہ شریر شادیانہ بجاتے اور ڈکارتے ہیں۔اور گستاخی باتیں بولتے ہیں۔اور سب بد کردارکاقرنی کرتے ہیں۔وہ خداوند کے لوگوں کو پیش ڈالتےاور تیری میراث کو دکھ پہنچاتے ہیں۔ وہ بیوہ اور پڑوسی کو جان سے مارتے اوریتیم کو قتل کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ خداوند نہ دیکھے گا اور کا خدا ہر گز نہ سمجھے گا۔

آیات 8 سے 11 میں کہتا ہے کہ ان کے ایسے کاموں کامقصد خداوند کی تحقیر و تکفیر ہے کہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ انسان سے ناواقف ہے۔اور اس کو جانتا، سمجھتا اور پہچانتا نہیں ہے۔

آیات 12 سے 15 میں وہ ان لوگوں کی جو خداوند سے تعلیم پائے ہوئے ہوئے ہیں۔مبارک حالی اور فارغ البال کا بیان کرتا ہے۔کہ عدالت ضرور صداقت کی طرف پھیرے گی۔اور وفہ سب جن کے سیدھے ہیں۔خداوند کے پیچھے ہو لیں گے۔

آیات16 سے 19میں مصنف کہتا ہے کہ میں اپنے تجربہ سے خداوندکو صادق پاتا ہوں۔

آیات 20سے 30میں 23 میں مصنف یقین کامل رکھتا ہے کہ خدا ضرور شریروں کی بد کاری ان پر ڈالے گا۔اور ان ہی کی برائی برائی میں ان کو فنا کرے گا۔ہاں خداوندامار خدا ان کو فنا کرے گا۔

زبور 95:یہ بھی ہیکل کے عبادت کے سلسلے میں شامل ہے۔خیا کیا جاتا ہے کہ یہ زبور کسی خاص عید کے واسطے ہوا تھا۔ہفتادی ترجمہ میں یہ زبور داؤد کا زبور کہا گیا ہے۔پولوس اپنے عبرانیوں کے نام خط کے تیسرے باب میں جہاں کہ وہ خاص دن کے ٹھہرائے جانے کا ذکر کرتا ہے۔اس زبور کی ساتویں اور آٹھویں آیت سے اقتباس لے کر کہتا ہے کہ خدا اتنی مدت کے بعد داؤد کی معرفت فرماتا ہے کہ اگرآج کے دن تم اس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔سو یہ زبور اگر داؤد کا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے سلسلے کے سب زبور بغیر شک و شبہ داؤد ہی کی تصنفات ہیں۔یہ زبور دعوت کا کہلاتا ہے۔اور اس میں دو حصے ہیں۔

حصہ اول: آیات 1 سے 7 میں ایک خوشی کی دعوت ملتی ہے۔کہ آؤ ہم خداوند کی مدح سرائی کریں۔اپنی نجات کی چٹان کو خوش ہو کر للکاریں وغیرہ۔کیونکہ خداوند بڑا اور قادر خدا ہے۔وہ بڑا بادشاہ ہے۔اور سب معبودوں پر مقدم ہے۔آؤ ہم سجدہ کریں اور جھکیں۔اور اپنے خداوند کے حضور زانوے عجزو نیاز تہ کریں۔وہ ہمارا خدا ہے۔اور ہم اس کی چراگاہ کی بھڑیں ہیں۔

حصہ دوئم:آیات 9 سے 11 میں ایک موثر نصیحت کے بعد تاکید ہے کہ اگرآج کے دن تم اس کی آواز سنو تواپنے دلوں کو سخت مت کروجس طرح تمہارے باپ دادا نے آزمائش کے وقت مریبہ میں کیاجن کی نسبت میں نے غصے میں قسم کھائی کہ وہ میری آرام گاہ گاہ میں داخل نہ ہوں گے۔عبرانیوں 4 باب 1 آیت میں پولوس اس زمانے کے عبرانی لوگوں بتاکید کہتا ہے کہ جب کہ اس کے آرام میں داخل ہونے کاوعدہ باقی ہے۔تو چاہیے کہ ہم ڈریں۔تا ایسا نہ ہو کہ دیکھنے میں ہم میں سے کوئی پیچھے رہ جائے۔

زبور 96:اس زبور کی تحریر اول پہلی تواریخ کے سولویں باب میں پائی جاتی ہے۔اور وہ اس موقعہ کی تحریر ہے کہ جب داؤد عہد کا ابیدا دوئم کے گھر سے نکال کریروشلیم میں لے آیا۔سو ہم اس کو داؤد کا زبور کہیں گے۔بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ یہ زبور اسیری کے بعد تصنیف ہوا۔اس کے چار حصے ہیں۔

حصہ اول:آیت 1 سے 3 میں بتایا گیا ہے کہ یہوواہ کی تعریف کل عالم پر ہر جگہ اور ہر وقت ہونی چاہیے۔اور اس کی بشارت بھی ضروری ٹھہرائی گئی ہے۔تیسری آیت میں مذکور ہے کہ امتوں کے درمیان اس کا جلال اورساری قوموں کے درمیان اس کی عجیب قدرتیں کرو۔

حصہ دوئم:آیات 4 سے 6 میں بیان ہے کہ صرف یہواہ ہی تعریف و ستائش کے لائق ہے۔کیونکہ ادمتوں کے سب معبود ہیچ ہیں۔مگر آسمانوں اک بنانے والاخداوند ہے۔عظمت اور حشمت اس کے آگے ہیں۔اور توانائی اور جمال اس کے مقدس میں ہیں۔

حصہ سوئم:آیات 7 سے 9 میں مصنف لوگوں کو تاکید کرتا ہے کہ خداوند کو جانو۔اور کہتا ہے کہ اے لوگوں کے گھرانوں خداوند کی حشمت اور قوت کو جانو۔اور اس کے نام کےلائق اس کی بزرگی کرو۔ہدیا لاؤ۔اور اس کی بارگاہوں میں آؤ۔اور حسنِ تقدس کے سجدہ کرو۔

حصہ چہارم:آیات 10سے 13 میں مصنف چاہتا ہے کہ قوموں کے درمیان منادی کی جائےکہ یہواوہ سلطنت کرتا ہے۔اور اس سے جہان قائم ہے۔اور جنبش نہیں کھاتا۔اور کہ آسمان اور زمین پر کی کل موجودات خوشی کرے۔اور شادیانہ بجائے۔اور سمندر اور اس کی معموری بھی شورو غل کرے۔

زبور97:اس زبور کا مضمون یہ ہے کہ یہواہ صداقت کے ساتھ عالمگیر بادشاہ ہے۔مصنف اس میں اپنی آرزو ظاہر کرتا ہے۔کہ چونکہ یہواہ اپنی بادشاہت میں آیا ہوا ہے۔لوگ خوشی سے منادی کریں۔کہ یہواہ بادشاہ ہے۔اس زبور میں چار حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 3 آیات میں مرقوم ہے کہ خداوند سلطنت کرتا ہے کہ زمین خوشی کرے۔چھوٹے بڑے جزائر شاد ہوں وغیرہ۔

حصہ دوئم:آیات 4 سے6 میں اس کی حکومت کے نتائج بیان ہیں۔چنانچہ لکھا ہے کہ اسمان اس کی صداقت کی منادی کرتے ہیں۔اور سب امتیں اس کاجلال دیکھتی ہیں۔

حصہ سوئم:7 سے 9 میں کہا گیا ہے کہ وہ سب جو بت پوجتے ہیں اور مورتوں پر پھولتے ہیں وہ شرمندہ ہوں۔ لکھا ہے کہ صیحون نے سنا اور مگن ہوا اور یہوداہ کی بٹیاں یہواہ کی عدالتوں سے خوش وقت ہوئیں کیونکہ وہ سب معبودوں سے کہیں عالی اور برتر ہے۔

حصہ چہارم:10سے 12 میں راستبازوں کو نصیحت ہے کہوفہ بدی سے مجتنب رہیں۔اور مقدسوں کی جانوں کی نگہبانی کریں۔اور ان کوشریروں کے ہاتھوں سے چھڑائیں۔کیونکہ نور صداقوں کے لیے بویا گیا ہے۔اور خوشی ان کے لیے جن کے دن سیدھے ہیں۔آخر میں تاکید ہے کہ خداوند میں خوش رہو۔اور اس کی قدوسی کو یاد کرکے خوشی کریں۔

زبور98:یہ زبور نمبر 96 اور یسعیاہ نبی کی کتاب سے موافقت رکھتا ہے۔بعض گمان رکھتے ہیں کہ یہ زبور یسعیاہ کی کتاب میں منتخب کیا گیا ہے۔اور اس کے برعکس کہ یسعیاہ نے اپنی کتاب میں اس زبور میں سے انتخاب کیا ہوا ہے۔اس کا مضمون یہوواہ کی فتح مندی ہےجو نہ صرف یہودیوں سے بلکہ کل امتوں سے نسبت رکھتی ہے۔اس کے اعنوان میں اعنوان میں لفظ صرف مزمور ہی آیا ہے۔

اس کے دوحصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1 سے 3 میں گانے والے طلب ہیں۔کہ خداوند کا اس کے عجائبات کے سبب سے ایک نیا گیت گائیں۔ان عجائبات میں ذیل کی باتیں ہیں۔

(الف) اس کے دہنے ہاتھ اور مقدس بازوں نے اس کو فتح بخشی ہے۔

(ب) اس نے اپنی نجات ظاہر کی اور اپنی صداقت امتوں کو کھول کر دکھائی

(ج) اس نے اسرائیل کے گھرانے کی نسبت اپنی رحمت اور امانت کو یاد فرمایا۔اور زمین کے سب کناروں نے ہمارے خداوند کی نجات دیکھی

حصہ دوئم:4 سے 9 آیات میں زمین سمندراور ندیاں مدعو ہیں۔کہ خداوند بادشاہ کے آگے خوشیاں منائیں۔کیونکہ وہ زمین کی عدالت کو آتا ہے۔وہ صداقت سے دنیا کی اور راستی سے امتوں کی عدالت کرے گا۔

زبور99:یہ زبور شاہانہ زبوروں کے سلسلے کا آخری زبور ہے۔اس میں یہواہ بادشاہ کی حیثیت میں پیش کیا گیاہے۔اور اس بڑی تعریف کی گئی ہے۔اس سلسلے کا پہلا زبور 93 ہے۔جس میں اعلان کیا ہے۔کہ یہواہ سلطنت کرتا ہے کہ وہ شوکت کی خلعت پہنے ہے۔اور تخت قدیم تک مستحکم ہے۔زبور نمبر 94 اس سلسلے میں نہیں۔زبور نمبر 95 اس باد شاہ کی فضیلت اور فوقیت کو ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔یہواہ بڑا بزرگ خدا ہے۔اور عظیم الشان بادشاہ ہے۔جو سب معبودوں پر مقدم ہے۔نمبر 96 میں ایک فرمان ہے کہ کےدرمیان کہو کہ یہواہ سلطنت کرتا ہے۔اور اس سے جہان قائم ہے۔اور جنبش نہیں کھاتا۔وہ صداقت سے لوگوں کا انصاف کرے گا۔اگر یہواہ کا تخت ست گرانا کہیں ممکن ہوتا تودنیا دوخ بن جاتی۔نمبر 97 میں بیان ہے کہ یہواہ سلطنت کرتا ہے۔سو خوشی کرے۔اور خوردوکلان جزائر شاد ہوں۔

نمبر 98 میں آیا ہے کہ نرسنگے اور قرنائی پھونکتے ہوئے یہواہ بادشاہ کے آگے خوشی سے للکاریں۔

زبور نمبر 99 میں بتایا گیا ہے کہ یہواہ سلطنت کرتا ہے۔امتیں کانپیں۔وہ کیروبیم کے اوپر تخت نشین ہے۔سو زمین لرزے۔یہ سب زبور بتاتے ہیں کہ دنیا میں ایک الٰہی حکومت قائم کی گئی ہے۔جس کے بغیر دنیا مستقل نہیں رہ سکتی نیز ظاہر کرتے ہیں کہ زمین میں اطمینان سلسلے میں ہے۔کمال خوشی اور خرمی موجود اور ہوگی بھی۔بعض مفسرین زبور نمبر 100 بھی اسی سلسلے میں شامل کرتے ہیں۔اس سلسلے میں سات زبور ہیں۔جن میں سے ہر ایک ہفتے سات دنوں میں سے ایک دن استعمال ہوتا تھا۔سلسلے کے اختتام پر بزرگ مہیب اور عادل بادشاہ کی شکر گزاری ادا کی گئی ہے۔اس کی تفصیل اس طرح سے ہے۔آیت اول: بتایا گیا ہے۔کہ

(1) یہواوہ سلطنت کرتا ہے۔سو امتیں کانپتی ہیں۔

(2) آیات 2 سے 4 آیات میں اس تاکید کی وجوہات بیان ہیں۔اول یہ اس کانام بزرگ اور مہیب ہے۔دوئم اس کی توانائی عدک کو چاہتی ہے۔اور صداقت کو قائم کرتی ہے۔

(3) آیات 5 سے 9 میں تاکید ہے کہ تم یہواہ ہمارے خدا کو بزرگ جانوں اور اس کے پاؤں کی کرسی کے پاس سجدہ کرو۔اور ہمارا خدا قدوس ہے۔

زبور 100:یہ ایک شکر گزاری کا زبور ہے۔مفسرین کا فیصلہ ہے کہ یہ زبور شکرانے میں سب زبوروں سے اول اور برتر ہے۔اور چونکہ اس کا سراسر ایک ہی مضمون ہے۔کہ اقکل زمین شکر گزاری کرے۔اس کی تقسیم نہیں کی گئی۔

اس کی پہلی دو آیات میں مصنف کی طرف سے کل سر زمین مدعو و مطلوب ہے۔کہ یہواہ کےواسطے خوشی کا نعرہ ماریں۔خوشی سے اس کی تعریف کرے۔اور گاتی ہوئی اس کے حضور میں حاضر ہو۔

آیات 3 سے 5 میں مصنف اس نسبت کا جو ہمارے اور خدا کے مابین ہے۔اور جس کی وجہ سےاس کی شکر گزاری ہم پر لازم ہے۔بیان کرتا ہے۔کہ اور وہ یہ ہے کہ وہ ہمارا خلق کرنےوالا ہے۔اور اس کے لوگ اور اس کی چراگاہ کی بھڑیں ہیں۔سو واجب اور لازم ہے کہ اس کے دروازوں میں اور حمد کرتے ہوئے اس کی بارگاہوں داخل ہوں۔اس کا احسان مانیں اور اس کے نام کو مبارک کہیں۔کیونکہ یہواوہ بھلا ہے۔اور اس کی رحمت ابدی ہے۔اور اس کی وفاداری پشت در پشت ہے۔

زبور101:سرنامے میں یہ زبور داؤد سے منسوب ہے۔اور خیال کی جاتا ہے کہ اس سے پیشتر کہ عہد کا صندوق بیدا دوم کے گھر سے نکالا یہ زبور تصنیف ہوا۔یہ زبور ایک شاہوار آئینہ مانا گیا ہے۔جو کہ ایک عادل اور راست بادشاہ کی سیرت اور خوبیوں کا انکشاف کرتا ہے۔اس کی پہلی آیت شاہ کا میلان و رجحان خدا کی طرف دکھایا گیا ہے۔اور اس میں وہ کہتا ہے کہ میں رحمت اور عدالت کےگیت گاؤں گا۔اور یہی باتیں جو سلاطین کی آراستگی کے لیے۔ضروری اورلازمی ہیں۔

آیات 2 سے 6 میں وہ اپنی نسبت ایک ارادے کوتصمیم دیتا ہے۔کہ میں کامل راہ میں دانش مندی سے چلو۔اور اپنے گھر میں کامل دل سے ٹہلتا پھروں گا۔اور یہواہ کی حضوری اور باگاہ عالیہ کے عالیہ کے لیے اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔کہ میں اپنی آنکھو کے رو برو کوئی چیز نہ رکھوں گا۔اور کج رو لوگوں کےکام سے متنفر اور مجتنب رہوں گا۔یہاں تک سے کچھ ہرگز واسط یا تعلق نہ رکھوں گا۔اور شریر سےآشنائی نہ کروں گا۔

آیات 5 سے 8 میں وہ ندما اور صنا وید مملکت کی نسبت کہتا ہے کہ میری آنکھیں ملک کے ایمانداروں پر ہیں۔کہ وہ میرے ساتھ رہیں کیونکہ وہ کامل راہ پر چلتا ہے وہ میری خدمت کرے گا۔لیکن دغا باز میرے گھر میں نہ رہنے پامدئے گا۔اور دروغ گو میری نظر تلے نہ ٹھہرے گا۔میں ملک سے سب شریروں سویرے (جلدی) ہی فنا کرودں گا۔اور خداوند کے شہر سے سب بد کرداروں کوکاٹ ڈالوں گا۔

زبور 102:ایک مصبیت زدہ کی ج کہ بحالتِ مجبوری اپنی بد حالی خداوند سے بیان کرتا ہے۔نمازف ہے، گمان ہے کہ یہ زبور اس وقت تصنیف ہوا کہ جب کہ یہودیوں کی اسیری ختم ہونے والی تھی۔اس کی پہلی آیات میں نمازی اپناشخصی حال خداوند سے بیان کرتا ہے۔اور عرض کرتا ہے کہ خدا اس کی سنے اور کہتا ہے کہ اے خدا اپنا منہ مجھ سے نہ چھپاکہ میرا دل کھیتی کی

مانند مارا پڑا ہے۔اور وہ سوکھ گیا ہے۔میں روٹی کھانا بھی بھول جاتا ہوں۔بلکہ میں روٹی کی جگہ خاک پھانکتا ہوں اور اپنے پانی میں آنسوں ملاتا ہوں تیرے غضب اور قہر کے سبب سے کہ نوتے مجھ کوبرپا کیا اور پھر گرا دیا۔گیارہویں آیت کے آخری حصے میں اوردیگر آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فریاد قومی اور یہ نماز اسیروں کی ہے۔

آیات 12 سے 22 میں خداوند کی برقراری کی تعریف یہ کو تو اٹھے گا۔اور صیحون پر رحمت کرے گا۔کہ اس پر رحمت کرنے کاوقت ہے۔ہاں اس پر رحمت کرنے کا وقت آپچا ہے۔اس نےا پنے مقدس مسکن پر سے نگاہ کی خدا خداوند نے آسمان پر سے زمین پر نظر کی کہ قیدی کاکراہنا سنے۔آیات 23 سے 28 میں نمازی کہتا ہے کہ راہ میں اس نے زور گھٹا دیا۔اور میری عمر کو کوتاہ کیا۔تب میں نے کہا اےاے میرے خدا میری نیم گزشتہ عمر میں مجھ کو نہ اٹھا لے۔جب کہ تیرے برس پشت در پشت ہیں۔

اسرائیل کی قومی زندگی 490 سال تھی۔اور اسیری کے وقت سےرہائی پانے کے وقت 490 سال اور بڑھائی گئی تھی۔تاکہ وہ اپنے آپ کو آراستہ کریں۔اور اپنی اصلاح کریں۔

آخر میں پھر خداوند کی تعریف ہے۔تونے قدیم سے زمین کی بنیاد ڈالی۔آسمان پر بھی تیرے ہاتھ کی صنعتیں ہیں۔وہ نیست ہو جائیں گے۔پھر تو باقی رہے گا۔ہاںوہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہو جائیں گے۔پر خداتو وہی ہے۔اور تیرے برسوں کی انتہا نہ ہو گی۔تیرے بندوں ،کے فرزند بسے رہیں گے۔اور ان کی نسل تیرے حضور قائم رہے گی۔

زبور 103:یہ داؤد کا زبور ہے۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول:آیات 1 سے 5 میں تمہید ہے۔جس میں مصنف خدا وند کی خاص رحمتوں پر غور کرکے اپنے میں احسانمندہ پیدا کرتا ہے۔چنانچہ پہلی 2 آیات میں وہ کہتا ہے کہ میری جان اور سب جو مجھ میں ہوں وہ سب خداوند کے قدوس نام کومبارک کہہ۔اور اس کی نعمتوں کو فراموش نہ کر۔آیات 3 سے 5 میں ان نعمتو کیا یک تفصیل ہے۔

حصہ دوئم:آیات 6 سے 18 میں یہواہ کی صداقت، انصاف اور رحمت کی تعریف کی گئی ہے۔مصنف اعتراف کرتا ہے کہ اس نے ہم سے نیک سلوک کیا ہے۔کہ اس ہمارے گناہوں کےموافق ہم سے سلوک نہیں کیا۔اورہماری بدکاریوں کے مطابق ہمیں بدلہ نہیں دیا۔بلکہ جس طرح کہ آسمان زمین کے اوپر بلند ہے۔اسی ان کی رحمت ان پر پڑی جو اس سے ڈررتے ہیں۔اور جس طرح باپ بیٹوں پر ترس کھاتا ہے۔اسی طرح خداوند ان پر جو اس ڈرت ہیں ترس کھاتا۔اس شرط پر کہ وہ اس کے عہد کو حفظ کریں۔اوراس کے احکام یاد کرکے ان پر عمل پیرا ہوں۔

حصہ سوئم:آیات 19 سے 22 میں مصنف یہواہ کی بادشاہت پر اپنی کمال خوشی ظاہر کرتا ہے۔اور کہتا ہے کہ یہواہ نے آسمانوں پر اپنا تخت قائم کیا ہے۔اور اس کی بادشاہت سب پر مسلط ہے۔اور سب فرشتگان اور ان کو جو کہ زور میں سبقت لے جاتے ہیں۔اور اپنے لشکر اور خدمت گزاروں کوکہتا ہے کہ اس کو مبارک کہو۔اور آخر میں جان سے مبارک ہو کر کہتا ہے کہ تو بھی یہواہ کومبارک کہہ۔

زبور104: باز صاحب کہتا ہے کہ اس زبور کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ زمین کی پیدائش اور اس کی سلانہ تازگی اور بحالی سے یہوواہ کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔

کالون صاحب کہتا ہے کہ یہ زبور یہواہ کی خاص برکات اور روحانی زندگی کی طرف کلیسیا کا خیال نہیں لگاتا۔بلکہ یہوواہ کی بے پایا دانائی،قدرت اور خیر اندیشی کو ظاہر کرتا ہے۔کہ وہ قدرت کی خوش نمائی سے انسان کی زندگی کوخوشی اور خرومی سے بھرپور کرتا ہے۔اس میں تین خاص باتیں ہیں۔

اول: فطرت کی بحالی اور یہوواہ کی موجودگی اور اس کی قدرت کے ظہور کی محتاج]ہے۔

دوئم: یہوواہ بحیثیت پیدا کنندہ ہمیشہ مصروف لگا رہتا ہے۔وہ اپنے کام میں کبھی سستی، کوتاہی یا التوا نہیں کرتا۔بلکہ انتظام میں مصروف رہتا ہے۔تاکہ کل کام با رونق رہے اور اس کو جنبش نہ ہو۔

سوئم: پیدائش کی کتاب سے کیفیت تخلیق عیاں ہے۔اور اس زبور میں پیدائش کی نسبت یہوواہ کی خیر اندیشی ہے۔اور اس کے بارونق رہنے اور تازگی پانے کا ذکر ہے۔جس کے لیے کل مخلوقات کوہمیشہ اس کی ستائش کرنی لازم وملزوم ہے۔اس زبور کی کوئی خاص تقسیم نہیں۔مصنف اس کی اول آیت میں اپنی جان کو اکساتا ہے۔کہ یہوواہ کو مبارک کہہ وہ میرا خدا ہے۔اور وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔اور حشمت اور جلال کا لباس پہنے ہے۔

آیات 2 سے 4 میں یہواہ نور میں ملبوس نظر آتا ہے۔جس سے یہ مراد ہے کہ سب سےئ پہلے اس نے روشنی بنائی۔

آیات 5 سے 9 میں وہ زمین اور پانی کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔

آیات 10سے 18 میں بیان ہے کہ یہوواہ چشموں کو جاری کرکےان میں ندیاں رواں کرتا ہے۔جو پہاڑوں میں بہتی ہیں۔تاکہ وہ میدان کے چوپائیوں کو پانی دیں۔اور درختوں کو اگائیں۔کہ پرندے ان پر بسیرا کریں۔اور نغمہ سنجی سے انسان کو خوش اور مسرور کریں۔یہوواہ پہاڑوں کو سیراب کرتاہے۔کہ یہ زمین سے آسودہ ہو۔چوپائیوں کےلیے گھاس اور انسان کے سبزی اگائے۔اس نے اونچے پہاڑو ں بکروں اور چٹانوں کو جنگلی خرگوشوں کے لیے بنایا۔آیات 19 سے 24 میں چاند و سورج کا ذکر ہے۔کہ یہوواہ نے تعدد اوقات کے لیے بنایا ہے۔یہاں تک کہ آفتاب اپنے غروب کی جگہ جانتا ہے۔وہ اندھیرا کرتا ہے تو رات ہو جاتی ہے۔اور سب جنگلی حیوان سیر کرتے ہیں۔جب کل بنی نو آدم اپنے گھروں ان سے محفوظ رہتے ہیں۔وہ آفتاب کے طلوع پر جمع ہوتے اور اوراپنی ماندوں میں چھپ جاتے ہیں۔لیٹ رہتے ہیں۔اور انسان سے مامون اور محفوظ رہتے ہیں۔

آیات 25 سے 31 میں سمندر اور اس میں رہنےوالوں کاذکر ہے۔اس میں بے شمار چھوٹے بڑے جانور رہتے ہیں۔اس پر جہاز بھی رواں ہیں۔سمندر کےسب جانداریہوواہ کی طرف اپنی نظر اٹھاتے ہیں۔اور ان کو وقت پر خوراک بہم پہنچاتا ہے۔اس جگہ مصنف یہوواہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو جب منہ پھیر لیتا ہے کہ وہ حیران ہوتے ہیں۔اور جب تو ان کا دم واپس پھیر لیتا ہے تو وہ مر جاتے اور ادپنی مٹی میں مل جاتے ہیں۔خداوند جلال ابدی ہے۔اور خداوند صنعتوں سے خوش ہے۔

آیات 32 سے 35 میں وہ بیان کرتا ہے کہ یہوواہ زمین پر نگاہ کرتا ہے۔وہ سراسر کانپ جاتی ہے۔یعنی متزلزل ہوتی ہے۔وہ پہاڑوں کو چھوتا ان سے دھواں اٹھتا ہے۔یعنی کہ آتش فشاں پہاڑوں کو بناتا ہے۔آخر میں مصنف کہتا ہے کہ جب تک میں زندہ

رہوں گا۔خداوند کے گیت گیت گاؤں گا۔اور ایک خواہش ظاہر کرتا ہے کرتا ہے۔گنہگار زمین پر سے فنا ہوں۔اور شریر بھی باقی رہیں۔اس کے بعد مصنف اپنی جان سے یوں سخن طرازی کرتا ہے۔کہ اے میری جان خداوند کو مبارک کہہ اور اس کی ستائش کر ہیلیلویاہ۔یہ لفظ اس زبور میں اول دفعہ مشتمل ہے۔اور یہ زبور 105 کے اختتام پر آیا ہے۔

زبور 105:اس کا مضمون زبور 78 اور 106 کی طرح ہے۔بنی اسرائی کی قومیت کےشروع میں یہوواہ کے عجیب کاموں کا ذکر ہے۔لیکن اس کا مقصد ان کے مقاصد سے مختلف اور متفرق ہے۔زبور ایک تعلیمی مقصد رکھتا ہے۔زبور 106 اسرائیل کے توبہ آمیزاقرار کا بیان کرتاہے۔لیکن زبور 105 کی پہلی پندرا آئیتں پہلی تواریخ 16 باب 8 سے 22 آیت کا انتخاب یہ وہ باتیں ہیں۔جو داؤد نے آصف کو اس وقت کہیں جب عہد کا صندوق یروشلیم میں پہنچایا گیا۔چنانچہ یہ سب سے اول زبور ہے۔جو یہوواہ کی شکر گزاری سے ہوتا۔اور ظاہر کرتا ہے۔کہ یہوواہ کا شاہی فضل سب ہے۔جس کو وہ چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے چھوڑتا اور رد کردیتا ہے۔یہ دونوں کام اس کے فضل کا ظہور ہے۔

تواریخی زبور میں یہوواہ اپنی محبت اور فضل بنی اسرائیل کے سب واقعات میں ظاہر کرتا ہے۔اس زبور کے چھ حصے ہیں۔

حصہ اول:1 سے 2 آیات میں تمہید ہے اور اس میں مصنف ابراہیم کی نسل اور یعقوب کو تاکید کرتا ہے۔کہ یہوواہ کا شکر کریں۔اور لوگوں کےدرمیان چرچا کریں۔اس کی کارگزاری کا بیان کریں۔اور اس کے مقدس نام پر فخر کریں۔

حصہ دوئم:7 سے 11 آیات میں ظاہر کیا گیا ہے۔یہوواہ نے اب تک اپنے عہد کو یعنی اس سخن کو جو اس نے ہزار پشتوں کے لیے فرمایا ہے۔یاد رکھا۔اور اس نے یعقوب کے لیے ایک شریعت اور اسرائی کے لیے ایک ابدی عہد ٹھہرایا۔اور وعدہ کی کہ میں ملکِ کنعان کی سرزمین تجھ کو دیتا ہوں۔یہ تیرا موروثی حصہ ہے۔

حصہ سوئم:12 سے 15 آیات میں دکھایا گیا ہے کہ یہوواہ نےت بنی اسرائیل پر اس سے پیشتر کہ وہ قوم بنے اور ب کہ وہ نہایت ہیچی کمزور چھوٹااور کم سن تھا۔اس پر فضل کیا اور اس کو سنبھالا۔اور اس کے ساتھ ملکِ کنعان کا وعدہ فرمایا۔

حصہ چہارم:16 سے 24 آیات میں مصنف یوسف کا حال بیان کرکے دکھاتا ہے۔کہ یہووانے اس پر کس قدر فضل کیا۔

حصہ پنجم: 25 سے 36 آیات میں بنی اسرائیل کی غلامی اور ان کے ساتھ یہوواہ کے عجیب کام اور اس کا فضل و کرم دکھایا گیاہے۔

حصہ ششم:37 سے 45 آیات میں مصنف بنی اسرائیل کی رہائی کی تعریف کرتا اور کہتا ہے کہ وہ اپنے کو خوشی کے ساتھ اور اپنے برگزیدوں کو شادیانے کے ساتھ نکال لایا۔اور انہیں قوموں کی زمین دیتاکہ وہ اس کے حقوق کو حفظ کریں۔اور اس کی شرطوں کو یاد رکھیں۔اس کے اختتام پر لفظ ہیلیلویاہ ہے۔

زبور106:یہ زبور ہیلیلویاہ زبوروں کے سلسلے کا اول زبور ہے۔اس سلسلے میں کل گیاراں یعنی زبور 106 ، 111 ،112، 113، 117، 135 ، 146 ، 147 ، 148 ،149 اور 150 زبور ہیں۔

اس میں بھی اسرائیل کی تاریخ ملتی ہے۔اور ان کی گردن کشی ،گناہ آلودگی، ناشکر گزاری تنبیہ اور سرزنس اور آخرکار ان کی اسیری کا ذکر بڑی خصوصیت سے ملتا ہے۔اور اس کے ساتھ ان کی توبہ تائب بھی ہے۔وہ اقرار کرتے ہیں کہ ان کے گناہوں ہی کی وجہ سےوہ اس ابتر حالت کو پہنچے۔

اس زبور کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ یہوواہ کی عجیب برداشت اس کے جلال کے باعث ہے۔چنانچہ آیت اول میں جوکہ تمہیدی ہے۔یہوواہ کی تعریف ہے۔کہ وہ بھلا ہے۔اس کے مطلع میں لفظ ہیلیلویاہ ہے۔جس کے معنی ہیں کہ یہوواہ کی ستائش کرو۔چوتھی اور پانچویں آیت میں مصنف عرض کرتا ہے کہ یہوواہ تیری خاص مہربانی مجھ پر ہو۔تاکہ میں تیرے برگزیدہ لوگوں کی بھلائی دیکھوں۔اور تیری قوم کی خوش وقتی سے خوش ہووں۔اور تیری میراث سے فخر کروں۔

آیات 6 سے 33 میں مصنف بنی اسرائیل کا گناہ شرارت گردن کشی اور نادانی کا بیان کرتا اور کہتا ہے کہ ہمارے باپ دادا ملکِ مصر میں عجیب قدرتوں کو نہ سمجھےانہوں نے تیری رحمتوں کے کثرت کو یاد نہ کیا۔بلکہ دریائے برہان اور دریائے قلزم پر بغاوت کی لیکن یہوواہ نے اپنے نام کے لیے انہیں بچایا۔تاکہ اپنی قدرت ظاہرکرے تب وہ انہیں دریائے قلزم عبور کرنے اور مصریوں کی ہلاکت اور ان کے جنگل میں حرص کرنے اور خیمہ گاہ میں موسیٰ اور یہوواہ کے مقدس مرد ہارون پر حسد کرنے اور حوریب میں بچھڑا بنانے، نجات دینے والے خدا خدا کو بھلادینے اور موسیٰ کی سفارش اور ان سب کے نتائج کی طرف اشارہ کرتا۔لکھا ہے کہ انہوں نے اس دل پذیر کی تحقیر کی اور یہوواہ نے ان کے درمیان وباہ بھیجی۔اور انہوں موسیٰ کو مریبہ کے پانیوں پر غصہ دلایا۔اور موسیٰ کی وجہ سے گنہگار ٹھہرا۔کیونکہ انہوں نے اس کی روح کو دق کیا۔ایسا کہ وہ اپنے لبوں سے نامناسب بولا۔

آیات 24 سے 44 میں ذکر ہے کہ جب وہ ملکِ کنعان میں پہنچے توانہوں نے ان اقوام کو جن کی بابت خدا نے ان کو حکم دیا تھا کہ ان کو بلکل خارض کردو نہ مارا بلکہ غیر امتوں سے میل کیا۔اور ان کے کام سیکھے۔اور ان کےب بتوں کی پرستش کی اور اپنے بیٹے اور بیٹیاں شیطان کے لیے قربان کیے۔تب خدا نے اپنے غصے میں ان کو غیر اقوام کے قبضے میں کردیا۔اور وہ مغلوب وزیرودست ہو کران کے مطیع و تابع تابع ہوئے۔لیکن خداوند نے رحم کرکے ان کو دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑایا اور ان کا ایسا انتظام کیا کہ انہوں جو ان کو اسیر کرکے لے گئے تھےان پر ترس کھایا اور ان سے نیک برتاؤ کیے۔سومصنف آخری آیت میں کہتا ہے کہ خداوند اسرائیل کا خداابد تک مبارک ہو۔اس پر سب لوگ ایک زبان ہو کر بولے کہ آمین۔ہیلیلویاہ۔زبور کی چوتھی کتاب ختم ہوئی۔

کتاب پنجم

زبور107 سے 150

سوال 19:زبور کی پانچویں کی کیفیت بیان کرو۔

جواب:پانچویں کتاب میں 44 یعنی 107 سے 150 زبور ہیں۔جن میں 28 گمنام یعنی محروم المصنف ہیں۔15 داؤد کے اور سلیمان کا ہے۔یہ کتاب غالباً عزرا فقیہ کے ہاتھ سے اسیری کے بعد تالیف ہوئی اورکئی ایک ہیلیلویاہ سے ختم ہوئی ہے۔

سوال20:اس کتاب کے زبوروں کی تفصیل کرو۔

جواب :زبور 107 بعض مفسرین اس کو تواریخی زبور 106 کا جواب مانتے ہیں لیکن وہ حیران ہیں کہ یہ زبور پانچویں کتاب میں ہے۔اور بعض کہتے ہیں یہ زبور تواریخی نہیں ہے۔بلکہ کئی ایک ایسے واقعات پیش کرتا ہے کہ جو کہ عملی طور پرصریحاً اور ظاہری طور پرانسانی زندگی میں اکثر آتے ہیں۔اس کاخاص مقصد یہ بتانا ہے کہ یہوواہ دعا کا جواب دیتا ہے۔اول اس سبب سے کہ لوگ یعنی اس کے لوگ تنگی میں اس کو پکارتے ہیں۔

اور دوئم اس سبب سے کہ وہ بھلا ہے۔اس کی رحمت بدی ہے۔اور اس کی نگاہ ہمیشہ انسان پر لگی ہے۔اور اس سبب سے بھی بنی آدم برکاتِ جسمانی کے لیے اس سے عرض کرسکتے ہیں کہ اور وہ عرضوں جوادب بھی ضرور دیتا ہے۔ان تمام باتوں کی بنا پراس کی شکر گزاری کی جائے۔

اس زبور میں تمہید کے علاوہ 6 خاص حصے بھی ہیں۔جن میں سے ہر ایک حصہ ایک خاص واقعہ پیش کرتا ہے۔اس کی تمہید پہلی تین آیات میں ہے۔جن میں مصنف رہائی یافتہ لوگوں سے شکر گزاری لازمی بتاتا ہے۔

ادن چھ حصوں میں ہر دوحصوں کے مابین الفاظ ستائش کریں آتے ہیں۔اور ایک دوسرے سےجدا کرتے ہیں۔

حصہ اول:4 سے 9 آیات ان لوگوں کاذکر ہے جو کہ بیابان میں بھٹکتے پھرتے تھے۔اور جب بھوک اور پیاس تنگ آ کرانہوں نے خداوند کو پکارا تواس نے انہیں رہائی بخشی۔

حصہ دوئم:10 سے 16 آیات میں دکھایا گیا ہے کہ ان کو جو تاریکی اور موت کے سایہ کی وادی میں بیٹھے تھے۔اور مصیبت اور لوہے سے جکڑے ہوئے تھے۔رہائی ملی۔چونکہ ان لوگوں خدا کے حکام سے بغاوت کی۔اور حق تعالیٰ کی مسلحت کی تحقیر کی۔اس نے انکے دلوں کو مشقت سے عاجز کیا۔اور وہ گر پڑےاور ان کا کوئی مدد گار نہیں تھا۔ایسی حالت میں جب انہوں نے خداوند کو پکارا تواس نے ان کو تمام مصائب رہائی بخشی۔

حصہ سوئم:17 سے 27 آیات میں ایک بڑی حوصلہ افزادل پسند بات ہے۔کہ اگر کوئی اپنی کجروی ،بد چال او ر بد کرداریوں کے سبب مصیبت میں مبتلا ہوجائے۔یہاں تک کہ موت کے دروازوں پکے نزدیک پہنچ جائے تو بھی اگر ایسی حالت میں وہ دعا کرے تو خداوند اپنا کلام بھیجتااور خلاصی بخشتا ہے۔

حصہ چہار م:آیات 23 سے 32 میں ان لوگوں کا بیان ہے۔جو کہ جہازوں میں سمندر کی سیر کرتے ہیں کہ جب طوفانی ہوا اٹھتی ہے۔اور ان کی جانیں پریشان ہوتی اور پگل جاتی ہیں۔لیکن جب وہ یہوواہ کو پکارتے ہیں تو وہ ان کو خلاصی بخشتا ہے۔ان

کے واسطےمناسب ہے کہ جب وہ آبادی میں سلا متی سے جائیں تو لوگوں کے مجمع میں ایسے واقعات اور غائبانہ ہاتھ سے اپنے بچنے کا چرچا کریں اور یہوواہ کی ستائش شخصی طور پر اور بزرگوں کی جماعت میں بھی کریں۔

حصہ پنجم:33 سے 41 آیات میں بیان ہوا ہے کہ یہوواہ نہروں کو صحرا اور پانی کے چشموں کو سوکھی زمین کردیتا ہے۔اور جید زمین کو شوربنا دیتا ہے۔اور یہ ان کی جو وہاں بستے ہیں۔شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ساتھ اس کے اس کا رحم بھی بے پایاں ہے۔کہ بیابان کو جھیل اور خشک زمین کو چشمہ بناتا ہے۔اور اسی جگہ بھوکو کو بساتا ہے۔کہ وہ اپنے رہنے واسطے شہر تیار کریں۔

آیات 40 سے41 میں کہ وہ انسان کی حیثیت و قدر میں بھی تمیز و تفریق کرتا ہے۔یعنی کہ وہ امیروں کو ذلیل اور رسوا کرتا اور خاک ساروں کو ان کی عاجزی میں سے اٹھا کرتا ہے۔اور ان سب باتوں سے خداوند کا انتظام ظاہر ہوتا ہے۔اور یہ انسان سے خداوند کی شکر گزاری طلب کرتا ہے۔

حصہ ششم:آیات 42 سے43 سے مصنف دکھاتا ہے کہ متذکرہ تصدرباتوں کا نتیجہ صادقوں اور بد کرداروں پر کیاہوتاہے۔وہ کہتا ہے کہ صادق مسرور ہوں گے۔لیکن بدکاروں کا منہ بند ہوجائے گا۔دانا دل اور صاحبِ تمیز ان باتوں پر غور وفکرکرکے خداوند کی رحمتوں پر خوب سمجھ سکتا ہے۔

زبور108:یہ ایک انتخابی زبور ہے۔اس کی پانچ آیات زبور 57 آیات7 سے11 کا اور زبور 108 آیات 6 سے 13 اور زبور 60آیات 5 سے 12 کا انتخاب ہیں۔اس کے سرمانے سے ظاہر ہے کہ یہ داؤد کا گیت اور زبور ہے۔لیکن یہ معلوم نہیں کہ یہ کیوں تین زبوروں سے انتخاب کیا ہوا

ہے۔اس کا مقصد یہوواہ کی عظیم رحمتوں اور امانتداری کے واسطے اس کی تعریف اور ستائش کرنا ہےچونکہ اس کی تفصیل 57 اور 60 زبوروں حصہ بحصہ ہو چکی ہیں۔اس پر جگہ علیحدہ غور کرناچنداں ضروری نہیں۔

زبور109:سردار مغنی کے لیے داؤد کا زبور۔اس زبور سے ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔جو کہ چار یعنی 109 سے 112 بوروں پو مشتمل ہے۔اس کل سلسلے میں مسیح۔پیش ہوا ہے۔اس زبور میں اس کی اذیت کا ذکر ہے۔قدیم آبا نے اس کا سکریوتی کا زبور رکاتھا۔کیونکہ پطرس نے اعمال 1 : 16 سے 20 میں اس کو یہوداہ اسکریوتی سے منسوب کیا گیا ہے۔اگر ہم یہودیوں کی علامت سمجھ سکیں تو یہ بھی صفائی کے ساتھ سمجھ میں آ

جائے گا۔کہ وہ فتویٰ جو اس پرجو مسیح کے کام کو روکنا اور اسے تخت سے گراناچاہتا تھا۔لگایا گیا۔یہودیوں کی قوم پر مجموعی طور پر عائد ہوتا اس زبور کا نقشہ اس طرح ہے۔کہ آیات 1سے 5 مسیح اس شخص کی مانند بولتا ہے کہ جو دشمنوں سے مسحور ہو۔آیات 6 سے 20 میں ایسی حالت میں اس کی نظر دشمنوں پر پڑتی ہے۔اور وہ اس پر فتویٰ دیتا ہے کہ جو فتویٰ یہوداہ اسکریوتی پر لگایا تھا۔عین اس فتویٰ کی مانند ہے۔جو کہ ا س باپ کی طرف سے ہوچکا۔کہ لختِ جگر تیس روپے پر بک جائے۔

یہ زبور لعنت کناں زبوروں میں شامل ہے کہ ایسا معلوم دیتا ہے کہ اس کی اٹھاریں آیت ایک بے وفا بیوی کی اشارہ کرتی ہے۔جس کا ذکر گنتی 5 باب 21 سے 24 آیات اس طرح ہوا کہ وہ لعنت اس کی انتڑیوں میں دخل پا کر اسف کو پٹا دیتی ہے۔نیز متی 26 باب 24 آیت پر دلالت کرتا ہے۔جس میں مسطور ہے کہ افسوس ہے اس پر جس کی وجہ سے بنی آدم گفتار

کرایا جاتا ہے۔اگروہ شخص پیدا ہی نہ ہوتا تو اس کے لیے یہ زبور دراصل راستی کی اس وقت کی جب کہ وہ راستی سرے تنگ آتی ہے۔اوراس پر فتویٰ لگاتی ہے فریاد ہے۔یہ زبور مسیحا کی دعائیں اور شکر گزاری ہے۔اس بات پر کہ یہوداہ اسکریوتی اور اس کے ہم جنس آدمیوں کی عدالت کی گئی ہے۔اور کی جارہی ہے۔

زبور110:یہ داؤد کا زبور ہے۔اس میں داؤد مسیح کو خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہوا دکھاتا ہے۔جو کہ اس بات کا منتظر ہے کہ کب اس کے کل دشمن اس پاؤں کی چوکی بن جائیں۔خداوند مسیح نے خود جب کہ فریسی جمع تھے۔یہ زبور استعمال کیا۔جب اس نے اس سے استفسار کیا۔کہ مسیح کے حق میں تمہارا کیا خیال ہے؟وہ کس کابیٹا ہے؟ تو وہ بولے کہ داؤد کااس پر مسیح نے فرمایا کہ پھر داؤد روح کے بتانے کیوں اسے خداوند کہتا ہے؟جب وہ کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا کہ نج ک میں تیرے دشمنوں کوتیرے پاؤں کی چوکی نہ بناؤں۔تومیرے دہنے ہاتھ بیٹھ۔سو پس جب داؤد اسے خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا۔دیکھو متی 22 باب 41 سے 45 آیت اور مرقس 16 باب 35 سے 37 آیت پولوس نے عبرانیوں 1 باب 13 آیت میں اسی زبور سے اقتباس لیا۔اور مسیح کو فرشتوں پر فوقیت دی۔اور ان سے بزرگ ترٹھہرایا۔نیز جب پطرس نے اعما ل 2 باب 24 آیت میں مسیح کو خداون ثابت کرنا چاہا تو اس زبور کی آیات اول کو لیا۔جس میں لکھا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا کہ تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ۔پھر جب پولوس عبرانیوں کے نام 10 باب اس کی 12 سے 13 آیات میں ظاہر کرتا ہے کہ مسیح نے اپنے کام کو بوجہ احسن انجام دیاوت کہتا ہے کہ وہ یعنی مسیح خدا کے دہنے جا بیٹھا۔اور اس وقت سے منتظر ہے کہ اس کے دشمن اس کے پاؤں کی چوکی بنیں۔اس کی تفصیل آیت بہ آیت کریں گے۔

پہلی آیت سے یہوواہ کی طرف سے مسیح کی سرفرازی کی جاتی ہے۔کہ وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھے۔دوسری آیت میں وہ میں یہوواہ اس سے وعدہ فرماتا ہے کہ اس کے سب دشمن اس کے تابع فرمان کیے جائیں گے۔تیسری آیت میں مسیح کو ایک وعدہ ملتا ہے۔کہ اس کے لوگ بے شمار ہوں گے۔اور اس کے روز حسنِ تقدس کے ساتھ آپ سے مستعد ہوں گے۔چوتھی میں لکھا ہے کہ وہ ملک صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔

آیات 5۔6 اور 7 میں عدالت دکھائی گئی ہے۔جس میں مسیح کی کامیابی از خود نظر آرہی ہے۔

زبور 111: زبور 111 اور 112 حروف تہجی کے زبور ہیں۔اور ترکیب میں یکساں ہیں۔حروف تہجی کے لحاز سے ان کا ہر ایک شعر بلکہ ہر ایک مصرہ

ترتیب وار حروف تہجی سے شروع ہوتا ہے۔عبرانی حروف تہجی کے لحاز ان میں بائیس بائیس اشعار ہیں۔یہ دونوں ہیلیلویاہ کے زبور ہیں۔

آیات 1سے 8 میں ہر ایک شعر کے دو مصرے ہیں۔اور آیات 9 تا10 میں ہر ایک شعر تین تین مصروں کا ہے۔زبور 111 گیارہ میں خداوند کی صفاتِ عالیہ اور اس کے کل کام کی تعریف ہے۔اور زبور 112 میں اس کے لوگو ں کی تعریف ہے اور بیان کہ وہ کئی ایک باتوں خدا کے مشابہ ہیں۔مثلاً زبور 3:111 میں لکھا ہے کہ اس کا کام جاہ و جلال ہے۔اور اس کی صداقت ابد تک قائم ہے۔اس طرح زبور 3:112 میں بھی آیا ہے کہ ان کے گھروں مال و دولت ہو گی۔اور ان کی صداقت ابد

تک قائم ہے۔زبور 1:111 میں یہواہ کی تعریف کرنے کی جگہ بتائی گئی ہے۔کہ اس کی تعریف صادقوں کی محفل میں ہونی چاہیئے۔زبور2:111 میں اس کا مضمون یہ ہے کہ کہ یہواہ کے کام بڑے اور عظمت والے ہیں۔اور وہ جو ان کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ان کی تفتیش کرتے ہیں۔زبور3:111۔9 میں یہواوہ عجیب عجیب کاموں کی تفصیل کی گئی ہے۔زبور 4:111 میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے عجیب کاموں کی یاد گاری رکھی۔وہ رحیم اور مہربان ہے۔زبور 5:111 میں آیا ہے کہ وہ اپنے ڈرنے والوں کو کھانا دیتا ہے۔اور اپنے عہد کو ابد تک یاد رکھتا ہے۔زبور 6:111 میں لکھا ہے کہ اس نے کاموں کا زور اپنے لوگوں کو دکھایا کہ انہیں قوموں کی میراث بخشے۔7:111 بتاتی ہے کہ اس کے ہاتھ کے کام حق اور عدالت اور اس کے کل حکام یقینی ہیں۔

8:111 میں بیان ہے کہ اس کے احکام ابد تک قائم رہتے ہیں۔اور 9:111 میں آیا ہے کہ اس نے اپنےلوگوں کےواسطے مخلصی بھیجی ہے۔اوراس کا نام قدوس و مہیب 10:111 میں مصنف کہتا ہے کہ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔ایوب 28:28 و امثال 7:1۔اس زبور میں یہ نادر حقیقت ہے کہ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہےصادقوں کی محفل میں گایا جاتاہے۔

زبور112: اس میں یہواوہ کے لوگوں کی تعریف ہے۔اور یہ بھی ہیلیلویاہ کا زبور ہے۔یہ زبور اصل میں 10:111 کی کہ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔کی تشریح ہے۔چنانچہ پہلی آیت میں آیا ہے کہ وہ آدمی جو کہ خداوند سے خوف رکھتاہے۔اور اس کے فرامین سے نہایت مسرور ہے۔مبارک ہے۔اور نہ صرف وہ ہی بلکہ اس کی نسل بھی اس مبارک بادی میں شامل اور حصہ دار ہے۔اس واسے دوسری آیت میں لکھا ہے کہ ا س کی نسل زمین پر زورآور ہو گی۔اور صادقوں کی اولاد مبارک ہو گی۔زبور 3:112 میں ایسے شخص کے گھر کی آسودگی ظاہر کی گئی ہے۔کہ اس میں مال و دولت ہو گی۔اوراس کی صداقت قائم رہے گی۔چوتھی آیت کہتی ہے کہ راستکار مہربان درد مند اورصادق ہیں۔اور ان کے لیے تاریکی میں نور چمکتا ہے۔پانچویں آیت میں یہ ہے کیوکہ نیک آدمی اپنا کام وقوف امتیاز سے انجام دیتا ہے اور وہ اوروں پر مہربان ہو سکتا ہے اورقرض بھی دیتا ہے تو 6:112 ۔8 میں ذکر ہے کہ اس کو ہرگز جنبش نہ ہو گی۔بلکہ صادق کی یاد گاری ابد تک ہو گی۔اور اس سبب سے کہ اس کا توکل خداوند پر ہے۔وہ بری خبروں سے حراساں نہیں ہوتا۔بلکہ اس کا دل بر قرار رہتا ہے۔اور اگرچہ وہ بکھراتا اور کنگالوں دیتا ہے۔تو بھی اس کی صداقت ابد تک قائم رہتی ہے۔اس کا سینگ جلال کے ساتھ سرفراز ہو گا۔10:112 اس کا نتیجہ اور اثر جو کہ شریروں پر ہوتاہےکہ وہ دیکھے گااور کڑھے گا۔اپنے دانت پیسے گا اور پگل جائے گا۔اور شریروں کی تمنافنافنا ہو جائے گی

زبور 113:سلسلہ ہلیل کا شروع ہے۔اس میں کل چھ یعنی 113۔118 زبور ہیں۔یہ زبور عیدِفسح ، پینتکوست اور عیدِ خیام کے ایام میں استعمال ہوتے تھے۔ان موقوں کے علاوہ نئے چاند اور مخصوصیت کی عیدوں میں عیدِ فسح کے موقع پر بھی استعما ل کیے جاتے تھے۔زبور113 اور114 عید کے شروع میں گائے جاتے تھے۔اور 115اور118 فسح کی ضیافت کے ختم ہونے پراس گیت کا مذکور متی 30:26 اور مرقس 26:14 میں ملتا ہے۔اس میں دو حصے ہیں۔حصہ اول میں پہلی تین آیات ہیں۔شروع میں لفظ ہیلیلویاہ ہے۔اور اس کے بعد یہواہ کے سب بندوں کو کہا جاتا ہے کہ یہواہ کے نام کی ستائش کروکہ اور ایک دعا ہے کہ یہواہ کا نا م اس دم سے لے کر آخر تک مبارک ہو۔

حصہ دوئم: 4 سے 9 میں یہواہ کی صفات پیش کی گئی ہیں۔جن کے ان کی ستائش لازم آتی ہے۔مثلاً

(1) یہواہ کل امم پر بلندو بالا ہے۔اور اس کا جلال آسمانوں پر ہے۔
(2) وہ بے مثال ہے۔اور کوئی دوسرا اس کی مانند نہیں اور اس کو بدل سکتا ہے۔
(3) وہ اپنے تئیں پست کرتا ہے اور کہ آسمان اور زمین پر نگاہ کے۔
(4) وہ مساکین کو زمین سے اٹھاتا ہے۔اور محتاج کو مزبلہ پر سےاونچا کرتا ہے۔
(5) اور اس میں اس کا انتہا منشا ہوتا ہے۔کہ ان کو امیروں بلکہ اپنے ہی لوگوں کے امیروں کےساتھ بٹھائے۔
(6) وہ بانجھ عورت کو گھر میں بساتا ہے۔ایسا کہ وہ خوشی سے بچوں کی ماں ہوتی ہے۔یہ زبور ہیلیلویاہ سے ختم ہوتا ہے۔

زبور114:یہ زبور فسح کی ضیافت پر گایا جاتا تھا۔تاکہ اسرائیل کا ملکِ مصر نکلنے کا واقعہ ان کو خوب یاد رہے۔اس میں ان کے مصر سے نکلنے کل واقعات مختصراً پائے جاتے ہیں۔لیکن ان کے مصر سے نکلنےواسطے ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بننےاور کنعان میں داخل ہونے کے لیے یردن کا ان کے لیے راسطہ کھولنے کا احوال خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے۔چنانچہ سمندر اور دریاؤں سے استفسار ہے کہ اے سمندر تجھے کیا ہوا کہ تو بھاگا۔اور اے یردن کیا ہوا کہ تو الٹی پہ نکلا۔اور اکیا ہوا اے پہاڑوں کہ تم مینڈوں کی طرح چھلانگیں مارتے ہو۔اور اے ٹیلو کہ تم بھیڑ کے بچوں کی طرح کودتے ہو۔اے زمین تو یہواہ کےحضور ہاں یعقوب کے یہواہ کے حضور تھر تھرا جو پتھر کو پانی کا حوض اور چقماق کے پتھر کو پانی کا چشمہ بناتا ہے۔

زبور115: یہ زبور فسح کھانے کے بعد سب سے پہلے گایا جاتا تھا۔اس کی اول آٹھ آیات میں کل جماعت اپنی نالائقی کا اقرار کرکے یہواہ کی تعریف کرتی ہے۔اور یہواہ کا جو ان دیکھا خدا ہے۔امتوں کے دیدنی معبودوں کے ساتھ مقابلہ کرکے اس کی قدرت اور دیگر معبودوں کی بے کسی دکھائی گئی ہے۔

آیات 9 سے 11میں گانے والے اسرائیل اور ہاروں کے گھرانےاور یہواہ کےڈرنے والوں کو تاکید کرتے ہیں۔کہ وہ یہواہ پر توکل رکھیں۔کہ وہی ان کا مدد گار اور ان کی سپر ہے۔

آیات 12سے 15 میں سردار کاہن ان کو یہ کہہ کر یقین دلاتا ہے کہ یہواہ جس نے ہم کو یاد کیا وہی ہم کو برکت بھی دے گا۔وہ اسرائیل گھرانے اور ہاروں کے گھرانے کو برکت دے گا۔سو تم یہواہ کی طرف سے بھی جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا مبارک ہو۔

آیات 16 سے 18 میں جماعت گا کر کہتی ہے کہ آسمان یہواہ کے ہیں۔اور اس نےزمین بنی آدم کو عطا کی ہے۔سو ہم اس وقت سے لے کرابد تک یہواہ کو مبارک کہیں گے۔ہیلیلویاہ۔

زبور116:اس کے ،موقعہ تصنیف کا کچھ پتہ نہیں لیکن چونکہ سلسلۂ ہلیل میں ہے۔اور عید پر گایا جاتا تھا۔اس کا تعلق عید سے ہے۔یہ زبور خصوصیت سے شخصی ہے۔کیونکہ سوا پانچویں اور انیسویں آیت کے۔اس کی ہر ایک آیدت کےک الفاظ میں مجھے یا میرا استعمال ہوئے ہیں۔اس میں چار حصے ہیں۔

حصہ اول: پہلی چار آیات میں مصنف یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں محبت رکھتا ہوں یا پیار کرتا ہوں۔عبرانی زبان میں اس فعل کے ساتھ کوئی معفول نہیں آیا۔مصنف کا صرف یہ دعویٰ ہے کہ مجھ میں محبت ہے۔اس محبت کے رکھنے کا یہ سبب۔بیان

کرتا ہے۔کہ خدا نے میری آواز اور منّتیں سنی ہیں۔اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تکلیف میں تھا اور رہائی پائی۔اور چونکہ اس کی عرض مقبول ہو گئی۔اور وہ کہتا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا۔اس کا نام لیے جاؤں گا۔تیسری آیت میں وہ اپنی شدت کا یوں بیان کرتا ہے کہ موت کے دکھوں نے مجھ کو گھرا۔اور قبر کےدردوں نے مجھ کو پکڑا۔میں دکھ اور غم میں گرفتار ہوا۔پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے خداوند کانام لیا۔اور عرض کی کہ اے خداوند مجھ پر رحم کراور میری جان بچا۔

حصہ دوئم:آیات 5 سے 9 میں وہ اپنی رہائی میں اظہارِ شکر گزاری اور خداوند کی شکر گزاری کرتا ہے۔اور وعدہ کرتا ہے کہ میں خداوند کے آگے زندگی میں چلو گا۔

حصہ سوئم: آیات 10 سے 14 میں اپنی عرض اور شکر گزاری کے اسباب بیان کرتا ہے کہ چنانچہ اس کی عرض کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسان پر بھروسہ نہیں رکھ سکتا۔بلکہ صرف خداوند ہی پراور شکر گزاری کا سبب یہ ہے کہ اس نےایمان سے عرض کی کہ اور خداوند اسے جواب دیا۔اس پر وہ کہتا ہے کہ میں نجات کا پیالہ اٹھاؤں گا۔اور خداکا نام پکاروں گا۔

حصہ چہارم: آیات 15 سے 19مصنف پھر اپنے شکریہ کی ادائیگی کی وجہ بیان کرتا ہے کہ یہواہ نے اس کے بندھن کھولے۔اخیر میں وہ ہیلیلویاہ پکارتا ہے۔

زبور117:یہ زبور سب سے چھوٹا ہے کہ ایک مصنف نے اس کی نسبت کہا کہ اس کی ضخامت بہت چھوٹی ہے۔لیکن وہ بہت بیش بہا اور قیمتی ایشا سے پُر ہے۔اس میں سب قوموں کو دعوت ملی ہے۔کہ وہ خداوند کی حمد کریں۔دعوت کا اشتہار دینے والا کہتا ہے کہ وہ اس واسطے خداوند کی حمدکریں کہ اس کی رحمت ہم پر غالب ہوئی ہے۔اور ہم کو معلوم ہو۔گیا ہے کہ خداوند کی رحمت کل امتوں کے لیے ہے ناکہ صرف ہمارے لیے ہے۔(خط بنام رومیوں 11:15) وہ اس کے لیے ہیلیلویاہ پکارتا ہے۔

زبور118:ایسا معلوم پڑتا ہے کہ یہ زبور کسی عید کے لیے تصنیف ہواتھا۔اور ہیکل کی عبادت میں گایا جاتا تھا۔خداوند یسوع مسیح اور اس کےشاگردوں نے یہ زبور اس وقت جب وہ گتسمنی باغ میں نانے کو تیار تھے۔گایا۔جناب مارٹن لوتھراپنے دفتر کی دیور پر اس زبور کی بابت لکھاتھا کہ زبور یعنی زبور 118 میرا ہے۔یعنی یہ وہ زبور ہے کہ جس کو میں پیار کرتا ہوں۔بغیر اس زبور کے بادشہان اور شہنشاہ باوجود اپنی ساری دانائی اور دور اندیشی کے میری مدد نہ کرسکتے تھے۔بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ زبور اس عید خیام کے لیے تصنف ہوا تھا۔جس کاذکر نحمیاہ8:41۔18 آیت کہ یہ زبور اس عید میں پہلی بار گایا تھا۔اس طرح یہ زبور 444 قبل از مسیح ٹھہرتا ہے۔لیکن بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یہوداہ میکبیز کے ایام کی تصنیف ہے۔اکثر مصنفوں اسے دو حصوں میں تقسیم کیاہے۔یعنی حصہ اول آیات 1 سے 16اور حصہ دوئم 17 سے 19 ایولڈ(ای ولڈ) اس کی یوں تقسیم کی ہے کہ آیات 1 سے 4 گانے والے گاتے تھے۔5 سے 23 تک سردار مغنی گاتا تھا۔

24 سے 25 پھر گانے والے گاتے تھے۔26 سے 27 کاہن گاتے تھے۔28 سردار مغنی اور 29 پھر گانےوالے۔لیکن اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ کاہن لوگ گاتے نہیں تھے۔صرف لاوی ہی گاتے تھے۔لہذا اس کی تقسیم لایوں اور جماعت کے مابین ہی ہونی چاہیے۔ڈیلش صاحب کا خیال ہے کہ اس میں دو حصے ہیں۔حصہ اول 1 سے 19اور حصہ دوئم20سے 29 حصہ اول کاہن اور لاوی ہیکل کو جاتےوقت گاتے اور حصہ دوئم وہ لاوی جو ہیکل کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے۔اور کاہنوں اور لایوں کے

دوسرے فریق کے آنے پر ان کا استقبال کرتے تھے۔گاتے تھے۔اٹھائیسویں آیت دوسرا فریق گاتا تھا۔اور انتیسویں آیت دونوں فریق مل کر گاتے تھے۔اس کی تشریح اس طرح سے ہے۔کہ پہلی چار آیات میں شکر گزاری کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

5 سے 9 آیات میں یہ بیان ہے کہ یہواہ پر توکل رکھنا انسان پر بھرسہ رکھنا سے بدر جہاں بہتر ہے۔10 سے 14 میں منصف اس واسطے یہواہ کی مدح کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کے ہمراہ ہے۔اور اس کا نام لینے اس کو کامل یقین ہو جاتا ہے کہ یہواہ اس کے دشمنوں کو نابود کرے گا۔کیونکہ وہ کہتا ہے کہ وہی میری قوت ،فخر اور نجات ہے۔آیات 15 سے 21 میں وہ بیان کرتا ہے کہ یہواہ ہی سے صادقوں دکے خیموں خوشی اور نجات کی آواز ہے۔اور کہتا ہے کہ وہ زندہ رہے گا اور یہواہ کا شکریہ ادا کرے گا۔آیات 22 سے29 میں یہ آیا ہے کہ مبارک وہ ہے جو یہواہ کے نام سے آتا ہے۔یہواہ کے گھر سے یہ آواز آتی ہے۔کہ ہم تجھے برکت دیں گے۔کسی مفسر نے کہا ہے کہ اس زبور سے یہ عیاں کیا گیا ہے کہ مسیح کے خون خریدے اس کے جنگ و جدل فتح مندی اور جلال میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

زبور119:ا یہ زبوروں سے بڑا ہے۔اور اس میں عبرانی حروفِ تہجی کے شمار سے بائیس حصے ہیں۔ہر ایک حصے میں آٹھ آٹھ آیات ہیں۔اور ہر ایک آیت ایک ہی حرف سےشروع ہوتی ہے۔مثلاً حصہ اول کی ہر آیت عبرانی حروفِ تہجی اول حرف یعنی الف سے شروع ہوتی ہے۔اور حصہ دوئم میں حرف ثانی یعنی حرف ب سی و علی ہذالقیاس اس میں 176آیات یا اشعار ہیں۔ہر ایک آیت میں سوائے آیات 84و22 کے خدا کے کلام یا شریعت کا ذکر ہوا ہے۔اور ذیل کے ایک اور درجن الفاظ خدا کی مرضی یا شریعت کے اظہار کے لیے خصوصیت کے استعمال ہوئے ہیں۔شریعت ا۔شہادت ۲۔راہ۔حکم ۴۔قواعد۵۔ انفال۶۔کلام ۷۔حقوق۸۔ عدالت۹۔فرایض ۱۰۔صداقت ۱۱اور

نام۔بونر صاحب اس زبور کی نسبت فرماتے ہیں یہ مسیحی مسافر کا زبور ہے۔جو کہ روحانی زندگی کے شروع سے آخر تک یہواہ کی شریعت کی رہنمائی میں چلتا ہے۔یہاں تک کہ مقدس شہر میں پہنچ جاتاہے۔اس کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

(الف) 1 سے 8 میں نوزاد آدمی نئے سفر کے لیے تیاری کے موقعہ پر معلوم کرتا ہے۔کہ چاہیے کہ خداوند کی شریعت پر چلنے والا کامل رفتار ہو۔

(بیتھ)9 سے 16 میں چنانچہ وہ سفر شروع کرتا ہے۔اور کرتا ہے کہ جوان اپنی راہیں۔جواب ملتا ہے کہ خدا کے کلام کے موافق اپنی راہ پر خوب نگاہ کرنے سے۔

(گیمل)17 سے 24 میں وہ خداوند کے احسان کا محتاج ہے۔تا کہ وہ زندہ رہے۔

(والتھ)25 سے 32 میں اسے مشکلات نظر آتی ہیں۔اور اس کے ذوق و اشتیاق میں تکسر واقعہ ہوتا ہے اور وہ عرض کرتا ہے کہ خداوند اپنے قول کے مطابق اسے جلاوے۔

(ہے)33 سے 40 میں ترو تازہ ہو کر پھر خداوند سے عرض کرتا ہے کہ وہ اسے اپنے حقوق کی راہ بتلائے۔اور وعدہ کرتا ہے کہ میں آخر تک انہیں یاد رکھوں گا۔

(واؤ) 41 سے 48 میں تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہو کر دعا کرتا ہے کہ خداوند اپنے قول کے بموجب اپنی رحمتوں اور نجات سے اس کو بہرہ اندوز فرماوے۔

(زین) 49سے 56 وہ گھبراہٹ اور پریشای کی حالت میں خداوند سے عرض کرتا ہے۔اپنے بندے کی خاطر اپنے قول کو جس کا تونے مجھ کو امید وار کیا یاد کہ یہ میرے واسطےدکھ میں تسلی ہو گئی۔

(خیتھ) 57 سے 64 میں وہ خداوند اپنابخرا جانتا اور آگے بڑھتا ہے۔کہ اس کے چہرے کی توجہ ڈھونڈے۔

(تیتھ)65 سے 72وہ خدا کی خوش سلوکی کی بناپر چاہتا ہے کہ خداوند اسے اچھا امتیاز اور دانش سکھلائے

(یود) 73 سے 80 میں وہ خداوند کو اپنا پیدا کنندہ اور آراستہ کرنے والا جان کر اس سے فہم کے لیے عرض کرتا ہے۔تاکہ وہ اس کے احکام سیکھیں۔

(کیف) 81 سے 88 میں وہ ستائے جانے کی وجہ سے وہ خداوند سے لپٹا ہتا ہے۔اور کہتا ہے کہ اے خداوند میری جان تیری نجات کے شوق میں غش کھاتی ہے۔میں تیرے قول پر اعتماد رکھتا ہوں۔

(لامد) 89 سے 96 میں خداند کی تعریف اور شکریہ کرکے اگر تیری شریعت میری خوشی کا باعث نہ ہوتی تو۔میں اپنی مصیبت میں ہلاک ہو جاتا۔

(میم) 97 سے 104 میں وہ خداوند کا شکریہ ادا کرتاہے۔اور کہتا ہئے کہ چونکہ تیری شریعت کا شیدہ ہوں میں۔اپنے تمام اعداد پر دانشمندی میں فائق ہوں میں

(نون) 105 سے 112 میں وہ خداوند کی شریعت کو نہایت فائدہ بخش دیکھ کر کہتا ہے کہ تیرا کلام میرے پاؤں کے لیے چراغ اور میری راہ کی روشنی ہے۔اور وعدہ کرتا ہے کہ میں تیری صداقت کے انفالوں کو حفظ کررکھوں گا۔

(سامک)113 سے 120 میں چونکہ وہ خداوند کی شریعت سے خاص انس رکھتا ہے۔تمام بدکاروں کو اپنے سےدور رکھتا ہے۔

(عین) 121 سے 128 میں عرض کرتا ہے کہ اے خداوند مجھ کو ظالموں سے محفوظ اور مامون رکھ۔کیونکہ وہ خود بھی عدالت کو پیش نظر رکھتا ہے۔

(ےفے)129 سے 136 خداوند کی شہادتوں یاد کرکے کہتا ہے کہ تیرے کلام کا مکاشفہ روشنی بخشتا ہے۔اور سب سادہ لوگوں کو فہم عطا کرتا ہے۔

(تساوی)137 سے 144 اپنے جذبات وحمیت لا یوں اظہار کرتا ہے۔کہ میری غیرت مجھے اس لیے کھا گئی کہ میرے دشمنوں نے تیری باتوں کو فراموش کیا ہے

(قوف)145 سے 152 میں وہ خداوند پر بھروسہ رکھتا ہے۔اور کہتا ہے کہ چونکہ میرا بھروسہ تجھ پر ہے۔میں تیرے حقوق حفظ کروں گا۔اور تجھ سے عرض بھی کروں گا۔

(ریش)153 سے 160 میں اس سبب سے کہ اس نے شریعت کو فراموش نہ کیا۔منصیت میں خداوندکی م مہربانی اور ترس کا محتاج و طالب ہے او کہتا ہے کہ اے خدا! مجھ کو اپنی رحمت کے مطابق زندگی بخش۔
(شین)161 سے 168 میں کہتا ہے کہ ان کو جو تیری شریعت رکھتے ہیں۔بڑا چین ہے۔اور کسی طرح سے ٹھوکر نہیں لگتی۔

(تاؤ)169 سے176 میں کہتا ہے کہ جب تو مجھے حقوق سکھائے گا۔میرے لبوں سے تیری ستائش نکلے گی۔اور میری زبان تیرے کلام کا چرچا کرتی رہے گی۔کہ تیرے سب کام صداقت ہیں۔بعض مفسرین کا گمان ہے کہ یہ زبور مسیح خداوند کی کمال کاملیت پر دلالت کرتا ہے۔کہ جس طرح عبرانی ہجہ کے اول وآخر حروف میں کل حروف محدود ہیں۔اس طرح مسیح میں الوہیت اور انسانیت کی کاملیت اورکمالیت موجود ہے۔چنانچہ مکاشفہ اور 8:1 مسیح خود یونانی حروف کے ہجہ کے اول و آخر حروف لے کر اپنی نسبت کہتا ہے کہ میں الیفا اور امیگا اول اور آخر جو ہے اور جو آنے والا ہے۔قادرِ مطلق ہوں۔
زبور120: معلات یعنی چڑھنے کا زبور ہے۔اس زبور سے زبوروں کا نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔جو اس وقت استعال ہوتے تھے۔جب بنی اسرائیل قافلوں میں سالیانہ عیدوں کے لیے یروشلیم کوجاتے تھے۔اس سلسلے میں 15 یعنی 120سے 134 زبور ہیں۔بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ان ایام میں یہ 15 زبور ایک چھوٹی کتاب میں مجلد تھے۔تاکہ لوگ اسے ہمراہ رکھ سکیں۔اور اس کو گاتے ہوئے بخوبی سفر طے کریں۔اور کہ عزرا فیقہ ان کو اسیری کے بعد موجودہن صورت میں تالیف کیا تھا۔یہ سب زبور سوائے زبور 132 سے چھوٹے چھوٹے ہیں۔اور ایسے دل چسپ ہیں کہ باآسانی ازبر ہو سکتے ہیں۔ملک اسپین کے ایک مفسر نے ان زبوروں کی نسبت کہا کہ یہ 15 زبور دوسرےزبوروں کی نسبت ایسے ہیں کہ جیسے باغِ عدن دوسری زمیں کی نسبت زیادہ سرسبز و شاداب ہےو خوشنما تھاجاتری لوگ یعنی یہ اسرائیل یروشلیم کو جاتے ہوئے سفر کے موقع پر روانگی زبور120 گایا کرتے تھے۔کونکہ
وہ خواہشمند تھے کہ ان کا سفر بابرکت اور نیک انجام ہو۔اور وہ اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ ان کی سکونت ان لوگوں کے درمیان تھی۔جن سے وہ روحانی مداد حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ایسی حالت میں وہ یہواہ کو پکارتےتھے۔اور وہ ان کو جواب دیتا تھا۔تب وہ روانہ ہوتے تھے۔اور ہر ایک شخصی طور پر عرض کرتا تھا کہ اے خدا! میری زبان کو جھوٹے ہونٹوں اور دغاباز زبان سےرہائی دے۔اورخود بھی ایسی زبان سے مخاطب ہو کر اسے ملامت کرتا تھا۔اور اس بات پر کہ مسکن میں سکونت پذیر تھا۔اور قیدار کے خیموں کے پاس رہتا تھا۔جو کہ جنگ جو تھے افسوس بھی کرتا تھا۔الغرض وہ اس سفر میں وہ کامل خوشی و مسرت اور مسکن کی برکات کے حصول کے لیے وہ ظاہری اور باطنی صفائی چاہتا تھا۔
زبور121: اس میں جاتری سفر کے دوران میں کہتا ہے کہ میں پہاڑوں کی طرف آنکھیں اٹھاتا ہوں۔یعنی چلتا ہوا اپنی آنکھیں پہاڑوں کیطرف اٹھاتا ہوں۔جن پر شہر یروشلیم آباد ہے۔جس میں خداوند کا مسکن ہے۔یہاں یہواہ سکونت کرتا ہے۔جاتری بائیں یا دائیں سمت نہیں بلکہ سیدھا اپنے سامنے یہواہ کی طرف دیکھتا ہے۔کیونکہ اس کی کمک اس کی طرف سے آتی ہے۔کیونکہ وہی اسرائیل کا محافظ جو ہرگز نہ جاگے گا نہ سوے گا۔سو رات کو یا دن کو اسے کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔

چنانچہ آیت6سے 8 آیت میں لکھا ہے۔دن کو آفتاب سے اور رات کو ماہتاب سے کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔اورخداوند ہر ایک برائی سے تیری جان کو محفوظ رکھے گا۔اور اس وقت سے لے کر ابد تک تیری آمدو رفت میں تیرا نگہبان ہوگا۔

زبور122: اس میں جاتری اس بات پر اظہارِ مسرت کرتا ہے کہ اس کافلے نے جو کہ یروشلیم کو جارہا تھا۔اسے مدعو کیا تھا۔کہ وہ بھی ان کے ہمراہ جائے۔چنانچہ آیت 1 میں کہتا ہے کہ جس وقت وہ مجھے کہتے تھے کہ آؤ خداوند کے گھر جائیں۔میں خوش ہوا۔معلوم ہوتا کہ جاتری یہواہ کے گھر کی برکات سے خوب واقف و آگاہ ہے۔کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی وہاں گیا تھا۔اس واسطے وہ یروشلیم کی طریف میں کہتا ہے۔کہ وہ اس شہر کی مانند ہے جو خوب باہم پیوستہ ہے۔اور جس میں فرقے اور یاہ کےفرقے اسرائیل کی شہادت کو چڑھ جاتے ہیں کہ یہواہ کے نام کی ستائش کریں۔یروشلیم صرف عبادت کا ہی مرکز نہیں تھا۔بلکہ اس میں عدالت کے تخت داؤد کے خاندان کے تخت رکھے ہوئے تھے۔آخر وہ یروشلیم کی سلامتی کے لیے دعائے خیر کہتاہے کہ میں خداوند اپنے خدا کے گھر تیری طرف سے خیریت کا طالب ہوں۔

زبور123: کسی مفسر نے کہا کہ زبور 120کا نفسِ مضمون غم میں امید۔121 کا مسافرت میں ایمان۔122 کا محبت اور خوشی۔اور 123 کا رحمت کی انتظاری ہے۔

چنانچہ اس کی دوسری آیت میں یہ آیا ہے کہ جس طرح غلاموں کی آنکھیں اپنے آقاؤں کے ہاتھوں کی طرف اور لونڈیوں کی آنکھیں اپنی بیبیوں کے ہاتھوں کی طرف جب تک کہ وہ ہم پر رحم نہ فرمائے لگی ہیں۔تیسری و چوتھی آیات میں جاتری خداوند سے عرض پرداز ہے۔کہ وہ ان سب پر یعنی قوم اسرائیل پررحمت فرماوے کیونکہ وہ تحقیرو تضحیک خوب سیر ہوگئے ہیں۔

زبور124: اس کا مضمون ہے۔یہواہ اسرائیل کا کامل مدد گارآیات 1سے 5 جاتری کہتاہے۔اسرائیل کہیں کہاگر یہواہ کی توجہ ہماری طرف نہ ہوتی تودشمن ہم کونگل جاتے ہیں۔ہم غرقاب ہوجاتے۔اور اڈتے ہوئے۔پانی ہماری جان پر سے گزر جاتے ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ ملکِ مصر کی غلامی سے آزاد ہونے کا کل واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

آیات 6 سے 8 وہ یہواہن کو اس واسطے مبارک کہتا ہے کہ اس نے اسرائیل کو چھٹکارا دیاہے۔اور کہتا ہے کہ اس نے ہماری جان کو چڑیا طرح صیاد کے جال سے چھڑایا۔کہ جال ٹوٹ گیا اور ہم نکل بھا گے۔یہواہ کی گذشتہ برکات وعنایات اور احسان پر غور کرنا از بس مفید ہے۔

زبور125: یہ زبور یہواہ پر توکل و اعتماد کرنے والوں کا استقلال اور سلامتی یروشلیم کی تشبیہ سے ظاہر کرتا ہے۔چنانچہ پہلی دو آیات میں ذکرہے کہ جن کا توکل یہواہ پر ہے۔وہ کوہِ صیحون کی مانند مستقل رہتے ہیں۔یعنی جس طرح وہ پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔اور دشمن سے محفوظ ہے۔اس طرح وہ بھی جو یہواہ پر توکل رکھتی ہیں۔اس کی پناہ میں ہر طرح سے محفوظ و مامور رہتے ہیں۔آخر مین مصنف جاتریوں سے عرض کرتا ہے۔کہ بھلے لوگوں اور وہ جو کہ سیدھے دل ہیں بھلائی کرو۔اور وہ جو ٹیڑی راہ پر بھٹک جاتے ہیں۔انہیں بدکاروں کے ساتھ روانہ کروں اسرائیل کی نسبت وہ کہتا ہے کہ اس پر سلامتی ہو۔

زبور 126: اس زبور میں اسیر اپنی آزادی و راہائی پر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ان کی حالت عین پطرس کی اس موقعہ کی حالت کی سی ہے۔جب فرشتہ اس کو قید سے باہر لایا۔اور وہ اس وہم میں تھا کہ خواب دیکھ رہا ہے۔رہائی یافتہ لوگ یہواہ جس نے ان

سے ایسا بڑا سلوک کیا شکر گزاری کرتے اور کہتے ہیں کہ غیر اقوام کے درمیان کہ یہواہ ان سے اس امر کا بڑا نیک سلوک کیا۔چرچا ہوتا ہے۔اور عرض کرتے ہیں کہ یہواہ باقی مانندہ تمام اسیروں بھی پھر لائے۔آخر میں مصنف کہتا ہے کہ جو آنسوؤں سے بوتا ہے وہ خوشی سے گاتا ہوا فصل کاٹے گا۔اور خوشی سے پولیاں اٹھائے ہوئے گھر آئے گا۔

زبور128: سلیمان کا زبور معلات۔

بعض مفسر کہتے ہیں کہ یہ زبور سلیمان کی تصنیف نہیں ہے۔گو سر نامے میں اس کے نام وسرنامے سے نامزد ہے۔اس میں ایکمحاورات و اصطلاحات ہیں۔جو کہ امثال کی کتاب کے محاورات و مصطلحات سے عین مطابقت رکھتے ہیں۔مثلاً 22:22 اور 7:24 آیت۔

نیز یہ زبور امثال 22:10 جس میں لکھا ہے کہ خداوند کی برکت ہی دولت بخشتی ہے۔اور اس پر کچھ مشقت نہیں ٹھہراتاکی تفصیل ہے۔اس طرح گمان گزرتا ہے کہ یہ سلیمان کی علیحدہ تصنیف نہیں۔لیکن۔بلکہ اس کی تصنیفات میں سے لیا ہوا ہے۔اس کا لبِ لباب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی کی ہر ایک صورت خداوند کی طرف سے ہے۔چنانچہ اس کے مطلع میں یہ آیا ہے کہ جب خداوند ہی گھر نہ بنائے تو بنانے والے کی محنت عبث ہے۔اور اگر خداوند ہی شہر کا نگہبان نہ ہو تو پاسبان کی بیداری عبث ہے۔حاصلات سخت محنت پرموقوف نہیں ہیں۔اور فرزند خداوند کریم کی طرف سے میراث ہیں۔وہ مرد مبارک ہے۔جس نے اپنے گھر کو اس سے بھرلیا۔کیونکہ وہ دشمنوں کے مقابلے میں پیشمان نہیں ہوگا۔کیونکہ جس طرح کہ اس کی چوتھی آیت میں لکھا ہے کہ بچے تیروں کی طرح ہیں۔جو کہ ایک پہلوان کے ہاتھ میں ہوں۔

زبور128: یہ زبور بخصوصیت خاندانی ہے۔اس میں ایک خاندان کی تصویر ملتی ہے۔جس میں سب افراد خداوند کا خوف رکھتے اور اس کی راہوں پر چلتے ہیں۔اس کنبے کی نسبت لکھاہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی کھائے گا۔اور اس میں خاوند کی جورو اس تاک کی مانندہوگی۔جو کہ میوہ سے بھرپوراور بآور ہو۔اور گھر کے ارد گرد پھیلی ہو۔اوراس کے بچے زیتون کے پودوں کی مانند اس کے میز کے ارد گرد ہوں گے۔مصنف کی طرف سے دعا ہے۔کہ خداوند اس کو صیحون کی طرف سے برکت دے۔اور اس کی نسبت پیشنگوئی کے طور پر کہتا ہے کہ تو یروشلیم کی کامیابی اور اپنے بچوں کے بچے دیکھے گا۔

زبور129: اس میں اسرائیل اپنے گزشتہ احوال کا جائزہ لے کراپنے دشمنوں کی بدسلوکی یاد کرتا ہے۔اور اس کے مطلع ہی میں کہتا ہے میری جوانی سے انہوں نے بارہامجھ کو ستایا اور دکھ دیا۔ہلواہوں نے میری پیٹھ پر ہل جوتا اور گھاریاں لمبی کیں اور خداوند کی تعریف میں وہ کہتا ہے۔کہ وہ صادق ہے اور اس نے شریروں کی رسیاں کاٹ ڈالیں۔وہ چاہتا ہے کہ وہ سب جو صیحون سے بغض رکھتے ہیں۔شرمندہ ہوں۔اور الٹے پھریں۔اور چھت کی گھاس کی مانند ہوںجو پیشتر اس کے کہ اکھاڑی جائے۔خشک ہو جاتی ہے۔اور جس سے کہ کاٹنے والا اپنی مٹھی نہیں بھرتا۔اور نہ پولیاں باندھنے والا اپنے دامن کوآخر میں یعنی مقطع میں اسرائیل کہتا ہے کہ ہم خداوند کا نام لے کر یروشلیم کے لیے دعاکرتے ہیں۔

زبور130: ایک دفعہ کسی نے مارٹن لوتھر سے سوال کیا کہ زبوروں میں سب سے اعلیٰ کون سا زبور ہے۔لوتھر نے جواب دیا کہ سالیمی پالینی یعنی کہ پولوس کے زبور۔اور جب سوال ہوا کہ وہ کون سے ہیں تو اس نے کہ زبور 32 51 ، 130

اور 143 پولوس کے ہیں کیونکہ ان میں یہ تعلیم ہے کہ گناہوں کا ازالہ اور تلافی تقیظ شریعت یااعمال کے صالح پر نہیں بلکہ ایما؛ن پر مبنی ہے۔اور نادر اور صحیح اور تسلی بخش تعلیم خصوصیت کےساتھ پولوس کی ہے۔

اس نے سکھایا کہ ہم فضل ہی سے بچیں گئے۔نجات ثواب اور کار خیر پر نہیں۔بلکہ فضل اور صرف فضل ہی پر موقوف ہے۔بعض لوگ خود مانتے ہیں کہ تیر تھ اور حج میں ثواب ہے۔لیکن اسرائیل جاتری جو کہ یروشلیم کی طرف سفر کرتا ہے۔اس بات کا قطعی منکرہے۔اور کہتا ہے کہ اے خداوند میں گہرائیوں میں سے تجھے پکارتا ہوں۔کیونکہ اذالہ ذنوب تجھ ہی سے ہو سکتا ہے۔اس زبور میں دو حصے ہیں۔

حصہ اول۔1 سے 4 میں وہ شخص جو کہ اپنی گناہ آلودگی ،معلوم کرتا ہے۔ملتمس ہے اور زاری سے پکارتا ہے کہ اے خداوند میری آواز سن اور میرے منت کی آواز پر کان متوجہ ہوں۔اگر تو گناہ کا حساب لے تو کون کھڑا رہے گا۔سو وہ فضل کا محتاج اور طالب ہے۔اور کہتا ہے کہ اے خداوند تیرے پاس۔مغفردت ہے تاکہ لوگ تیرا خوف رکھیں۔

حصہ دوئم: 4سے 8 آیت میں وہ کہتا ہے کہ میں خداوند کا منتظر ہوں اور میری جان اس کی انتظاری کرتی ہے۔مجھے اسکے کلام کا بھروسہ ہے۔اور میری پاسبانوں کی بانسبت جو صبح کے منتظر ہوتے ہیں زیادہ خداند کا انتظار کرتی ہے۔وہ اسرائیل کو مزیدتاکید کرتا ہے۔کہ وہ خداوند پر توکل کریں۔کیونکہ رحمت اس کے پاس ہے۔اور اس کے پاس کثرت سے مخلوصی ہے سو وہ اسرائیل کو رہائی دے گا۔

زبور 131۔داؤد کا زبور معلات۔یہ۔بچوں کا زبور ہے۔مسیح نے شاگردوں سے فرمایاتھا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم لوگ توبہ نہ کرو اور چھوٹے بچوں کی مانند نہ بنو تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔مقدس متی 3:18۔

اس زبور متعدد خواص کا بیان ہے کہ جو کہ بچوں میں خصوصیت سے پائے ہیں۔اور ن کے واسطے موجب برکت ہوتے ہیں۔مثلاً فروتنی: بچوں کی فروتنی میں بلند پائیگی کا خیال مقصود ہوتا ہے۔اس زبور کے مطلع یعنی آیت اورل میں لکھا ہے کہ اے خداوند میرادل مغرور نہیں۔اور میں بلند نظر نہیں ہوں۔میں دقیق معاملات اور ان میں جو کہ میرے لیے عجوبہ ہیں دخل نہیں کرتا۔بچوں میں عین اطاعت اور فرمانبرداری ہوتی ہے۔یہ صفت اکثر مصیبت سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ خداوند مسیح نے اذیت سے ہی سیکھی۔دیکھو عبرانی 8:5 میں لکھا ہے کہ اگرچہ وہ بیٹا تو بھی اس نے ان دکھو ں سے جو اس نے اٹھائےفرمانبرداری سیکھی۔منصف اس زبور میں کہتا ہے کہ میں اس بچے کی مانند ہوں جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو۔میں نے اپنے جی کو ٹھنڈا کیا تو اسے اقرار ہواجس طرح کہ دودھ چھڑائے ہوئے بچے کو ہوتا۔جو کہ اپنی ماں کے پاس ہوتا ہے۔مقطع میں قوم اسرائیل کو ہدایت ہے کہ اس دم سے ابد تک خداوند پر توکل کر۔

زبور132: یہ زبور سلسلہ معلات میں سب سے لمبا زبور ہے۔اس کا مقصد تصنیف یہواہ کواس کے صیحون کو برکت دینے کا وعدہ یاد دلانا ہےاوراسرائیل کا قابل برکت ہونا دکھلانا ہے۔اس میں دو حصے ہیں۔

حصہ اول: آیات 1 سے 10 میں اسرائیل خود کو برکت کا مستحق سمجھتا ہے۔اور

حصہ دوئم: آیات 11 سے 18میں یہواہ کی طرف سے اس کا جواب ہے۔حصہ اول میں دو خاص باتیں ہیں۔

(1) 1سے 5 آیات میں داؤد کا جو کہ اسرائیل کا بادشاہ تھا۔منت ماننے کا بیان ہے۔جس میں یہواہ کے ساتھ اس کی وفا داری ظاہر کی گئی ہے۔داؤد نے چاہا کہ وہ یہواہ کے لیے گھر بنائے چنانچہ ان آیات میں کہتا ہے کہ یقناً میں رہنے کے ڈیرے میں نہ جاؤں گا۔اور پلنگ کے بچھونے پر نہ چڑھوں گا۔جب تک کہ یہواہ کے لیے ایک مکان نہ اور یعقوب کے القادر کے لیے ایک مسکن نہ بناؤں۔

(2) آیات 6 سے 10 میں عہد کے صندوق کے لیے اسرائیل کا تفکر دیکھایا گیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے اس کی خبر فراتا میں سنی۔ہم نے اس کو بیابان کے میدانوں میں پایا اس پر یہواہ کو دعوت دی گئی ہے کہ اٹھ لاے یہواہ تو اور تیرتے عہد کا صندوق اپنی آرام گاہ میں داخل ہوتیرے کاہن صادقت سے ملبس ہوں اور تیرے مقدس لوگ سے للکاریں۔پھر دعا ہے کجہ خداوند اپنے داؤد کی خاطر اپنے چہرے کو نہ پھراوے۔

حصہ دوئم: کی آیات گیارہ اور بارہ میں یہواہ اسرائیل کو وعدہ وفائی یاد دلانے کو کہتا ہے کہ میں نے سچائی سے داؤد کے لیے قسم کھائی ہے۔سو بے وفائی نہ کروں گا۔میں تیرے پیٹ کے پھل میں سے کسی کو تیرے تخت پر بٹھاں گا۔اور اگر تیرے لڑکےمیرے عہد کو اور میری شہادت کو جو میں ان کو حفظ کریں تو ان کے لڑکے بھی ابد تک تیرے تخت پر بیٹھے چلے جائیں گے۔

آیات 13 سے 18 میں ذکرہے کہ یہواہ نے صیحون کو پسند کیا۔اور اسے چن لیا کہ وہ اس کے لیے مسکن ہو۔اور کہا کہ میرےچین کا یہ ابدی مکان ہے۔میں اس میں بسوں گاکہ میں اس پر ر اغب ہوں۔اس کے اسباب مال میں بہت برکت دوں گا۔اس کے مسیکنوں کو روٹی سے سیر کروں گا۔اور اس کے کاہنوں کو نجات کا لباس پہناؤں گا۔اور اس کے مقدس لوگ خوشی سے للکاریں گے۔وہاں میں ایسا کروں گا کہ داؤد کے لیے ایک سینگ پھوٹ نکلے گا۔میں نے اپنے ممسوح کے لیے ایک چراغ تیار کررکھا ہے۔اور خجالت کو اس کے دشمن کا لباس کروں گا۔لیکن اس کے سر پر اس کا تاج چمکتا رہے گا۔

زبور 133۔داؤد کا زبور معلات۔

اس زبور میں ان لوگوں کی تعریف ہے۔جو کہ یروشلیم میں جمع ہو کر محبت کے بودباش کرتے ہیں۔جاتری اس نظارہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔اور اس یگانگت کی تعریف میں کہتا ہے کہ دیکھو! کیا خوب اور سہانی بات ہے کہ بھائی ایک ساتھ بودو باش کریں۔یہ سب لوگ مختلف ممالک اور ملکِ کعنان کے مختلف حصوں سے آئے تھے۔ایسی جماعت کی ا یک تصویر اعمال 2: 9۔11 میں ہےکہ یہاں ان اقوام اور ممالک کے نام کہ جن میں سے وہ درج ہیں۔یعنی کہ پارتھی ،۔میدی۔علامی کے رہنے والے۔مسوپتامیہ۔کپدوکیہ۔پنطس۔ایشیا کےفروگیہ۔پمفولیہ۔مصراور لبوا کے اس حصے کے باشندے جو کہ کرینی علاقوں ہیں۔اور رومی مسافر اور یہودی مرید۔اور کرینی اور عرب سب کے سب محبت اور اطمینان کے ساتھ رہتے ہیں۔جاتری یروشلیم میں پہنچ کر اور یہ سب کچھ دیکھ کر اس حالت کو عطر اور حرموں کی اس سے تشبیہ دے کر کہتا ہے کہ یہ اس امنگ ملے عطر کی مانند ہے کہ جو کہ سر پر ڈالا جائے اور باکردار پر ہی بلکہ ہارون کی ڈاڑی سے ہو کر اس کے پیراہن کے گریبان تک پہنچے۔اس سے یہ سب اہالیانِ یروشلیم کا یہواہ کی خدمت کے لیے مخصوص ہونا مرادہے۔پھر ذکر ہے کہ جس طرح کوہِ حرمون کی اوس زمین کو شاداب

اور زرخیز بناتی ہے۔اس طرح مسیحی محبت مسیحی جماعت یک جہتی اور کامیابی کا باعث ہے۔کیونکہ ایسی محبت والی جگہ کی نسبت خداوند نے برکت اور حیاتِ ابدی کا حکم فرمایا ہے۔

زبور 134: یہ معلاتی سلسلے کا آخری زبور ہے معلوم ہوتا ہے کہ سب جاتری یروشلیم سے معراجعت کے موقع پر ان کو خدمت گزاروں کو جو کہ را ت کو خداوند کے حضور خدمت میں کھڑے رہتے تھےتاکید کرتے ہیں کہ یہواہ کے سب بندوں جو کہ رات کو یہواہ کے گھرکھڑے رہتے ہو یہواہ کو مبارک کہو۔چاہیے کہ وہ جو ہمیشہ یہواہ کے گھر میں رہتے ہیں۔اس استحقاق کے لیے یہواہ کی شکر گزاری کریں۔اس تاکید کے جواب میں وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہواہ جو آسمان اور زمین کا خالق ہے تجھے صیحون میں سے برکت بخشے۔

زبور 135: یہ ہیلیلویاہ کا زبور ہے۔اس میں خاص طورپر یہواہ کی تعریف کی ستائش کی گئی ہے اوران سب کو جو کہ اس کے گھر اور اس کی باگاہوں میں کھڑے رہتے ہیں تاکید ہے کہ یہواہ کی ستائش کریں۔اوراس کی کئی ایک وجوہات بیان ہیں۔مثلاً

(1) 1 سے 3 آیات میں یہواہ اپنی ذات ہی سے تعریف کے لائق اور مستحق ہے۔وہ نیک ہے اور اس کی تعریف کرنا پسند ہے۔

(2) 4 سے 12 آیات میں اس کا شاہانہ اختیار دکھا یا گیا ہے۔اور بیان ہے کہ یہواہ نے یعقوب کو اپنے لیے چن لیا۔اور اسرائیل کو اپنے خاص خزانے کے لیے منتخب کیا ہے۔وہ بزرگ ہے اور جو کچھ اس نے چاہا سو آسمان زمین دریاؤں اور گہراؤں میں کیا۔اس نے مصر کے پہلٹوں کو مارا۔فرعون او ر اس کے کل خدمت گزاروں کو عجیب و غریب کام دکھلائے۔اس نے بڑی بڑی قوموں کو مارااور زبر دست یعنی اموریوں کے بادشاہ سیحون اوربسن کے شاہ عوج او ر ملکِ کنعان کی کل مملکتون کو قتل کیا۔اور ان کی زمین اپنے لوگوں کو میراث میں دی۔

آیات 13۔14 میں یہواہ کی تعریف ہے۔کہ وہ ابدی ہے۔اور اس کا زکر پشت در پشت رہےگا۔کیونکہ وہ اپنے لوگو کا انصاف کرے گا۔اور اپنے بندوں کی حالت کی وجہ پچھتائے گا۔

آیات15 سے 18 میں غیر اقوام کےک بتوں کی کیفیت بیان کی گئی ہےکہ ان کے بنانےوالے بھی ان ہی کی مانند ہیں۔اور ہر ایک جن کو ان کابھروسہ ہے۔ایسا ہی ہے۔اسرائیل اور ہاررن اور لاوی کے گھرانوں کو اور ان سب کو جو کہ یہواہ سے ڈرتے ہیں ۔تاکید ہے کہ یہواہ کو مبارک کہیں۔آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہواہ صیحون میں مبارک ہے۔وہ یروشلیم میں بستا ہے۔ہیلیلویاہ۔

زبور 136۔135 زبور میں یہواہ کے لوگوں کی نسبت ایک خواہش ہے کہ وہ یہواہ کی ستائش کریں اور 136 میں خواہش ہے کہ اس کے لوگ اس کی شکر گزاری کریں۔اور اس کے کئی ایک سبب بتائیں گئے ہیں۔

(1) یہواہ بھلا ہے اور اس کی رحمت ابدی ہےاور الٰہیوں کا الوہیم ہے اور اس کی ابد تک ہے۔1 سے3

(2) وہی اکیلابڑے عظیم کام کرتا ہے۔آیت 4

(3) اس نے نہایت خوش اسلوبی اور کاملیت کے ساتھ کائنات خلق کی اور یہ کام دانائی سے ہوا ہے۔آیت 5سے 9

(4) اس نے اسرائیل کو غلامی سے رہائی دی اور قوی ہاتھ اور بڑھائے ہوئے بازوں سے چھڑایا۔آیات10 سے 15

(5) اس نے عجیب طریق اس کی پرورش فرمائیبیابان می اس نے ان کی رہنمائی کی اور نامور سلاطین جان سے مارے۔ اور ان کی سر زمین میراث میں بنی اسرائیل کو دی۔آیات 16 سے 22

(6) اسا نے ان کی راندہ اور پسفتی میں اسن کو یاد فرمایااور دشمنوں سے رہائی دی۔آیات 23 سے 24۔

(7) وہ جاندارون کو بھول نہیں جاتا۔بلکہ ان میں سے ہر ایک کا روزی رساں ہے۔آیت 25

(8) وہ آسمانوں کا خدا سب سے عالی اور قوی ہےاور اس سب پر مسلط ہے۔سو اس کی شکر گزاری ضروری ہے۔آیت 26

زبور137۔یہ زبور اسرائیلی اسیروں کا اس وقت کا ویلا ہے۔جب وہ اسیر کرکے ملک بابل میں پہنچائے گئے تھے۔اس وقت ان کے اسیر کرنے والوں نے ان سے کہا کہ وہ صیحون کے گیتوں میں سے کوئی ایک گائیں۔اس زبور میں ان کی ایک عجیب تصویر ہے۔ہم ان کو بابل کی ندیوں کے کنارے بیٹھے دیکھتے ہیں۔وہ مغموم ہیں۔اور صیحون اپنے ملک کی یاد میں روتے ہیں۔اور اس کی بربطیں اورموسیقی کے ساز بید کے درختوں سے لٹک رہے ہیں۔یہ معلوم نہیں کہ ملک چاردریاؤں یعنی افراط دجلہ اولائی اور خیبور میں سے جس کا ذکر بائبل میں ہوا ہے۔کون سے دریاؤں پر وہ بیٹھے ہوئےتھے۔وقہ مغموم نظر آتے ہیں۔اور اپنے ستانے والوں کو جو چاہتے تھے کہ وہ خوشی منائیں۔جواب دیتے ہیں کہ ہم یہواہ کے گیت غیر ملک میں کیونکر گائیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں ہر حالت خوش رہنا بلکل نہیں سیکھا۔اور ادوم کی مخالفت یاد کرتے اور افن پر لعنت کرتے ہیں۔کیونکہ وہ یروشلیم کی بربادی پر راضی تھے۔عبدیا نبی کی کتاب میں ان ی مخالفت کی خوب تفصیل ہے۔چنانچہ عبدیاہ 10:1 لیکھا ہے اس قتل کے باعث اور اس ظلم کے سبب جو تونےاپنےہاں یعقوب پر کیا ہے۔تو خجالت سے ملبس ہو گا۔اور ابد تک نیست رہے گا۔

آیات 5 اور 6 میں وہ سب یروشلیم سے اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں۔اور ان میں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ اے یروشلیم میں تجھ کوبھول جاؤں تو ایسا ہو کہ میرا دہنا ہادتھ اپنا ہنر بھول جائے۔اور اگر میں تجھ کو یاد نہ رکھوں۔اوراپنی عزیز تر خوشی سے زیادہ نہ جانوں تو میری زبان میرے تالوں سے چمٹ جائے۔آیات 7 سے 9 میں وہ ادوم اور بابل کی بد سلوکی کے باعث ان پر لعنت کرتے ہیں کہ چاہتے کہ خدا خود ادن سے انتقام لے۔

زبو ر 138۔یہ داؤد کا زبور ہے اس سے آٹھ زبوروں کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے۔جو 138 سے 145 تک باسلسلہ یکے بعد دیگرے آتےہیں۔اس کا نفسِ مضمون 2 سموئیل 7 باب 28 آیات کا وہ عدہ ہے جو یہواہ نے داؤد سے فرمایا کہنجاددت دینے والا اس کی نسل پیدا ہو گا۔اس وعدکی بنا پر سزا بھی جو کہ سانپ کو ملی جب کہ اس نے حوا کو بہکایااور خدا نےاس پر لعنت کی کہ عورت کی نسل اس کو کچلے گی۔اس زبور کی چابی دوسرے سموئیل کے ساتویں باب میں ہے۔اس میں تین حصے ہیں۔

حصہ اول: 1۔3 آیات میں قابل مصنف خدا سے مخطب ہو کر کہتا ہے کہ میں اپنے سارے دل سے تیری ستائش کروں گا۔الہوں کے آگے تیری رحمت اور سچائی کے سبب تیری ثنا خوانی کروں گا۔کیونکہ اس ایک وعدے سےتونے اپنے نام کو اپنے سب عجیب اور قدرت والے سے زیادہ عزت اور جلال بخشا ہے۔

بے شک خداوند نے بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے رہائی بخشی۔اور اپنے نام کو عزت دی۔لیکن اس کے بیٹے کے تجسم اور سے اس کو زیادہ عزت ملی جب کہ اس نے اس کے وسیلے سے اپنے سب برگزیدہ لوگوں کو رہائی بخشی

حصہ دوئم: 4 سے 6 آیات میں مصنف کہتا ہے کہ کسی بادشاہ نے اس سے پیشتر ایسی خوشخبری نہیں پائی تھی کہ جب یہ وعدہ پورا ہاگا توساری دنیا کے لوگ فراہم ہوں گےکہ یہواہ کے لوگ فراہم ہوں گے۔کہ یہواہ کی ستائش کریں۔چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اے خداوند زمین کے سب بادشاہ تیرے منہ کا کلام سنیں گے۔اور تیری ستائش کریں گےیاں وہ خدا کی راہوں میں گائیں گے۔کہ خداوند کا جلال بڑا ہےوہ بلند ہے اور پستوں پر توجہ کرتا اور مغرورں کو دور سے پہچانتاہے۔

حصہ سوئم: آیات 7 سے 8میں مصنف عرض کرتا ہے کہ یہواہ اس کے لیے اس کے کام کو انجام یعنی کہ یہواہ اس ے بچائے اوراسےترک نہ کرے۔مصنف اس عجیب وعدے کے لیے خداوند کی ستائش کرتا ہے۔

زبور139: داؤد کا زبور۔اس میں یہواہ کی چند صفات بیان ہوئی ہیں۔مصنف دکھادتا ہے کہ یہواہ ہمہ دان ہےاور ہر جگہ حاضر ہےاور قادرِ مطلق ہے۔مصنف محسوس کرتا ہے کہ یہواہ نے سراسر گھیر لیا ہے۔یعنی کہ وہ اس کے اوپر نیچے اورباہر بھیتر ہے۔اور کہ وہ بغیر یہواہ کے مطلقاً کچھ نہیں کر سکتا۔اس کی فعل مختاری بھی قائم اور بحال رہتی اور یہواہ بطور ایک مالک رحیم کے اس پر حکومت کرتا ہے۔اس زبور میں چار حصے ہیں۔

حصہ اول: آیات1 سے6 میں مصنف یہواہ کی ہمہ دانی اور اس علیم کل ہونے کا بیان کرتا ہے کہ کیونکہ وہ معلوم کرتا ہے کہ یہواہ نے اس کو بخوبی پہچان لیا ہے۔سو وہ کہتا ہے کہ تو اے یہواہ تو مجھ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔تو میرا اٹھنا اور بیٹھنا جانتا ہے۔تو میرے اندیشے کو دور سے یعنی پیشتر اس سے کہ وہ میرے دل میں آئے۔دریافت کرلیتا ہے۔اس طرح یہواہ کی صفات کا بیان ہے۔چھٹی آیت میں وہ کہتا ہے کہ ایسا عرفان میرے لیے ایک عجوبہ ہے۔وہ بلند ہے اور میں اس تک پہنچ نہیں سکتا۔

حصہ دوئم: آیات 7سے 13 میں مصنف یہواہ کے ہر جگہ پر ہونے کا یعنی جائی ہونے کا ذکر کرتا اور کہتا ہے کہ وہ ہر کہیں موجود ہے۔اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ کسی طرح بھی اس بھاگ نہیں سکتا۔اور کہتا ہے کہ اگرچہ میں آسمان پر چڑھ جاؤں۔تو اے یہواہ تو وہاں ہے۔اگر میں اپنابستر پاتال میں بچھاؤں گا۔تو دیکھ تو وہاں بھی ہے۔اگر صبح کے پنکھ لگا کر سمندر کی انتہا میں جارہوں۔تو وہاں بھی تیرا ہاتھ مجھے لے چلے گا۔اور تیرا ہاتھ مجھے سنبھالے گا۔کہ تاریکی مجھے چھپا نہ سکے گی۔کیونکہ یہواہ کی حضوری کے سامنے تاریکی ٹھہر نہیں سکتی اس کی تجلی کے سامنے وہ کافور ہوجاتی ہے۔

حصہ سوئم: آیات13 سے 18 میں منصف کہتا ہے کہ یہواہ کا علیم کل اور ہر جگہ حاضر ہونااس کی قدرت مطلق پر منحصر ہے۔کہ وہ انسان سے اس باعث سے واقفیت رکھتا ہے۔اس نے اس کو خلق کیا بدینی کی وجہ سے وہ یہواہ کی ستائش کرتا اور کہتا ہے کہ اے یہواہ تیری آنکھوں نے میرے بے ترتیب مادے کو دیکھا اور تیرے سب دفتر میں یہ سب چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔اور انکے دنوں کا حال بھی اسی وقت جب کہ ان میں سے کوئی تھی بھی نہیں۔تحریر ہوا کہ وہ کب وجود میں آئیں گی۔

حصہ چہارم: آیات 19 سے 34 میں مصنف اس وجہ سے کہ وہ یہواہ کی صفات سے واقف ہے۔یہواہ کے سب دشمنون سے کینہ رکھتاہے۔اور اس خیال سے کہ شاید اس میں بھی کچھ کسر ہوپکار کر کہتا ہے کہاےف یہواہ مجھ کو جانچ اور میرے دل کو جان اور مجھ کوآزما۔اور میرے اندیشوں کو پہچان۔دیکھے کہ مجھ میں کوئی درد انگیز عادت ہے کہ نہیں۔اور مجھ جو ابدہ رہ میں چلا۔

زبور 140: داؤد کا زبور سردار مغنی کے لیے۔

اس میں ایک راستباز شخص کو شریروں میں گھرا ہوا دیکھتے ہیں۔وہ کامل اطمینان میں ہے۔اور شریروں کی رسوائی اور اپنے بچاؤ کا منتظر ہے۔اس کے توکل اور اطمینان کی وجہ اس کا توکل ہے۔جو کہ وہ یہواہ پر رکھتا ہے۔اس میں چار حصے ہیں۔کیونکہ لفظ سلاسے ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہیں۔لفظ سلا زبور 89میں استعمال ہوا ہے۔اور اس کے بعد اس زبور میں ہے۔چنانچہ ان پچاس زبوروں میں جو کہ 89 اور140 کے درمیان ہیں یہ لفظ نہیں آتا۔اس کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں قریباً کل 40 زبوروں میں یہ لفظ ہے۔

حصہ اول: آیات 1 سے 3 میں مصنف یہواہ سے دعا گو ہے کہ اسے ان شریروں سے رہائی دے جن سے وہ گھیر اہوا ہے کیونکہ سانپوں کی مانندوہ اپنی زبانیں تیز کرتے ہیں۔اور ان کے ہونٹوں کے تلے افعی کا ظاہر ہے۔سلاہ

حصہ دوئم: آیات 4 سے 6 میں مصنف رہائی کے واسطے یہ کہہ کر دعا کرتا ہے کہ مغرروں نے چھپ کر میرے لیے پھندے اور رسیاںتیار کیں ہیں۔انہوں نے رہ گزر میں جال بچھا یا ہے۔انہوں نے میرے لیے دام لگا ئے ہیں۔سلاہ

حصہ سوئم: آیات 6 سے 8 میں مصنف خداوند کو اپنا شخصی نجات دہندہ تسلیم کرکے اس سے عرض کرتا ہے۔کہ وہ شریر کے مطلب کو پورا نہ کرے۔بلکہ اس کے برے منصوبوں کو انجام تک پہنچنے نہ دے۔تاکہ وہ سر نہ اٹھائے۔سلاہ۔

حصہ چہارم: 9سے 13آیات میں وہ عرض کرتاہے کہ اے خدا جنھوں نے مجھے چاروں طرف سے گھر رکھا ہے۔ان سے ایسا کر کہ ان کےہونٹوں کی زناکاری ان ہی کے سر پر آپڑے۔اور وہ یہواہ کی طرف مخاطب ہو کر اپنے یقین کا دعویٰ کرتا ہے وہ مظلوموں کا انصاف کرے گا۔اور مسکینوں کا بدلا لے گا۔اور کہتا ہے کہ تب صادق لوگ فی الحقیقت تیرا نام لے کر شکر گزاری کریں گے۔اور راستباز سکونت کریں گے۔

زبور141: داؤد کا زبور۔اس زبور نسبت مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب صفائی کے ساتھ عیاں نہیں ہے۔تو بھی مصنف کی دعا کا مقصد یہ معلوم ہوتاہے۔کہ ہر طرح کے برے کام سے بچایا جائے۔اور خدا کی بادشاہت میں استعمال کیا جائے۔یہ زبور تین حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول : آیات 1 سے 4 میں مصنف دعا کرتا ہے کہ اس کی دعا بخور کی طرح خدا کے حضور پہنچائی جائے۔اور کہتا ہے کہ میرے ہاتھو ں کا اٹھانا شام کی قربانی کی مانند ہو۔اور عرض کرتا ہے کہ وہ اپنے ہونٹون سے قصور نہ کرے۔اور اس غرض سے وہ خداوند سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے خداوند! میرے منہ پر نگہبان بٹھا۔میرے ہونٹوں کے درازوں کی دربانی کر میرے دل کو کسی بری بات کی طرف مائل نہ ہونے دے۔کہ وہ بدکاروں میں شامل ہو کر بد کاری نہ کرے۔

حصہ دوئم: آیات 5 سے 6 میں وہ کہتا ہے کہ اگر صادق مجھ کو مارے تو وہ مہربانی ہے۔اور اگر وہ مجھ کو تنبیہ دے تو میرے لیے سر کاروغن ہے۔اگر وہ دوبارہ بھی کرے تومیرا سر اس سے انکار نہ کرے گا۔بلکہ جب کہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو تو۔میں اس کے لیےب دعا مانگوں گا۔

حصہ سوئم: آیات 7 سے 8 میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگرچہ دشمن ہم پر غالب بھی آئے توبھی میری آنکھیں تیری طرف گی ہیں۔میرا توکل تجھ پر ہے۔تو مجھ کو اس جال سے بچا جو انہوں نے میرے لیے بچھایا اور بد کاروں کے جالوں سے بھی ہے۔

زبور 142: مشکیلِ داؤد اس موقع کی دعا ہے کہجب کہ وہ مغارہ میں تھا۔1 سموئیل 22باب1 آیت اور24 سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دودفعہ غاروں میں پناہ گیر ہوا۔پہلی بار ادولا م میں اور دوسری دفعہ عین جدی کے غار میں۔اس زبور سے یہ معلوم نہیں ہوتاہے کہ اس وقت وہ کس مغارہ میں تھا۔صرف اس قدر معلوم ہے کہ مغارے میں اس نے دعا مانگی اور ساؤل کے ہاتھ سے عجیب ڈھنگ سے بچ گیا۔وہ پولوس سیلاس کی مانند تھاجنھوں نے قید میں گیت گائے۔اور قید خانے دروازے ان کے لیے کھل گئے۔اس زبور میں کوئی خاص حصہ نہیں۔داؤد تنگی اور خطرے میں پڑ کر دعا کرتا ہے اور بچایا جاتا ہے۔اس نے دعا مانگنے سے پیشتر اپنی طرف سے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو پایا۔چنانچہ اس کی 4 اور 5 آیات میں مرقوم ہے کہ میں نے اپنے دہنے ہاتھ پر نگاہ کی اوردیکھا مگر کوئی نہ پایا۔جو مجھ کو پہچانتا ہو۔مجھے کہیں پناہ نہ ملی۔کوئی میری جان کا حال پوچھتا نہیں۔تب میں خداوند کے حضور چلایا اور اس سے کہا کہ تو میری پناہ گاہ ہے۔میری روح کو قید سے رہائی بخش۔تاکہ تیرے نام کی ستائش ہو۔تب صادق لوگ میرے آس پاس جمع ہوں گے جب تو مجھ پر احسان کرے گا۔

زبور 143: یہ زبور بھی داؤد کا ہے۔یہ نادمی زبوروں کا آخری زبور ہے۔اور قدیم نسخوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس کی تصنیف اس وقت ہوئی جب داؤد ابی سلوم کی بغاوت کے ایام میں یروشلیم سے بھاگا۔اس زبور میں نہ مصنف حفاظت و رہنمائی اور معافی کے لیے یہواہ سے ملتمس ہےاس کو یقین ہے کہ گناہ کے سبب اس پر یہ مصیبت آئی اور وہ شرمندہ ہو کر کہتا ہے کہ یہواہ اس کو راستی میں لے چلے۔اس زبور میں دو حصے ہیں۔

حصہ اول: آیت 1 سے 6 یہ حصہ خاص کر فریادی آیت1 سے 2 میں مصنف یہواہ کی توجہ اپنی طرف کھینچنا چا ہتا ہے۔اس واسطے نہیں کہ وہ اس کو عدالت میں لائےبلکہ وہ اس پر رحمت کرے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اپنے بندے کو اپنے ساتھ عدالت میں نہ لا۔کیونکہ کوئی انسانم جیتی جان تیرے حضور کھڑا نہیں رہ سکتا۔

آیات 3 سے6 وہ دشمن کی شکایت کرکے کہتا ہے کہ وہ میری جان کے پیچھے پڑا ہے۔کہ اس نے میری زندگی کو خاک پر پائمال کیا۔اس نے مجھ کو اس کی مانند جو مدت سے مر گیا ہو تاریکی میں بٹھایا ہے۔اس لیے منیرا جی اداس ہو گیا ہے۔اورمیں اپنے ہاتھ تیری طرف بڑھاتا ہوں۔کیونکہ میری روح خشک زمین کی مانند تیری پیاسی ہے۔سلاہ

حصہ دوئم: آیات 7 سے 12 مصنف اپنی التماس پیش کرتا ہے اورکہتا ہے کہ اے یہواہ جلد میری سن کہ میری روح تمام ہونے پر ہے۔مجھ سے منہ نہ موڑ نہیں تومیں ان کی مانند ہو جاؤں گا جو گڑھے میں گرتے ہیں۔صبح کے وقت اپنی شفقت کی آوازسنا کیونکہ میرا توکل تجھ پر ہے۔اور اپنی راہ کہ جس میں چلومجھے بتا کیونکہ میں اپنی روح کو تیری طرف اٹھاتا ہوں۔

آخری آیت میں وہ دشمن سے رہائی پانے کے واسطے پھر دعا کرتا ہے کہ مجھ کو اپنی مرضی کی راہ دکھلادےاور کہتا ہے کہ تیری نیک روح مجھ کو راستی کے ملک میں لے چلے۔اس سبب سے ہ میں تیرا بندہوں‌ان سب کو جومیرے جی کو دکھ دیتے ہیں نابود کر۔

زبور 144: اس زبور کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہواہ کی تعریف کی جائے۔اس سبب سے اس نے بادشاہ کو اس قابل کیا کہ وہ اپنےسب دشمنوں کو مغلوب کرے۔اور رعایا کے امن و ایمان کا باعث ہو۔یہ زبور دو حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول : آیات1 سے 11 یہ حصہ اور زبوروں سے منتخب ہوا ہے۔آیت اول میں مصنف یہووہ اکوجو اس کی چٹان ہے۔مبارک کہتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اس نے میرے ہاتھوں کور جنگ کرنا سکھایااور انگلیوں کوف لڑنا سکھایا ہے۔پھر اپنی ذاتی ناقابلیت کا خیال کرکے اور یہوواہ کی طرف مخاطب ہو اسے کہتا ہے کہ اے یہوواہ انسان کیا ہے کہ تواسے یاد فرمائے؟اور آدم زاد کون ہےجوتو اسے کچھ شمار کرے؟

آیات 5سے 11 میں وہ اپنے دشمنوں کی بربادی اور اپنیٔ رہائی کے لیے یہوواہ سےملتمس ہے۔

حصہ دوئم: آیات 12 سے 15 میں وفہ اپنے دشمنوں کی بربادی کے نتائج بیان کرتا ہے۔کہ رعایا خوش و خرم ہو گی۔اور ہمارے بیٹے اپنی جوانی میں پودوں کی مانند اور ہماری بیٹاں زاویہ کی گھڑیوں کی مانند ہوں گی۔جو کہ محل کے اندازہ سے خوش تراش ہوں۔اور کہ ہمارے مسکن مالا لال ہوں گے۔اور گائے بیل اور بھیڑ بکریاں بکثرت ہوں گی۔اور ہماشرے بازاروں میں کسی طرح کی نالش نہ ہوں گی۔اور آخر میں وہ کہتا ہے کہ مبارک ہے وہ گروہ جس کا یہ حال ہے۔مبارک ہے وہ گروہ جس کا خداوند ہو۔

زبور 145 : داؤد کا ثنا خوانی کا زبور۔یہ حروفِ تہجی کا آخری زبور ہے۔9 ، 10 ، 25 ، 34 ، 37 ، میں وہ111 ، 112 ، 119 اور 145 حروفِ تہجی کے زبور ہیں۔زبور 145 تہلہ یعنی ثنا یا حمد کا گیت کا کہلاتا ہے۔عبرانی زبان میں زبور کی کتاب تہلم یعنی ثنا کی کتاب کہلاتی ہے۔یہودیوں نے اس زبور کی بہت قدر کی۔کوینکہ اس کی نسبت تالمد میں مذکور ہے۔کہ اگر کوئی داؤد کی تہلم تین مرتبہ روز سنائے تو اس کو روز تیقن ہو سکتا ہے۔کہ وہ خدا کی بادشاہت کا فرزند ہے۔اس لیے اس زبور کی قدرصرف تہجی زبور ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس واسطے ہے کہ اس میں ظاہر کیا گیا ہےکہ خدا کی پروردگاری می کل مخلوق شامل ہے۔

تہجی زبور ہونے کے باوجود اس زبور میں کل 21 آیات ہیں صرف نوکسی وجہ سے حذف ہیں۔یہ زبور خاص الخاص تعریفانہ ہے۔اور ستائش کے زبوروں سلسلے کا شروع ہے۔جو کہ 150 زبور پر ختم ہوتا ہے۔اس میں یہواہ کی ستائش اس کی شاہانہ حیثیت اور اس کی حکومت کے سبب سے کی جاتی ہے۔اس میں کوئی خاص حصہ نہیں۔بلکہ یہ کی نسبت چار خاص باتوں کو پیش کرتا ہے۔جن کے سبب اس کی خوانی ہوتی ہے۔

(1) 1 سے 6 آیات میں یہوواہ کی ذاتی خوبیا ں پیش ہیں چنانچہ آیات 3 سے 4 میں ذکر ہے کہ یہواہ بزرگ ہے۔اور نہایت ستائش کے لائےق ہے۔اور اس کی بزرگی تحقیق سے بالا تر ہے اورلکھا ہے کہ ہر ایک پشت دوسری پشت سے تیرے کاموں کی ستائش کرے گی۔اور تیری قدرتوں کا بیان کرے گی۔

(2) آیات 7 سے 10 میں یہوواہ کے احسان کی رحمت کی تعریف ہے۔چنانچہ آٹھویں آیت میں آیا ہے کہ یہوواہ مہربان اور رحیم ہے غصہ کرنے میں دھیما اور شفقت میں بڑھ کر ہے آیت دس میں لکھا ہے کہ تیری ساری دستکاریاں تیری ثنا خوانی کرتی ہے۔اور تیرے مقدس لوگ تجھ کو مبارک باد کہتے ہیں۔

(3) آیات 11 سے 13 میں اس کی سلطنت کی نسبت کہا گیا ہے کہ تیرے مقدس لوگ تیری سلطنت کا بیان کرتے اور تیری قدرت کا چرچا کرتے ہیں۔تاکہ آدم زاد پر تیری قدرت اور تیری سلطنت کی جلیل شوکت ظاہر کرے۔تیری بادشاہت ابدی ہے۔اور تیری حکومت پشت در پشت قائم رہتی ہے۔

(4) آیات 14 سے 21 میں یہواواہ کی پردگاری اور اس کی صداقت کا بیان ہے۔چنانچہ پندرھویں آیت میں لکھا ہے کہ سب کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں۔تو انہیں وقت پر ان کی روزی دیتا ہے۔

آیت 17 میں لکھا ہے کہ یہوواہ اپنی کل راہوں میں صادق اور سب کاموں رحیم ہے۔21 آیت میں مصنف کہتا ہے کہ میرا منہ یہوواہ کی ستائش کا مضمون کہے گا۔ہاں ہر ایک بیشر اس کے مقدس نام کو مبارک کہا کریں۔

زبور146: یہ ہیلیلویاہ کا زبور ہے۔اور دیگر زبوروں کی مانند سے شروع اور ختم ہوتا ہے۔اس سے ہیلیلویاہ کا آخری سلسلہ شروع ہوتا ہے۔جس میں زبور کی کتاب کے آخری پانچ زبور ہیں۔اس زبور کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی بہودی یہوواہ پر یقین کھنے سے ہے۔اس کے مضمون میں متفرق حصے نہیں ہیں۔اس میں صرف یہوواہ کی تعریف ہے مصنف اس کی ایک اور دو آیات میں اپنا ہی ذکر کرتا ہے۔اور اپنی جان کو کہتا ہے کہ یہیوواہ کی تعریف کرنیز دعوے کرتا ہے کہ جب تک میں جیتا ہوں تب تک میں یہوواہ کی ستائش کروں گا۔اور جب تک موجود ہوں اس کی ثنا خوانی کروں گا۔

آیات 3 سے 5 میں وہ کہتا ہے کہ امیروں پر اور آدم زادوں پر توکل نہ کرو۔کہ ا ن میں نجات دینے کی طاقت نہیں ہے۔کہ جس وقت ان کا دم نکل جاتا ہے تو وہ اپنی مٹی میں پھر جاتے ہیں۔اور اس دن ان کے منصوبے فنا ہو جاتے ہیں۔اور کہتا ہے کہ مبارک ہے وہ جس کی کمک یعقوب کا خدا ہے اور جس کا توکل یہوواہ اس کے خدا پر ہے۔آیات 6 سے 9 میں وہ نو وجوہات پیش کرتا ہے۔جن کے باعث یہوواہ ہی پر توکل اور بھروسہ رکھنا ضرور ہے۔

(1) وہ پیدا کنندہ ہے اور ہمیشہ اپنی سچائی کو برقرار رکےرکھتا ہے۔

(2) وہ مصنف اور درد مند ہے۔وہن مظلوموں کا انصاف کرتا ہے۔اور بھوکوں کو روٹی دیتا ہے۔

(3) وہ اسیروں کو چھڑاتا ہے۔

(4) وہ خیر اندیش دہے۔

(5) وہ اندھوں کی آنکھیں کھول دیتا ہے۔

(6) یہوواہ ان کو جو نہوڑ یعنی خمیدہ پست ہو گئے ہیں۔سیدھا کھڑا کرتا ہے۔

(7) وہ صادقوں کو عزیز رکھتا ہے۔

(8) وہ پردیسوں کا نگہبان ہے اور یتیموں اور بیواؤں کو سنبھالتا ہے۔

(9) یہوواہ ابد تک سلطنت کرے گا۔ہاں تیرا خدا اے صیحون پشت در پشت۔ہیلیلویاہ۔

زبور147: یہ زبور بھی ہیلیلویاہ سے شروع اور ختم ہوتا ہے۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ زبور بمعہ زبور 148 ، 149اور 150 کےاس وقت تصنیف ہوا جب کہ یروشلیم شہر پناہ تیار ہو گئی۔اور تقدیس کے وقت لایوں کو ان کی سب جگہوں سےڈھونڈتے تھے۔کہ انہیں یروشلیم کو لائے۔کہ خوشی اور شکر گزرای اور سرود اور طبلے اور بربط شہر پناہ کی تقدیس کریں۔گانے والوں کے بیٹے ہر کہیں سے یروشلیم میں فراہم ہوئے تھے۔نحمیاہ 37:11۔

اس زبور میں یہوواہ کی ستائش کے لیے تین بلاہٹیں ہیں۔

(1) آیات 1 سے 6 میں کہا گیا ہے کہ یہوواہ کی ستائش کرو۔کہ ہمارے خدا کی ثنا خوانی کرنا بھلا ہے۔اس واسطے کہ وہ ہر دل عزیز ہے۔اس کی ستائش کرنا شائستہ ہے۔یہوواہ یروشلیم کو تعمیر کرتا ہے۔وہ اسرائیل کے بچھڑے ہوؤں کو جمع کرتا ہے۔وہ شکستہ دلوں کا علاج کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(2) آیات 7 سے 11 میں یہ کہ اس کی ستائش اس لیے کی جائے کہ وہ فائدہ عام کو مدِ نظر رکھ کر آسمان پر بدلیوں کا پردہ ڈلتا ہے۔جو کہ زمین کے لیے مینہ تیار کرتا ہے۔جو پہاڑوں پر گھاس اگاتا ہےجو بہائیم اور کوو کے بچوں بھی جو چلاتے ہیں روزی مہیا کرتا ہے۔

(3) آیات 12 سے 20میں یروشلیم کو دعوت دی گئی ہےکہ وہ یہوواہ کی ستائش کریں۔وہ ان سے مخاطب ہو کر کہتاہے کہ اے یروشلیم اس نے تیرے دروازوں کے بینڈوں کو مظبوطی بخشی۔اور تجھ میں تیرے بچوں کو برکت بخشی اور وہ تیری اطراف میں امن بخشا اورتجھ کو ستھرے سے ستھرے گیہو سے آسودہ کرتا ہے۔وہ اپنا کلام یعقوب پراور اپنے حقوق اور عدالتیں اسرائیل پر ظاہر کرتا ہے۔اس نے کسی قوم سے ایسا سلوک نہیں کیا اور نہ کوئی اس کی آگاہ ہوا۔ہیلیلویاہ۔

زبور148: یہ بھی ہیلیلویاہ کا زبور ہے اس میں کل مخلوقات یعنی آسمان اور زمین طلب کیے جاتے ہیں۔کہ یہوواہ کی ستائش کریں۔نہ صرف جاندار بلکہ بے جان ایشا بھی مدعو ہیں۔کہ وہ اس حمد و ثنا میں شریک ہوں یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں۔مصنف کا دل ثنا سے بھرا ہوا ہے۔اور وہ خواہشمند ہے کہ یہوواہ کی ستائش کی جائے۔وہ وقت آتا ہے کہ جب کل موجودات انسان کے ساتھ مل کرنجات کی خوشی میں شریک ہوگی جس طرح کہ وہ آدم زاد کی برگشتگی پر اس کی لعنت میں شریک ہوئی۔

حصہ اول: آیات 1 سے 6 میں آسمان طلب ہیں کہ یہوواہ کی ستائش کریں فرشتگان۔سورج۔چاند۔ستارےاور آسمانوں کا آسمان اور پانی جو آسمانوں کے اوپر ہے۔سب کے سب طلب کیے گئے ہیں۔کہ یہوواہ کی ستائش کریں۔اس لیے کہ وہ سب کے سب اس سے خلق کیے گئے ہیں۔اور ان کا قائم رہنا اس پر منحصر ہے۔

حصہ دوئم: آیت 7 سے 12 میں سب کچھ زمین پر ہے اور آسمندر میں ہے۔یعنی آگ ، اولے ، برف ، بخارات ، ہوا ، پہاڑ، ٹیلے ، پھل دار درخت،سب دیودار ،سب جانور ، کیڑے مکوڑےپردار چڑیاں، سب لوگ، بادشاہ ، شہزادے ،قاضی جوان مرد کنواریاں اور سب کے سب طلب کیے ہیں۔کہ یہوواہ کے نام کی ستائش کریں۔

حصہ سوئم: آیات 13 سے 14 میں اس کی ستائش کے اسباب بیان کیے ہیں۔لکھا ہے کہ وہ یہوواہ کے نام کی ستائش کریں۔کیونکہ اس کا نام اکیلا عالی شان ہے۔اس کا جلال زمین اور آسمان کے او پر پھیلا ہے۔اور کہ وہی اپنے لوگوں کو سینگ کو بلند کرتا ہےیہی اس کے پاک لوگوں بنی اسرائیل یعنی اس قوم کی جو اس کے نزدیک ہے۔شوکت ہے۔ہیلیلویاہ۔

زبور149: اس زبور میں یہوواہ کی بلاہت ہے کہ وہ اس کی ستائش کریں اور اس کے لیے ایک نیا گیت گائیں۔کہ اس کی روح لوگوں کو پاک کریں۔کہ اسرائیل اپنے خالق سے شادمان ہوئےاور بنی صیحون اپنے بادشاہ کی وجہ سے خوشی کریں کلیسیا کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور عام معنوں میں سمجھا گیا۔کلیسیا نے یہ زبور مسیحی لوگوں کو جنگ کےواسطے متحرک کرنے کے لیے استعمال کیا۔چنانچہ کیسپر سیوپس(Casper ScioPius) نے اس زبور کےذریعے سےرومن کیتھولی کلیسیا کو لوٹھر کے ایام میں ترغیب دی۔کہ پروٹسٹنٹ لوگوں سے لڑائی کریں۔کیونکہ کلیسیا مستحق ہے۔کہ سب قوموں پر حکمرانی کریں۔چنانچہ 6 سالہ جنگ چھڑ گئی ہے۔نیز انہیں دنوں میں تھامس منظر (Thomas Munzar) نے بپیٹسٹ لوگوں کو ابھارا کہ وہ رومن کیتھولک اور دیگر مسیحی کلیسیاؤں سے لڑائی کریں۔اور اپنے فرقہ کو قائم کریں۔اور اس کا نتیجہ زمینداروں کا جنگ کہلایاپولوس نے کیا خوب کہا ہے کہ ہم جسم میں چلتے ہیں۔ہم جسم کے طور پر نہیں لڑتے۔اس لیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں دوسرا کرنتھیوں 10: 3۔4۔

اس زبور میں ساری کلیسیا طلب کی گئی ہے۔کہ خوشی کرےاور یہوواہ کے نام کی ستائش کرتے ہوئے ناچیں اور طبلہ اور بربط سے اس کی ثنا خوانی کرے۔کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوش ہوتا ہے۔وہ صیحون کو نجات کی راہ بخشتا ہے۔جسمانی جنگ جو مسیحی ان آخری آیات کو اپنی سند سمجھ کر اسے جسمانی ہتھیار سے لڑنے کی خیال کرتے اور پولوس کی ہدایت کا خیال نہیں رکھتے۔اس لیے کہ وہ ان کی مرضی کے موافق نہیں ہے۔خدا کی بادشاہت کھانا پینا نہیں ہے۔بلکہ راستی اور سلامتی اور روح القدس سے خوش وقتی ہے۔ہیلیلویاہ۔

زبور 150: یہ زبور ہیلیلویاہ سے شروع ہوتا ہے۔اور دو ہیلیلویاہ سے اس کے ساتھ زبور کی کتاب ختم ہوتی ہے۔اس میں ہر ایک سانس لینے والی چیز سے طلب کیا گیا ہے۔کہ خداوند کی ستائش کرے۔اس کی آیت اول میں بتا یا گیا ہے کہ اس کی ستائش کہاں کی جائے۔یعنی کہ اس کے مقدس میں اور اس کی قدرت کی فضا میں دوسری آیت میں اس کی ستائش کرنے کی وجی یوں بیان کی گئی ہے۔اس کی قدرتوں اور اس کی بزرگی کے سبب اس کی ستائش کرو۔

آیات 3 سے 6 میں ذکر ہے کہ کس طرح اس کی ستائش کی جائے یعنی کہ قرنائی پھونکتے ہوئے۔بربط چھیڑتے ہوئےطبلہ بجاتے اور ناچتے ہوئے۔تاروں والے ساز اور مانسریاں بجاتے ہوئے۔بلند آواز والی جھانجھ بجا کر ہر ایک چیز جوسانس لیتی ہے۔یہوواہ کی ستائش کرے۔ہیلیلویاہ ہیلیلویاہ۔کسی مفسر نے کہا کہ اس زبور میں دس قسم کے باجوں کے نام ہیں۔اور ان دس اقسام میں تمام اقوام کے ساز شامل ہیں۔یعنی کہ ہر ایک قوم بجاتی ہوئی گانے والوں کے گروہ میں شریک ہو گی۔اور وہ سب ہم نوا اور ہم آہنگ ہوں گے۔اور یہ اس میں بارہ دفعہ کہا گیا ہے۔یہوواہ کی ستائش کروجس سے مراد ہے کہ اسرائیل کے بارہ فرقوں کو الگ الگ تاکید گی گئی ہے۔خدا کرے کہ ہم بھی گانے بجانے والے گروہ میں شامل ہوں۔آمین۔ثم آمین۔

تمت تمام شد

کتاب ششم

امثال کی کتاب

سوال۔1۔امثال کی کتاب کے مصنف نام اور احوال بیان کرکریں۔

جواب امثال 1باب 1 آیت میں لکھا ہے کہ داؤد کے بیٹے بنی اسرائیل کے بادشاہ سلیمان کی امثال گویاامثال سلیمان کےک نام سے کہلاتی ہے۔تو بھی یہ اس کی طبع آزاد تصنیف نہیں ہے۔بلکہ اس نے ملہم ہو کر خدا سے دانائی حاصل کی البتہ وہ دانائی کے سبب تمام د نیا میں شہرہ آفاق ہوا۔لیکن سلاطین کے تیسرے باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دانش اس کی مساعی کا نتیجہ نہ تھی۔بلکہ خدا داد برکت تھی۔چنانچہ سلاطین 3 باب 7 سے 14 آیت میں سلیمان کی یہ دعا ہے۔کہن اے خداوند خدا تونے اپنے بندے کو میرے باپ دادا کی جگہ بادشاہ کیا۔مگر میں ہنوز لڑکا ہوں۔باہر جانے اور پھر آنے کا طور نہیں جانتا۔اور تیرا بندہ تیرے بندوں کے بیچ ہے۔جنہیں تونے چن لیا وہ لوگ بہت اور غیر عابدہ ہیں۔کہ کثرت کے باعث اس کا شمار نہیں ہوسکتا۔سو تو اپنے بندے کو ایسا سمجھنے والا دل عطا کر کہ میں لوگوں عدالت کرنے میں نیک و بد میں امتیاز کرسکوں کہ تیری اتنی بھاری قوم کا انصاف کون کر سکتا ہے۔چنانچہ یہ بات خدا وند کو پسند آئی۔کہ سلیمان نے یہ چیز مانگی اورخداوند نے اسے کہا کہ چونکہ تونے یہ چیز مانگی اور عمر کی درازی نہ چاہی اور نہ اپنے لیے دولت کا سوال کیااور نہ اپنے دشمنوں کے نابود وہنے کی دعا چاہی۔بلکہ اپنے لیے عقل مانگی تاکہ عدالت میں خبردار ہو۔سو دیکھ میں نے تیری باتوں کے مطابق عمل کیا ہے۔دیکھ میں نے ایک عاقل اور سمجھ دار دل تجھ کو دیا ہے۔ایسا کہ تیرا مثل تجھ سے آگے نہ ہوا۔اور نہ تیرے بعد ہوگا۔اور میں نے تجھ کو اور کچھ بھی دیا ہے۔جو تونے نہیں مانگا۔یعنی اور دولت اورعزت ایسی کہ بادشاہوں میں سے تمام عمر کوئی تجھ سا نہ ہو گا۔اگر تو میری راہوں پر چلے گا۔اور میرے قوانین حفظ کرے گا۔اور میرے قوانین حفظ کرے گا۔جس طرح کہ تیرا باپ دادا چلتے رہے۔تو میں تیری عمر دراز کروں گا۔1 سلاطین4 باب 29 سے 34 آیات میں آیا ہے کہ خدا نے اس دانش اور خرد بے حد عطا کی۔اور دل کی وسعت بھی عطا

کی ایسی جیسی کہ سمندر کی ریت جو کہ سمندر کے کنارے پر ہو۔اور سلیمان کی دانش کل اہلِ مشرق اور مصر کی ساری دانش سے کہیں زیادہ تھی۔اس لیے کہ وہ سب آدمیوں سے یعنی عسکراتیاں اور ہیمان اور کیلکل اور درداسے جو بنی محول تھے۔زیادہ داناتھا۔اور گردو پیش کی ہر ایک قوم اس کا نام پہلا تھا۔اس نے تین ہزار امثال کہیں اور اس کے گیت ایک ہزار پانچ تھے۔اس نے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے جو لبنان میں تھا۔اس زوفے تک جودیواروں پر اُگتا ہے۔اور پرندوں اور چارپائیوں اور رینگنے والوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیااور سب لوگوں اور بادشاہوں جن تک اس کی دانش کی شہرت پہنچاتھا۔اس کی حکمت سننے کو آئے تھے۔اس سے معلوم ہوتاکہ سلیمان دانش میں بے مثل تھا۔لہذا اس کی امثال قابلِ غور ومطالعہ ہے۔

سوال 2۔امثالک کی کتاب کی تعریف کرو۔

جواب: امثال درحقیقت عبرانی دانائی یعنی کوکمال کا مجموعہ ہے۔کیونکہ اس میں ہر نوع کی دینی و دنیوی اخلاقی و بزمی کی مفید تعلیم موجود ہے۔جو کہ ہر صغیہ اور ہر عمر کے لوگوں کے لیے یکساںمفید ہےخواہ وہ عمر رسیدہ ہوں یا کم سن دولت مند ہوں یا مفلس ۔حاکم ہوں یا محکوم۔سب کے سب اس کتاب سے فہمید اور راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔اس سلیمان کے کل گیت اور امثال ہی نہیں ہیں۔بلکہ صرف وہی جو کچھ کہ انسان کے اخلاق کہ ،سیرت، فرایض اور برتاؤ سے تعلق رکھتا ہے۔یعنی کہ اس کی تصنیفات کا انتخاب ہے۔چنانچہ امثال 25 باب 1 آیت میں لکھا ہےکہ یہ بھی سلیمان کی امثال ہیں۔جن کی نقل شاہ یہوداہ حزقیاہ کے لوگوں نے کی تھی۔اس سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ زبور کی کتاب کی طرح یہ بھی مختلف مروجہ زبانوں میں ترجمہ اور تالیف ہوئی۔خیال ہے کہ یہ کتاب سلیمان کی آخری زندگی میں تصنیف ہوئی اور کہ کئی ایک اشخاص نے اس کی تصنیفات میں سے لے کر اسے کتاب کی صورت میں مرتب مجلدکیا۔یہ کتاب شاہ خورش سے چار ساٹھ سال اور سکندرِ اعظم سے چھ سو ساٹھ سال پہلے لکھی گئی۔ملکِ یونان میں کئی ایک حکیم مثلاً سقراط ،افلا طون اور ارسطو ہوئے ہیں۔جنہوں نے اپنے علم کی وجہ سےبہت شہرت پائی مگر سلیمان ان سب پر بہت فوقیت رکھتا ہے۔

سوال۔3۔ سلیمان کی امثال کی خصوصیات بیان کرو۔

جواب۔مثل ایک چھوٹا اور مختصر جملہ ہے۔جس کا مفہوم و مطلب زبان اور الفاظ کی وضاحت میں عیاں ہوتا ہے۔اور فہم وتفہیم کے واسطے انسانی فکرو ادارک کامقتضی ہوتا ہے۔وہ سبق آموز اور موثر ہوتا ہے۔سلیمان کی امثال میں دو امثال میں دو خاصیتیں ہیں۔حصہ اول: امثال کا مصنف خدا کو سب علوم کا منبع تسلیم کرتا اور کہتا ہے کہ انسان کو دانش خدا شناسی سے حاصل ہوتی ہے۔نیز کہ انسان کا سب سےاول کام یہ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے جیسے کہ امثال 9 باب 10آیت میں آیا ہے کہ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔اور قدوس کی پہچان فہمید ہے۔خدا علوم سے پہچانا نہیں جاتا۔بلکہ دانش مند بننے کے لیے خدا کی پہچان کی ضرورت ہے۔خدا محض زندگی ہی کا سرچشمہ نہیں۔وہ زندگی کو سفب خوبیوں سے مزین و مرنیب کرتا ہے۔

حصہ دوئم: سلیمان یہ بھی بیان کرتا ہے کہ عبادت میں جو کہ خدا کی منظورِ نظر ہو۔انسانی فرائض کی ادائیگی بھی ہے۔یعنی کہ انسان اسی وقت خدا کی عبادت کرسکتا ہے کہ جب کہ پہلے وہ ایک دوسرے کے فرائض باہمی ادا کرے۔کیونکہ ہر نوع کی

ناپاکی اور راستی خدا کے سامنے نفرت انگیز ہے ی۔سو وہ انسان جو بدی کی پیر وی کرتا ہے وہ خدا کے حضور جانے کے قابل نہیں اور اس کی دعا بھی مقبولیت پذیر نہیں ہوتی۔سلیمان ان الفاظ میں یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ علمِ اخلاق میں علمِ الٰہی بھی شامل ہے۔اور وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں وہ سکتے۔کیونکہ یہ امر محال ہے۔کہ ہم خدا سے پیار اور اس کی مخلوق سے دشمنی اور بد سلوکی کریں۔اکثر علماٗ دنیا علمِ الٰہی کو دیگر علوم سے الگ کرتے ہیں۔لیکن سلیمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ سب علوم ایک ہی چشمے سے نکلتے ہیں۔لہذا وہ ایک ہی ہیں۔

چنانچہ دنیاوی علوم اس لیے ناقص ہیں کہ وہ اصلی نہیں ہیں۔بلکہ تمام و کمال نقلی ہیں۔لہذا وہ پائدار بھی نہیں وہ علم جو خدا کی طر ف سے ہے۔اصلی ہے۔اور وہی ہماری زندگی میں جزو لازمی لکہ جزو لاینفک بن جاتاہے۔اوراس سےجدا نہیں ہو سکتا ۔بلکہ اس کو زیباش دیتا ہے۔

سوال۔4۔اس کتاب کا خاص مقصد کیا ہے؟

جواب: اس کا مقصد امثال 4 باب 1 سے 4 آیات میں ویں مذکور ہے۔کہ دانائی اور تادیب سیکھنے کو اور تمیز کی باتیں سمجھنے کو۔عقل کی تربیت پانے کوصداقت عدالت اور ساری راستی بوجھنے کو۔سادہ لوگوں وک ہشیاری دینے کے لیےاور جواں کو دانش اور امتیاز سیکھنے کے لیے اس کا مطالعہ کرن نہایت ضروری ہے۔کہ انسان صرف خدا کے فرائض کو ادا کرے۔بلکہ اپنے ہم جنس کے حقوق بھی۔چنانچہ اس کتاب کا خاص مقصد یہ ہے کہ یعنی ہر ایک انسان اپنی زندگی ایسے طور پر بسر کرے کہ وہ اس کے لیے برکت کا سبب ہو۔اور دوسرے لوگوں کا فائدہ بھی ا س سے نکلے۔خدا کے حقوق انسا نی فرائض سےجدانہیں ہیں بلکہ باہم و گر لازم ملزوم ہیں۔

سوال۔5 امثال کن خاص لوگوں کو ہدیت کرتی ہے۔

جواب۔امثال کی کتاب درج ذیل لوگوں کو خاص ہدایت کرتی ہے۔یہ سادہ لوح ، دانش مندوں اور نا دنوں کو یکساں ہدایت کرتی ہے۔سلیمان کا خاص منشا یہ ہے کہ سادوہ لوگ اور دانشمند انسان بھی آراستہ اور اصلاح یافتہ ہو جائیں۔اور عقل مندی میں ترقی کرتے ہوئےاپنی زندگی خدا کی مرضی کی بجا آوری صرف کریں۔نیز یہ کہ جوان اپنی جوانی کے دنوں کو ان کوموں سے جن میں اس کی پچھلی زندگی کمزوری اور تباہی واقع ہوتی ہے بچائے رکھے۔مثلاً وہ اپنے آپ کو شراب خوری،بری صحبت،ناپاکی،دروغوی اور چوری سے بچا رکھےاور غورو فکر سے اپنی راہ کی خبر گیری کرے۔سلیمان تاکید کرتا ہے کہ وہ ایسی باتوں سے اجتناب کرے۔اور خدا کاخوف رکھتے ہوئے ہم جنس انسان سے پیار کرے۔اور پاک دامنی، فروتنی، صبرو انکساری اختیار کرے۔اور محنت سے اپنا گزرا کرے۔سلیمان اس کتاب میں دانائی اور صداقت پر بہت زور دیتا ہے۔اور کہتا ہے کہ زبان کی بڑی خبر داری کرنی چاہئے۔چونکہ صادق کی زبان چوکھی چاندی ہے۔اور شریروں کادل کم قیمت ہے۔صداقوں کے ہونٹ بہتوں کو کھلاتے ہیں۔مگر جاہل لوگ بے دانشی سے مرتے ہیں۔چنانچہ امثال 10 باب 20سے 21 اور 21 باب 23 آیت میں لکھا ہے کہ وہ جو اپنے منہ اور زبان کی

نگہبانی کرتا ہے وہ اپنی جان کو دق دیواروں سے بچاتا ہے۔دل کی حفاظت کی نسبت یہ آیا ہے کہ اپنے دل کی بڑی سے بڑی حفاظت کر۔

کیونکہ زندگانی کے ایام اسی کے سبب سے ہیں۔امثال 4 باب 23 آیت۔

نوٹ: یہ کتاب مسیحیوں کے لیے ازبس کہ مفید اور موزوں ہے۔اس کا مطالعہ غورو فکر سے کرنا چاہیے۔تاکہ رہنمائی اوردانش حاصل ہو۔ان امثال کی دل چسپی نظم کی موزوں اور مقفع عبارت سے دو بالا ہوگئی ہے۔اگر اس کا ترجمہ اردو میں بھی نظم ہی میں ہو۔تو زیادہ دل چسپ اور مفیدہو گا۔

سوال۔سلیمان نے جوانوں کے لیے کون سی باتیں پیش کی ہیں جو ان کے لیے لازمی ہیں؟

جواب۔(1) والدین کی فرمانبرداری،امثال 1 باب 8 آیت میں کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے اپنے باپ کلی بات کا شنوا ہو۔اور اپنی ماں کی تاکید کو ترک مت کراور امثال 4 باب 10آیت میں وہ کہتا ہے کہ ئ٤اے میرے بیٹے میری سن۔اور میری باتیں مان تو تیری عمر کے برس بہت ہوں گے۔یہ آیت پانچویں حکم پر دلالت کرتی ہے۔امثال 2 باب 20 سے 23 آیت۔میں آیا ہے کہ اے میرے بیٹے باپ کے حکم کو حفظ کر۔اور اپنی ماں کی تاکید کو مت چھوڑ۔انہیں ہمیشہ اپنے دل میں باندھ رکھ۔اور انہیں اپنی گردن پر گانٹھ۔کہ جب تو کہیں جائے گا تو وہ تیری رہبر ہوگی۔اور جب تو سوئے گا تو وہ تیری نگہبانی کرے گی۔اور جب تو جاگے گا تو وہ تجھ سے باتیں کرے گی۔کہ حکم چراغ ہے۔اور تاکید نور ہے۔اور تربیت کی تبنہیں زندگی کی براہیں ہیں

(2) صداقت ساس لیت ضروی ہے کہ صادق لوگ خدا کی حفاظت میں رہتے ہیں چنانچہ امثال 10 باب 3 آیت میں آیا ہے کہ خداوند صادقوں کی جان بھوک سے ہلاک نہ ہونے دے گا۔اور 10باب 2 ، 7 اور 11 آیات میں لکھا ہے کہ صادق کے سر پر برکتیں ہیں۔اور صادق کا ذکر بھی برکت کے لیے ہو گا۔کہ صادق کا منہ زندگانی کا چشمہ ہے۔10 باب 30 آیت میں یوں فرماتا ہے کہ صادقوں کو کبھی جنبش نہ ہو گی لیکن شریر ہر گز زمین پر کبھی نہ رہے گا۔پھر 11 باب 30آیت میں فرماتا ہے صا دق پھل جو ہے۔سحر زندگی کا درخت ہے۔اور جو نیکی سے دلوں کو مو لیتا اور فریفتہ کرتا ہے۔دانا ہے۔

(3) چستی۔امثال 10 باب 4 آیت میں سلیمان کہتا ہے کہوہ جو ڈھیلے ہاتھوںس ے کام کرتا ہے۔کنگال ہو جائے گا۔پر چلا کو ں کا ہاتھ دولت پیدا کرتا ہے۔اور 12 باب 24 آیدت میں کہتا ہے کہ چلاک آدمی کا ہاتھ حکمران ہو گا۔ہر ست آدمی خراج گزار رہے گا۔پھر 18 باب 9 آیت میں کہتا ہے کہ وہ جو سستی کرتا ہے فضول خرچ کا بھا ئی ہے۔اور 6 باب 6 سے 8 آیات میں کہتا ہے کہ اے کاہل آدمی چیونٹی کے پاس جا۔اس کی روشیں دیکھ اور دانائی حاصل کرکہ اس کا کوئی سردار جا حاکم نہیں پر اس کے باوجود بھی وہ خورش اور دروں میں خوراک جمع کرتی ہے۔

(4) خوش اخلاقی، زناکاری ، ہر طرح کی ناپاکی بد دیانتی ، بے وفائی ،دغابازہ فریب چوری اور درو غوئی سے وہ مجتنب ہو۔کیونکہ یہ ساری بتیں خداوند کے حضور میں نفرت انگیز ہیں۔اور آدمی کو مجتنب لفعنتی بناتی ہیں۔

(5) راست روی۔امثال 6 باب 16 سے 19 آیات میں سلیمان فرماتا ہے کہ خداوند کو چھ چیزوں سے نفرت ہے۔سات ہیں جن اس کی جان کو نفرت ہے۔اونچی آنکھیں۔جھوٹی زبان۔بے گناہ کا خون بہانےوالے ہاتھ۔دل جو برے منصوبے باندتا ہے۔پاؤں جو جلد برئی کے لیے دوڑتے ہیں۔جھوٹا گواہ جو جھوٹ بولتا ہے۔اور وہ جو بھائیوں کے درمیان جھگڑا برپا کرتا ہے۔

سوال 7۔امثال کی کتاب کی تقسیم کرو۔اور حصوں کی تفصیل کرو۔

جواب۔امثال کی کتاب میں پانچ حصے ہیں۔

حصہ اول۔پہلے 9 ابواب میں ہے۔اس میں تین خاص باتیں ہیں۔

(1) باب 1 آیات 1 سے6 میں کتاب کا دیباچہ ہے۔جس میں مصنف کا نام عہدہ اور اس کی تصنیفات کے فوائد درج ہے۔

(2) باب اول کی ساتویں آیت سے باب ساتویں آیت کے اخیر تک الٰہی دانائی کی طرف سے ایک عمدہ اور دل چسپ واعظ ہے۔جس میں باپ اپنے بیٹے کوخدا کی اخلاقی حکومت کی نسبت تعلیم دیتا ہے۔شروع میں باپ بیٹے کی توجہ مندرجہ ذیل الفاظ کے ذریعے مبذول کرواتا ہے۔کہ خداوندکا خوف دانائی کا شروع ہے۔اور کہ احمق دانائی اور تادیب کو حقیر جانتا ہے۔پھر خود اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے باپ کی تربیت کا شنواہو۔اوراپنی ماں کی تاکید کو ترک نہ کر کہ وہ تیرے سر کے لیے رونق کا تاج اور گردن کے لیے طوق ہے۔پھر اس حکمت کےاصول سمجھا کر کہتا ہے کہ خدا کا تخت حکومت انسانی دل ہے۔جس سے وہ اپنی بادشاہت دنیا میں مستحکم ، پائدار اور مستقل رکھتا ہے۔جو کہ پھیلتے پھیلتے عالم گیر ہو جائے گی۔

(3) ابواب 8 اور 9 میں دانائی مجسم ہوتی اور جگہ بجگہ کھڑی ہو کر کل بنی نو آدم کی توجہ اپنی خوبیوں طرف متوجہ کراتی ہے۔تعلیم دیتی اور تاکید کرتی ہے کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی پیر وی کریں۔بعض لوگ گمان رکھتے ہیں کہ یہ مجسم دانادئی مسیح ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح نہ صرف مجسم دانائی ہے بلکہ وہ ایک الوہیت کا سارا کمال اس میں مجسم تھا۔خیر ہم یہ بات تسلیم کر سکتے ہیں کہ مسیح خداوند دانائی ہی مجسم تھا۔کیونکہ پہلا کرنتھیوں 1 باب 24 سے 30 آیات میں مرقوم ہے کہ ان کے لیے جو بلائے گئے ہیں۔مسیح خدا کی قدرت اور حکمت ہے۔یعنی وہ ہمارے لیےخدا کی طرف سے حکمت اور رستبازی اورپاکیزگی اور خلاصی ہے۔یہ دانائی فی الحقیقت الٰہی ہے۔کیونکہ وہ ان کو جو اس کی تلاش کرتے ہیں برکت بخشتی ہے۔چنانچہ امثال 8 باب 34 سے 35 میں آیا ہے کہ سعادت مند ہے وہ انسان جو میرا سنتا ہے۔اور جو ہر روز میرے آستانوں پر راہ دیکھتا ہے۔اور میرے دروازوں کی چوکھٹوں انتظار کرتا رہتا ہے۔کیونکہ جو مجھ کو پاتا ہے۔وہ زندگی پاتا ہے۔اور وہ خداوند کی طرف سے فضل حاصل کرے گا۔

حصہ دوئم: اس دس یعنی 10 تا 19 ابواب ہیں۔جن میں کہ سلیمان کی امثال شروع ہوتی ہیں۔اور اخیر میں شریر کی حماقت اور دانائی کی خوبیاں بیان ہیں۔حصہ دوئم و سوئم میں اخلاقی اصولوں کے عمل اوردرآمد کا طریقہ بیان ہوا ہے۔جن کا ذکر حصہ اول میں ہو چکا ہے۔امثال بتاتی ہیں۔انسان کی طرح اپنے روز مرہ کاروبار میں تو دانائی استعمال کرسکتا ہے۔کہ اس کا کام اس کے لیے اور اس کے ہم جنس بھائیوں کے کاآمد اور مفید ثابت ہو۔امثال 10 باب 1 سے 2 آیات میں کہتا ہے کہ دانش مند بیٹا

باپ کو خوش کرتا ہے۔مگر پیدائش اپنی ماں کے واسطے بار خاطر ہوتا ہے۔شرارت کے خزانے کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے مگر صداقت موت سے رہائی بخشتی ہے۔ناراستی ناصرف اس زندگی میں نقصان دہ ہے۔بلکہ ہم کو خدا کے حضور بھی نامقبول ٹھہراتی ہے۔چنانچہ گیارہویں باب میں لکھا ہے کہ مکر کے ترازوں سے خداوند کو نفرت ہے۔لیکن پورے ترازوں سے وہ خوش ہوتا ہے ہوتا۔قہر کے دن دولت سے کچھ کام نہیں نکلتا۔پر صداقت موت سے رہائی دیتی ہے۔جس طرح راستبازی زندگی بخشتی ہے۔اس طرح وہ جو بدی کا پیچھا کرتا ہے۔اپنی موت کو پہنچتا ہے۔جن کے دلوں میں برائی ہے۔ان سے خداوند کو نفرت ہے۔مگر جن کی روشیں سیدھی ہیں۔وہ ان سے خوش ہے۔کہ

دیکھ صادق کو زمین پر بدلہ دیا جائے گا۔تو کتنا زیادہ شریر اور گنہگار کو راست گوئی کی نسبت سلیمان کہتا ہے کہ وہ جو سچ بولتا ہے صداقت آشکارہ کرتا ہے۔پر جھوٹا گواہ دغا دیتا ہے۔سچے ہونٹ ہمیشہ ثابت ہوں گے۔مگر جھوٹی زبان صرف ایک دم کی ہے۔جھوٹے لبوں سے خداند کو نفرت ہے۔پر وہ جو راستی سے کام رکھتے ہیں۔ان سے وہ خوش ہے۔

حصہ سوئم: اس میں پانچ یعنی20سے 24 ابواب ہیں۔یہ عبرت اور رتعلیم کے واسطے ہیں۔اور انسان کو نقصان دہ باتوں سے روکتا اور تاکید کرتا ہے۔کہ وہ ان باتوں کی تحصیل میں مصروف رہے۔جو کہ فائدہ مند اور برکت کا باعث ہیں۔مثلاً امثال 20 پہلی آیت میں ہے کہ مے مسخرہ بناتی ہے۔اور مست کرنے والی ہر ایک چیز غضب آلودہ کرتی ہے۔وہ جو ان کا فریب کھاتا ہے۔دانش مند نہیں۔17:20 میں لکھا ہے کہ دغا کی روٹی آدمی کو میٹھی لگتی ہے۔پر انجام کار کا منہ کنکروں سے پر کیا جاتا ہے۔6:21 میں پھر آیا ہے کہ دروغگوئی سے خزانہ جمع کرنا ان لوگوں کی جو موت ڈھونڈتے ہیں۔اڑائی ہوئی بطالت ہے۔23:23 میں نصحیت ہے کہ سچائی کو مول لے اور اس کو نہ بیچ۔اسی طرح حکمت اور تربیت خرد کو بھی۔26:23 میں لکھا ہے کہ اے میرے بیٹےاپنا دل مجھ کو اور تیری آنکھیں میری راہوں سے خوش ہوں۔27:21 میں شریروں کی قربانی کی نسبت ذکر ہے۔کہ وہ نفرت ہےخصوصاً کہ جب وہ بد نشینی سےلائی جاتی ہے۔30:21 میں لکھا ہے کہ کوئی حکمت کوئی فہمید کوئی مشورت نہیں جو خداوندکے مقابل پیش آئے۔دوسرے اور تیسرے حصوں میں تقریباً 400امثال ہیں۔جو کہ ہر قسم کی ناراستی انجام بد اور راستی کے نیک انجام پیش کرتی ہے۔

حصہ چہارم: اس میں پانچ یعنی 25 سے 29 ابواب ہیں جن میں امثال کا وہ مجموعہ ہے۔جس کی نقل شاہ یہودہ حزقیاہ کے لوگوں نے کی تھی۔1:25 میں صاف لکھا ہے کہ اس میں 130 سے زیادہ امثال ہیں۔جو کہ تعلیمی اور نصحیتی ہیں یہ حصہ سلیمان کی وفات کے دوسو سال بعد تالیف ہوا۔معلوم ہوتا ہے کہ جب حزقیا نے ہیکل آراستہ کرکے یہودہ میں مذہبی بے داری اور اصلاح جاری کی۔2 سلاطین 18 باب 3 سے 7 آیات اور2 سلاطین 3 و 19 آیات۔تو اس وقوت اس نے ان آیات کے فوائد و محاسن دیکھ کر ان میں سےکئی ایک کی نقل کروائی۔تاکہ وہ اس کے لوگوں میں مشہور اور رائج ہوں۔اور ان سے راہنمائی پائیں۔

اس حصے میں کئی ایک مفید اور سبق آموز باتیں ہیں۔جو کہ انسان کو بزمی فرائض و آداب کی تعلیم دیتی ہیں۔مثلاً ہمسایہ سے سلوک کی بابت آیا ہے کہ تو اپنے ہمسائے کے ساتھ اپنے دعوے کا چرچا کرمگر راز کی بات کبھی اس پر فاش نہ کرتانہ ہو کہ جو کوئی اسے سنے تجھےرسوا نہ کرے۔کسی طرح سے تیررسوائی مٹائے سے نہ مٹے۔اپنے ہمسائے کے گھر جانے سے اپنے پاؤں اکثر

روکے رکھ۔تاکہ وہ تجھ سے کہیں دق نہ ہو جائےاور تجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔وہ آدمی جو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ایک گوپال ،ایک تیز تیراور ایک تیز تلوار ہے۔جس طرح شمالی ہوامینہ لاتی ہے۔اس طرح چغلی خوری ترش روی پیدا کرتی ہے۔جھوٹی زبان کی نسبت آیا ہے کہ وہ ان سے کینہ رکھتی ہے۔جن کو اس نے رنجیدہ کیا ہو۔اور خطرناک تباہی لاتا ہے۔

حصہ پنجم: اس حصے میں دو یعنی 30 اور 31 ابواب ہیں۔جس میں دو نامعلوم اشخاص یعنی یا کے بیٹے اجور اور لیموئیل بادشاہ کا ذکر ہے۔ان کی نسبت نہ تو پاک کلام میں اور نہ ہی موجودہ تاریخ میں کوئی ذکر ہے۔بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ان سے سلیمان ہی مراد ہے۔امثال 30 :1 سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کوئی ملہم شخص تھا۔اور اس نے اپنی نسبت یہ کہا کہ آدمی کی دانش مجھ میں نہیں میں نے دنیاوی حکمت نہیں سیکھی۔غرض کہ وہ مقدسوں کا علم رکھتا تھا۔لیموئیل کی بابت 1:31 میں یوں لکھا ہے کہ لیموئیل بادشاہ کی باتیں وہ الہامی کلام جو اس کی ماں نے اس کو سکھلایا۔تئسویں باب منیں وہ نصائح ہےجو کہ اجور نے اپنے دو شاگردوں ائیل اورا کال کو دیں۔ایکسویں باب میں وہ نصحیت آمیز کلام ہے۔جو کہ لیموئیل کی ماں اس کو سکھلایا۔

سوال۔اس کتاب سے ہم کو خاص تعلیم ملتی ہے؟

جواب۔اول۔کہ خدا کا خوف رکھیں۔کیونکہ خدا کا خوف دانش کی ابتدا ہے۔

حصہ دوئم۔والدین کی اطاعت کریں۔کیونکہ حالات کا تطاول اس پر اثر رکھتا ہے۔نیز اخلاقی طور پر بھی یہ ضروری اور لازم وملزوم ہے۔

حصہ سوئم۔حکمت اورمعرفت پر دل لگایا جائے۔کیونکہ دانائی لعلوں سے بھی بہتر ہے۔اور ساری چیزیں جن کی تمنا کی جاتی ہے۔اس کے برابرنہیں۔چہارم ندگی کی غناعت کو مدِ نظر رکھیں۔تاکہ ہماری زندگی سے خدا کے مقاصد بوجہ احسن انجام پائے۔

حصہ پنجم۔دل کی بڑی سے بڑی خبرداری کریں۔کیونکہ زندگانی کے انجام اس سے ہیں۔

حصہ ششم۔منہ کی حفاظت کی جائے کیونکہ وہ جو اپنے منہ کی نگہبانی کرتا ہے وہ اپنی جان کی نگہبانی کرتا ہے۔

حصہ ہفتم۔انسان رستباز اور صدق و مقال ہو۔کیونکہ شریر کی عاقبت نیک نہ ہو گی۔شریر کا چراغ بجھایا جائے گا۔مکر کی ترازو سے خداوند کو نفرت ہے۔مگر جو راستی کے کام کرتے ہیں ان سے وہ خوش ہے۔

حصہ ہشتم۔شراب خوری سے پرہیز کیا جائے۔(پرہز گاری) کیونکہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی ہے۔اور بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہے۔

حصہ نہم۔والدین کے فرائض کی ادائیگی اشد ضروری ہے۔کیونکہ وہ جو اپنے ماں باپ کو لوٹتا ہےاور کہتا ہے کہ یہ گناہ نہیں وہ غارتگر کا ساتھی ہے۔

حصہ دہم۔اولاد کی تربیت کی جائے۔کیونکہ یہ لازم اور انسب ہےکہ لڑکے اس راہ میں جس میں انس کوان کو چلنا ہے۔سویرے یعنی طوفلیت میں تربیت پائیں کیونکہ جب وہ بوڑھے ہو جائیں گےتوا س راہ سے باز نہ آئیں گے۔وہ جو چھڑی کو باز رکھتا ہے۔بیٹے سے کینہ رکھتا ہے۔مگر وہ جو اس سے پیار کرتا ہے وہ اسے سویرے اس کی تادیب کرتا ہے۔حصہ گیارہوں۔برے آدمی کی صحبت سے پرہیز کریں کوینکہ وہ شرارت کی روٹی کھاتا ہےاور اندھیرکی مے پتا ہے۔

حصہ بارہواں۔اپنی زندگی خدا کے مخصوص کریں کیونکہ زندگی اسی طرف سے ہے۔اور اس سے بحال رہتی ہے۔سو چاہیئے کہ اس ہی کی خدمت میں صرف کی جائے۔کیونکہ صادقوں کی روش اس چمکنے والے نیر کی مانند ہے۔جو پورے دن تک روشن ہوتا چلا جاتا ہے۔وہ جو خداوند کے طالب ہیں کچھ جانتے ہیں۔

کتاب ہفتم

واعظ کی کتاب

سوال۔9 واعظ کی کتاب کی تعریف کرو۔

جواب۔عبرانی زبان میں اسے اس کو ہلیتھ کہتے ہیں۔جو کہ کو ہیل سے مشتق مونث اسم فاعل ہے۔ا کے معنی ہیں مجمع عام میں واعظ کرنےوالا اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ کو فراہم کرنا یا دلیل سے کسی بات کو بلانا پایا تکمیل تک پہنچاناچونکہ یہ لفظ مونث ہے۔اس لیے بعض لوگوں نے خیال کیا کہ اس سے مرامجسم دانائی ہے۔واعظ کی کتاب سلیمان نے خدا سے برگشتہ ہونے اور توبہ تائب کرنے کے بعد تصنیف کی۔برگشتگی کی حالت میں اس نے خود سر ہو کر روحانی تجلی اور برکت سے خود کو محروم رکھاایسی حالت میں وہ اس کتاب کے 1 باب 16،17اور18 آیت میں لکھتا ہے کہ میں نے یہ بات اپنے دل میں کہی کہ دیکھ میں نے بڑی ترقی کی بلکہ ان سبھو سے جو کہ مجھ سے پہلے یروشلیم تھے۔زیادہ حکمت پائی میرا دل حکمت اور دانش میں بڑا کار رواں ہوا۔پر جب میں نے حکمت کے جاننے اور حماقت اور جہالت کے سمجھنے پر دل لگایا تو پتہ چلا کہ یہ سب ہوا پر چلنا ہے۔کیونکہ میں بہت دقت ہے اورجس کا عرفان فراواں ہوتا ہے۔اس کا دکھ بھی زیادہ ہوتا ہے۔سو جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کی زندگی حقیقی آرام و سکون سے اور خوشحالی سے مرحوم ہے تو پشیمان ہو کر اس نے توبہ کی اور اپنی بری حالت کی کیفیت دوسروں کی عبرت اور تربیت کے لیے قلم بند کی۔چاہیئے کہ ایسے تجربہ سے ہم ہوش میں آئیں۔اور اپنی زندگی کو آراستہ کریں۔اس کتاب میں یہووہ اکہیں نہیں آیاکیونکہ نے اپنی زندگی میں کچھ کام نہ کرنے دیا۔اور اس کی زندگی میں یسوع مسیح از توبہ بلکل کچھ حصہ نہ رکھتا تھا۔فی الواقع ایسی زندگی ایک بڑی بطلان ہے۔امثال 2باب 4 سے 9 آیات سلیمان اپنی خود غرضی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔کہ میں نے بڑے بڑے کام کیے۔اپنے لیے عمارتیں بنائیں۔تاکستان لگائے۔باغیچے اور بناغ تیار کیے۔درخت لگائے۔تالاب بنائے کہ ان میں

درختوں کا ذخیرہ سینچوں میں نے غلام اور لونڈیاں مول لیں۔اور میرے خانہ زاد میرےگھر میں پیدا ہوئے۔میں بہت سے گائے بیل اور بھیڑ بکریوں کے گلوں کا مالک تھا۔ایسا کہ میں ان سب سے جو میرے سے پہلے یروشلیم میں تھے۔زیادہ مال دار تھا۔میں سونا روپیہ اور بادشاہوں کو دستاویزوں کا خوب خزانہ اپنے لیے جمع کیا۔میں نے گانے والےا ورگانے والیاں رکھیں۔اور بنی آدم کے اسباب عیش اور بیگمات اور حرمین فراہم کیں۔سو میں بزرگ ہوا۔اور سبھو کی بانسبت جو مجھ سے پہلے یروشلیم میں تھے۔زیادہ ترقی کی۔الغرض سلیمان نے یہ سب کچھ اپنے ہی نفس کے لیے کیارعایا اورملک کی خوشحالی ،فارغ البالی اور خدا کے جلال اور شان کے لائق کچھ نہ کیا۔خود غرض شخص صرف اپنا ہی خیال ہی رکھتا ہے خدا کے دور ہو کر انسان ضرور خود غرض اورنفس پرست ہو جاتا ہے۔سلیمان کی خود غرضی 1 سلاطین 7 باب 1 سے 7 آیات۔میں بھی خوب مذکور ہے۔

سوال۔10۔واعظ کی کتاب کا خاص مقصد کیا ہے؟

جواب۔اس کا خاص مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اس بناتسے مطلع کیا جا ئے کہ زندگی کی محنت ومشقت صرف اس حال میں برکت کا باعث ہو سکتی ہے کہ جب انسان راست روی اور راستبازی اختیار کرے۔اور اس پر قائم رہے۔کہ یہ کتاب صاف بتا دیتی ہے کہ اگر انسان اپنی زندگی مجلسی،اخلاقی اور دینی فرائض کی ادائیگی میں صرف نہ کرے تو وہ بڑی بطلان اور یعنی بطلانوں کی بطلان ہو کر رہ جاتی ہے۔

ایوب کی کتاب ایک شخص پیش کرتی ہے جو کہ دینداری اور اقبال مندی کے لیے مشہور تھا۔شیطان نے خدا کے حضور اس کی وفا داری پر شبہ کیا۔اور خدا نے اس کو اجازت دی کہ وہ اس کی آزمائش کرے۔چنانچہ شیطان اسے ہر کی ممکنہ مصیبت میں مبتلا کیا۔یہاں تک کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہو کر اپنی دین داری اور وفاداری سے اور خاطر جمعی حاصل کرتا رہا۔اور پگلایا اور گلایا جا کرکندن کی طرح خالص اور نرمل نکل آیا۔واعظ کی کتاب بھی ایک شخص کا بیان کرتی ہے۔جو کہ دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال اور اقبالمند اور مشہور تھا۔جو کہ عیش پرستی اور دنیاوی اور لاحاصل لہو لعب میں پڑ کر دینداری اوروفا داری میں قائم نہ رہا۔اور اپنی زندگی کے حاصلات سے بے زار ہو کر پکارتا ہے کہ بطلانوں کا بطلان سب کچھ باطل ہے۔چنانچہ واعظ کی کتا ب یہ ظاہر کرتی ہے کہ حقیقی خوشحالی اور اقبال مندی اور شہرت ودینداری اور خداپرستی پر مبنی ہے۔12 باب 13 آیت اس کا حاصل کلام اس طرح ہے کہ خدا سے ڈر اور اس کےحکموں کو مان کیونکہ یہ انسان کا فرض اولین ہے۔

سوال۔11 واعظ کی کتاب کی تقسیم کرو۔

جواب۔اس کتاب میں کل بارہ ابواب ہیں۔جو کہ دو برابر حصوں میں منقسم ہیں۔حصہ اول میں حکمت دانائی اور عیش و عشرت کی بطالت پر ایک عالمانہ ہے۔اور عمیق تنقیحی نظر ڈالی گئی ہے۔اور نتیجہ یوں بیان ہے کہ انس ے دائمی خوش اور حقیقی راحت مطلقاً ء حاصل نہیں ہوتی۔اورکہ وہ بطلانوں کا بطلان ہے۔حصہ دوئم میں آسمانی یعنی روحانی اور دانائی پیش کی گئی ہے۔اور اس کی نسبت بتایا گیاہے کہ وہ مستقل اور مفید ہے۔اور انسان کی بہتری و بہودی کاحصار اس پر ہے۔

سوال12۔اس کتاب میں کن باتوں کی تعلیم ہے؟

جواب۔(1) ہر ایک نعمت ذاتی ہو خواہ منسوبی خدا ک طرف سے ہو۔2 باب 24 آیت میں منصف کہتا ہے کہ انسان کے لیے کہ وہ کھا ئے پیئے اوراپنی ساری محنت کےد رمیان خوش ہو۔اپنا جی بہلائے۔کچھ بہتر نہیں۔یہ بھی میں نے دیکھاکہ خدا کے ہاتھ کا دیا ہوا ہے۔

(2)ہر ایک کام کے لیے خدا کی طرف سے ایک خاص موقع ہوتا ہے۔چنانچہ 8 باب کی 6 آیت میں لکھاہے کہ اس لیے ہر کام کا ایک وقت اور ایک واجبی طور ہے۔اور 3 باب 1سے 3 آیات میں وہ کہتا ہے کہ ہر ایک چیز کا ایک خاص موسم اور ہر ایک کام کا جو آسمان کے نیچے ہے ایک وقت ہےوغیرہ۔سو چاہئے کہ انسان وقت کو غنیمت جانے اور موقع کی قدر کرے۔اور اسے ہاتھ سے نہ دے۔

(3) خدا کی عبادت سنجیدگی سے کی جائے۔جس طرح کہ 8باب 1 سے 5 آیات میں آیا ہے کہ جب تو خدا کے گھر کو جاتا ہے تو اپنے قدم ہوشیاری سے رکھ۔اور سننے پر مادہ رہ۔نہ کہ حمقوں کے سے ذبیحے گزرانےپر۔وہ نہیں جانتے کہ وہ زبونی کا کام کرتے ہیں۔اپنے منہ سے بولنے میں جلدی نہ کرو۔اور اپنے دل کو روک کہ وہ شتابی سے خدا کے حضور کچھ نہ کہے۔کیونکہ خدا آسمان پر ہے۔اور تو زمین پر۔سوتو اپنی باتیں تھوڑی کر۔

(4) منہ کا خبر داری اشد ضروری ہے۔10باب 12 سے 13 آیات۔میں مرقوم ہے کہ دانشمند کے منہ کی باتیں لطیف ہیں۔پر احمق کے ہونٹ اسی کو نگل جاتے ہیں۔اس کے منہ کی باتوں کی ابتدا احمقی ہے۔اور اس کی باتوں کی انتہا فاسد اگلتی ہیں۔

(5) جوانی کے ایام میں خالق کی یاد ضروری ہے۔چنانچہ 12 باب1 آیت میں تاکید ہے کہ اپنی جوانی میں اپنے خالق کو یاد کر۔جب کہ ہنوز برے دن نہیں آئے۔اور وہ برس نزدیک نہیں آئے۔جن میں تو کہے گا کہ ان سے مجھ کو کچھ خوشی نہیں۔

(6) عدالت کا دن یقینی ہے۔جیسے کہ 12 باب 14 آیت۔میں مذکور ہے۔خدا ہر فعل کو ہر ایک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہو خواہ بری عدالت میں لائے گا۔

سوال 13۔واعظ کی کتاب کو سمجھنے کے لیے کن باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے؟

جواب مصنف کی حالت میں پر۔مصنف اپنی وہ حالت پیش کرتا ہے کہ جب کہ اس نے خدا کو چھوڑ کلر کوشش کی کہ علم و دولت اور مرتبہ اور شہرت کے ذریعے خوش وقتی و راحت اور سکونِ قلب حاصل کرے۔اس وقت اس نے علم و عقل فیلسوفی اور نفس پر اعتماد کیا۔اور سب جسمانی خواہشوں کو پالااور آزمایااور معلوم کیا کہ یہ سب بطلان ہے۔آخر کاراس نے پھر خدا کی طرف رجوع کیا۔اور اسے اپنا شاملِ حال کیا۔اور جی میں سکون و اطمینان اور خوش وقتی حاصل کی۔

سوال۔14 ہمیں اس کتاب سے کن خاص باتوں کی نصیحت ملتی ہے؟

جواب۔(1) ہم خدا کو اپنی زندگی سے ہرگز دجدا نہ کرےبلکہ ہر بات و ارادے میں اس کو شامل و شریک کریں۔اور اس کی رہنمائی میں زندگی بسر کریں۔

(2) سوائے خدا کے اور کوئی ہستی نہیں۔جس سے کہ انسان کےدل کی خوہشات حاصل ہوں اور کامل خوشی اور سلامتی حاصل ہوسکے۔

(3)ہم خداکا خوف رکھیں کہ اور اس کے احکام مانیں کیونکہ انسان کایہ فرضِ اولین یہی ہے۔

کتاب ہشتم

غزل الغزلات

سوال15 اس کتاب کی تعریف کرو۔

جواب۔یہ کتاب سلیمان کی تصانیف مین سے ایک ہے۔یعنی اس کے ایک ہزار پانچ گیتوں میں ایک ہے۔عبرانی میں اس کا نام شعر ہا سعریم یعنی گیتوں کا گیت یا سب سے عمدہ گیت ہے۔سلیمان کا یہ سب سے عمدہ گیت اس اتحاد پر دلالت کرتا ہے۔جو مسیح اور کلیسیا یعنی برگزیدوں کی جماعت کے درمیان ہے۔چنانچہ بائبل کے مولفوں نےاسے اس کو الہامی جان کر پاک نوشتوں میں مرتب کیا۔پہلی صدی عیسوی میں ایک یہودی بنام عقیبا نےاس کی نسبت کہا ہے کہ کسی اس رئیلی نے کبھی اس کے الہام پرشک نہیں کیا۔نیز کہ دنیا کے کل ایام میں سے وہ دن سب سے مبارک ہےجس یہ گیت لکھا ہے۔اسی صدی میں اکولہ نے اس کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کیا۔

سوال۔16 اس کتاب کی تفصیل کے بارے میں مفسرین کا کیا خیال ہے؟

جواب۔مفسرین نے اس کو تین طرح سے سمجھا ہے۔

حصہ اول۔بطور تمثیل کے یعنی اس کو تمثیلی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسیح کی اور کلیسیا کی باہمی محبت پر دلالت کرتی ہے۔خاص کر اس نسبت پر جو قوم اسرائیل اور خداوند یسوع مسیح کے درمیان ہے۔اور باہمی اخلاص اور وفا کی مقتضی ہے۔نیز وہ کہتے ہیں کہ دولھا اور دولھن کا اتحاد سچا اور راسخ ہے۔اور اگر ممکنم ہو تو ایک دوسرے کے لیے جان دینے اور فدا ہونے کو تیار ہوتے ہیں۔

حصہ دوئم۔مفسرین اس کو علامتی بھی سمجھتے ہیں۔اور یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بادشاہ نے کہیں ایک دو شیزہ بنام سلومیت کو دیکھا۔جو کہ نہایت خوش منظر اور شکیل اور نسوانی خصوصیت سے مزین تھی۔تو وہ اس پر نہایت ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا اور محل میں لے جا کر چاہا کہ اسے بیگمات میں شامل کرے مگر اس کی نسبت کسی باغبان سے ہو چکی تھی۔اور اس باغبان اور اس جمیلہ منصوبہ میں غایت درجے کا تعش و پیار تھا۔تو جب سلیمان نے اپنی خواہش اس لڑکی پر ظاہر کی تو اس نے تامل سے انکار کردیا۔اور اپنی محبت میں قائم اور محبت کے ساتھ وفادرا رہی۔جب سلیمان نے اس لڑکی کی وفااور اس کے ایثار پر غور کیا تو میں تو پہلے خدا کو عزیز کھتا تھا۔وہ مجھ پر مہربان تھا۔

یہاں تک کہ اس نے مجھے بادشاہ بنا دیا۔اور ہر نوع کی ضروریات و برکات سے مالامل کیا۔مگر افسوس کہ میری وفادرای اور محبت کہاں گئی؟میں نے اس کو چھوڑا اورعور توں کی پیر وی میں بتوں کی پرستش کی۔غرض کہ وہ سخت نادم ہوا۔اور پھر خدا کی طرف پھرا۔معافی مانگی۔اور از سرِنو خدا پر بھروسہ اور اعتماد رکھنے لگا۔اور یہ کتا ب اسرائیل کی تربیت اور ہدایت کے لیے لکھی۔

سوئم۔مفسرین اسے بطورں ڈرامہ یا ناٹک کے سمجھتے ہیں۔اور اس کی یوں تقسیم کرتے ہیں۔کہ حصہ اول میں پہلے چار باب اور حصہ دوئم میں پانچ سے آٹھ ابواب رکھتے ہیں۔اور کتاب کا مقصد یہ بیان کرت ہیں کہ یہودی قوم کثرت ازدواجی کو چھوڑ کر خاندانی زندگی کا لطف اٹھائیں۔مکرر بحال کریں اور اس کا لطف اٹھا دیں۔نیز وہ کہتے ہیں پہلے چار ابواب سلومیت کی محبت کی آزمائش کی جاتی ہے۔

اس طرح کہ محل کی بیگمات اس کے سامنے سلیمان وصف اور خوبیاں بیان کرکے چاہا کہ اس کو دام میں پھنسا دیں۔مگر اس نے ان کی قیل و قال اور ان کی گفت و شنید سے تنگ آکر کہا کہ میں اپنے والدین کے ہاں جانا چاہتی ہوں۔تاکہ ان کی خدمت کروں۔اتنے میں سلیمان آیا اور چکنی چپڑی باتوں یعنی اس کی خوبصورتی اور خوشنمائی کی تعریف بامبالغہ کرکے اس کے سامنے عزت اور دولت کے وعدے کا جال پھلایا۔اور چاہا کہ وہ کسی طرح محل میں رہنے پر راضی ہو جائے مگر اس نے نہ مانا تھا۔سو وہ نہ مانی اور والدین کی عزت اور ناموس اور باغبانی کی محبت میں وفادار ٹھہری۔اورسلیمان سے منہ موڑا اور اس کی دولت و حشمت پر قناعت کی لات ماری۔

ابواب پانچ سے آتھ میں بتایا گیا ہے کہ سچی اور باوفا محبت کسیف لالچ یا شے مبادلہ سے کم یا محو نہیں ہو سکتی۔دولت و عزت جیسی ناپائدار باتیں اس کو مغلوب و مطیع نہیں کرسکتیں۔بلکہ وہ سب مصائب و مشکلات اور تمام آزمائشوں سے کہیں اعلیٰ اور بعید از تسخیر ہوتی ہے۔اور سب پر غلب رہتی ہے۔اوردائمی اور مستقل ہوتی ہے۔

سوال17۔اس کتاب کے مدعا تصنیف کی نسبت یہ خیال کیا ہے؟

جواب: یہ کتاب خدا کی دائمی محبت جو کہ اسے اپنے برگزیدوں سے اور وفاداری اور اخلاص جو کہ برگزیدوں کو اس سے ہوتاہے۔ظاہرکرتی ہے۔یا با الفاظ انجیل یوں کہیے کہ دولھا کا تعش دولھن یعنی کلیسیا کے لیے اور دولھن کا سوزو گداز دولھا یعنی مسیح یسوع کے لیے ظاہر کرتی ہے۔پینٹی ٹیوک یعنی موسیٰ کی پانچ کتابیں صاف و صریح طور پر بتاتی ہیں کہ قوم اسرائی نے خود کو خدا کے لیے مخصوص کیا۔

مگر باہمی عہد پر قائم نہ رہی۔بلکہ بتوں کی طرف مائل ہوگئی۔اور خدا کو چھوڑ دیا۔اور یہ کتاب بتاکید بتاتی ہے کہ برگزیدوں پر لازم ہے کہ خدا اور حرفِ خدائی کو چاہیں۔اسی سے محبت رکھیں اور اس کی پیر وی کریں۔آمین